لہٗ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض وما بینہما وما تحت الثریٰ

بوستان خیال

جلد نہم

جو فارسی مین میر تقی خیال کی تصنیف ہے پہر مختلف مترجمون نے ترجمہ کیا اور اب

سید نادر علی سیفی

ساکن لاہور نے بعد دور کرنے قبایح اور طوالت کے واسطے حظ ناظرین کے مرتب کیا اور

ماہ ربیع الاول ۱۳۱۲ھ مطابق ماہ ستمبر ۱۸۹۴ء

بفضلہٖ تعالےٰ شانہٗ

مطبع سیفی لاہور مین سید نادر علی سیفی کے اہتمام سے طبع ہوکر
شایع ہوئی

ہدیہ محقر

یہ چند اوراق ہم اپنے دوست قدیمی اور محب صمیمی مولوی تاج الدین احمد صاحب جوہر مختار چیف کورٹ ساکن لاہور کی خدمت میں پیش کرتے ہیں

گر قبول افتد زہے عز و شرف

موضع سیف آباد ضلع لاہور
۲۷ صفر ۱۳۱۲ھ مطابق ۳۰ اگست ۱۸۹۴ء

نادر علی سیفی

بوستان خیال جلد نہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدائے عزوجل کا شکر و سپاس ہر دم لازم و واجب ہے جس نے ارض وسما کو بنایا آب و ہوا کو بروئے کار لایا۔ پھر انہیں سے ہر مقام و شئے کو مخلوقات سے معمور فرمایا۔ اور انسان کو جامہ شرافت پہنایا۔ شیخ سعدی شیرازی کہتا ہے

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند
تا تو نانے بکف آری و بہ غفلت نخوری

حیف ہے انسان پر کہ غافل ہوجاتا ہے اور خالق کو فراموش کرتا ہے صبح سے شام تک فکر معاش ہے اور شام سے صبح تک البتہ خواب۔ وہ اسکا مرض ہے اور یہ اسکی موت۔ قوت لایموت پیدا کرے شکر حق اور بہبودی مخلوق میں مصروف ہوجائے اور اسقدر مستورات پر کفایت کرے جو دیوانگی سے بچائے تو عیش آرام سے رہے

اگر مکانات وسیع و رفیع اور ملبوسات مزین و مکلف اور اغذیہ لطیف و نفیس ضروریات سے ہوتیں تو آدم و نوح و موسیٰ و ابراہیم و عیسیٰ و محمد صلی اللہ

علیہم اجمعین شہنشاہ ہوتے اور عیاش خود پسند اور قہار رہا ایسا ہی اُنکے اوصیا
ہارون دیکھئے و علی علیہم السلام بادشاہ ہوتے اور خود غرض مرتشی اور مکار رہا
جو قصہ ہم بعد حذف زوائد و فواحش چھاپ رہے ہین اہل دل کو اسی قدر
بتلاتا ہے کہ دنیا کے کامون کو طول دینا تضیع اوقات اور خدا کو فراموش کرنا
ذلت و خواری کا موجب ہے۔ عام اشرار کا تو کیا ذکر ہے۔ جمشید وضامن گوس
جیسے کسی ذلت پر بھی خدا سے رجوع نہین لاتے۔ لیکن ابرار کو دیکھو شاہزادہ
بدر منیر با وجود ملک گیری وطن سے جدا ہے اور توفیق خزانے حاصل کرکے
بدستور مختلج

فی الجملہ مولف کتاب عاصی پُرمعاصی نادر علی سیفی ولد سید سیف علی جنت مکان
موسوی نعمت خانی۔ کن لاہور عرض کرتا ہے کہ جب زبدہ اولاد سید المرسلین
و شمع دودمان خاتم النبین شاہزادہ معزالدین ابو تمیم صاحبقران اکبر نے مسافر
دنیائے نوشاہزادہ بدر منیر صاحبقران اصغر کی داستان فرحت نشان چند شب
متواتر سُنی اور قصہ مذکور یہانتک پہونچا کہ شاہ شاہان ملک آفاق شاہ نے
صاحبقران اصغر سے شاہزادہ مہران مہر طلعت و ملکہ کوکبہ روشن تن کی نجات
کے واسطے طلسم حکیم اشراق مین تشریف لیجانے کی درخواست کی اور اُسی اولوالعزم
نے شہنشاہ کی التجا کو منظور کیا۔ بادری ایڈورڈس سے فرمایا کہ مجلس برخاست
کرو۔ ہم چند روز آرام کرینگے۔ اِس حکم کے صادر ہونے پر حکیم ابوالمحاسن نے
جو قصہ صاحبقران اصغر کے تاریخی مین شاہنامہ خورشیدی کو غلاف کردیا اور
تمام بادشاہ اپنے اپنے لشکر مین چلے آئے

احوال قریہ فردوس مشتمل بر بخشش ضار منکوس و وقایع علقمہ بن القیموس

جمشید نے مجلس کتاب خوانی سے واپس آکر شراب و کباب کا شغل کیا جس وقت
بدمست ہوا ایک آہ پُر سوز و گداز سینہ پر کینہ سے کھینچی بلکہ آنکھوں میں آنسو
بھر آئے۔ بنجاشی بادشاہ حبش نے کہا۔ یا صاحبقران خود پرستان عجب ہے بایں زور
و طاقت و باہمہ جاہ و ثروت گریہ و زاری بے معنی ہے۔ تمکو خدا نے ایسا ہی
صاحب اقبال کیا ہے کہ میری مانند بادشاہ صاحب لشکر و جاہ تمہاری خدمت
میں ہر وقت حاضر رہتا ہے۔ ضار منکوس نے کہا کہ اے بادشاہ حبش اب جمشید اس
درجے پہونچا کہ تو اُسکی تشفی خاطر کرے۔ اگر فوج و لشکر کا بہروسہ ہے لشکر اسلام سے
بساط جنگ آراستہ کر اور دلیرانہ ماہرو کو اپنے بستر کے کنار میں بٹھا۔ تمام سلاطین
تیرے حق میں یہی کہتے ہیں کہ شاہزادہ عز الدین کے خوف سے جمشید کا رفیق ہوا
ہے۔ بنجاشی کو یہہ کلمات ناگوار گذرے اور کہا۔ حکیم صاحب۔ تم صاحبقران
فرقہ طبیعی کے اُستاد و مدار المہام ہو۔ ورنہ اِس بیہودہ گوئی کا تمکو مزہ چکہاتا
ضار منکوس سیاہ مست ہو رہا تہا۔ اُس نے اِس زور سے جام شراب بنجاشی
کی پیشانی ظلمانی پر مارا کہ ایک جوے خون جاری ہوئی۔ مسرور بن بنجاشی نے
خنجر آبدار غلاف سے نکالا۔ حکیم طبعی نے بزور سحر مسرور کے دست و پا بے حس
و حرکت کر دیئے

جمشید نے ضمار ہنگوس سے کہا - اے ... - تو نہیں بزدل کا حکم رکھتا ہے - اسقدر زمانہ
لذرا تیرے اعمال ناپاک نے کبہی لشکر اسلام پر اثر نہ کیا - لیکن ہیرے دوستون اہل
لشکر کو آزار پہونچاتا ہے - تف بر این ریش دراز - نجاشی نے ایسا کیا کلمہ ناسزا
تیری شان مین کہا تہا کہ تو نے اسکو جام شراب مارا - جمشید کی سرزنش سے ضمار ہنگوس
کی طبیعت ایسی برہم ہوئی کہ اُسی وقت دست بدامن زدہ بارگاہ سے باہر نکل آیا
اور نصف شب کے وقت ایک اشتر دو زدم پر سوار ہو کر ایک طرف روانہ ہوا فقط
ایک غلام غوراک نام ہمراہ لیا - نصف شب راہ قطع کی

علقمہ شیر زور ابن القیموس بادشاہ زنگبار بعزم شکار نکلا تہا - وہ شب اُس نے
دامنہ کوہ مین بسر کی تہی اور وقت صباح در خیمہ پر صبوحی کا شغل کر رہا تہا ناگاہ
دیکہا کہ قطعی یک چشم جریدہ سوار چلا جاتا ہے - وہ سدراہ ہوا اور کہا - اے
پیشوائے فرقہ قطعی ایسا کیا کام ضرور پیش آیا کہ باین تنہائی کس سمت کے عازم ہوئے
توقع ہے چند لحظ مجہے سرفراز کرو - ضمار ہنگوس لعین کو [illegible] کی درازی قامت و توانائی
دست و پا اسقدر پسند آئی کہ موہنہ مین پانی بہر آیا اور بے تکلف اشتر پر سے
اُتر کر خیمہ مین گیا

جب باہم صحبت شراب گرم ہوئی ضمار ہنگوس نے جمشید کی کج ادائی و حق ناشناسی
دفتر کہولا - علقمہ نے کہا - جمشید عجب مرد وہ ہے کہ تم جیسے بزرگ کا ادب لحاظ نہین
کرتا حالانکہ اُسکے کام کی تمام رونق تمہاری ذات سے وابستہ ہے - خیر تم غریب خانہ
مین تشریف لے چلو - ضمار نے کہا - بدو شرط تمہاری سرپرستی قبول کرتا ہون اول
جو کہون تم بے عذر و حجت تسلیم کرو - دوئم جمشید کو اصلاً خبر نہ ہو - علقمہ نے منظور کیا

اور شام سے وقت اُن کا حقو ائی ایک محافہ پر دو دایمین سوار کرکے خیمہ عزم مین
لے پا۔ مسارنگوس نے ان سب کو مع اختر رخصت کیا اور نجاشی کی رائے یہ راز فشا
ہو۔ اگر جمشید پوچھے کہنا کہ مین حکیم صاحب کی تلاش مین گیا اور اختر کو فلان
غار کے منہ پر ایک درخت سے بندھا ہوا پایا!

جمشید سے خمار رنگوس نے اطلسم کے بعد کہا آپ یا اور خیمہ عزم مین آئی تو
جس وقت آنکھ کھلی تو حسب عادت موافق دو چار جام شراب پیے اور خمار رنگوس کو
طلب کیا۔ اُسکے ملازمون نے تاک برسر افشان کہا۔ حکیم صاحب کی اطلاع کہین چلے
گئے۔ جمشید رویا اور نجاشی و مسرور کو مزا اور عزا و سفنام مخصوص دیکر سود ان کی
تلاش کی تاکید کی۔ دوسرے روز خوکب غلام اختر لایا اور حال شکم کر یان طبعی
ان کا تعین کے مطابق خبر دی۔ جمشید اُسی وقت اُس غار میں گیا اور تمام نام گر
خاک چھانی

اُسی روز نجاشی کو ایک جاسوس نے خبر دی کہ ابطال زنگی زنگا جو زنگا کی
بوزنگ کا لشکر یہان سے دو منزل فلان مقام مین خیمہ ہے۔ نجاشی نالنے بیان
جمشید کے پاس آیا اور ابطال کے استقبال کی اجازت چاہی۔ جمشید نے آہستہ کہا
جس جہنم مین منظور ہو چلا جا۔ نجاشی نہ خوش بارگاہ سے نکلکر مع سرور ابطال کے
استقبال کو گیا۔ پہلی ہی منزل مین لشکر ابطالیہ کے اعلام نظر آئے۔ نجاشی با عزاز
و احترام ابطال کو اپنے خیمہ مین لایا۔ ابطال نے دیکھا کہ نجاشی بہت شکستہ ہے۔ اسکا
سبب دریافت کیا۔ نجاشی نے خمار رنگوس کی بدسلوکی کا حال سنایا۔ ابطال نے
کہا سبحان تجھے ایسی کیا ضرورت داعی ہوئی کہ جمشید کی مصاحبت مین رہتا ہے۔ نجاشی نے

قریہ فردوس سے تمام حالات سنا کر کہا۔ اِس وقت مصلحت یہی ہے کہ جمشید کی رفاقت ترک نہ کردن۔ اگر بار دگر بد شنام ملیش آیا اُس سے علیحدہ ہوجاؤنگا

ضارمنکوس ترکیب اعمال سحر سے جمشید کے لئیے ایک نسخہ شراب کا تیار کر رہا تھا۔ اتفاق سے وہ علقمہ کے پاس آکر تیار ہوا ضارمنکوس نے کہا۔ اے علقمہ یہہ شراب پی اور بجز معز الدین و جمشید جس پہلوان نامی و گرامی سے ساتھہ منظور ہو جنگ کر۔ جبتک تیرے معدہ مین یہ شراب رہیگی کسی سے مغلوب نہ ہوگا۔ علقمہ بن القیموس نے ہر روز صبح و شام شراب سحر پی اور روز سیوم شکار کے واسطے گیا۔ بحسب اتفاق اُسی دن جمشید کے لشکر کا ایک سردار عمرو تلخوم مصری بھی بعزم شکار نکلا تھا اثنای شکار مین دونو ملاقی ہوئے اور ایک ہرن پر تکرار ہو کر نوبت بہ مجادلہ پہونچی علقمہ نے ہنگام زور و قوت تلخوم کو باندہ لیا اور اپنے لشکر مین لیگیا

جس وقت یہ خبر ملالت اثر جمشید کو پہونچی۔ فرط غضب سے نظر مین عالم سیاہ ہوگیا بے درنگ سوار ہو کر القیموس کے لشکر مین پہونچا۔ القیموس نے استقبال شاہانہ کیا اور خیر و عافیت پوچھی۔ جمشید نے بزبان غصہ آلود کہا۔ اِسی مین تمہاری خیر ہے کہ تلخوم کو میرے حوالہ کرو۔ علقمہ شیر زور نے کہا۔ یا صاحبقران خود پرستان تم نے قدم رنجہ فرمایا۔ جہان کا حکم رکھتے ہو۔ جو فرماؤگے منظور کیا جائیگا۔ مگر تلخوم کو مینے بہ مکر و فریب گرفتار نہین کیا اور ایک وہی پہلوان تمہارے لشکر مین نہ تھا۔ طبل جنگ بجواؤ۔ جو پہلوان مجکو مغلوب کرے گا۔ مین اُسکی اطاعت کردن گا

جمشید نے علقمہ کا عذر منظور کیا اور اپنے لشکر مین آکر طبل جنگ بجوایا صبح کو

القوم مصری کہ تلخوم سے قرابت قریبہ رکھتا تھا میدان کین مین آیا علقمہ اسپر تمام فنون حرب مین غالب رہا اور گرفتار کرکے تسکل عیار کے حوالہ کیا۔ اسی طرح شام تک دس پہلوان جمشید کے اسیر ہوئے۔ شام کے وقت تمام لشکرون کی بازگشت ہوئی۔ ہر شخص علقمہ کے بارے مین خیالات مختلف ظاہر کرتا تھا لیکن علقمہ کا بیان تھا کہ وہ عالم رویا مین خداوند سواع کام بخش کا نظر یافتہ ہوتا ہے

دوسرے روز بھی علقمہ نے لشکر جمشید کے دس پہلوان قید کیے اور روز سوئم حرقامہ دمشقی کو بھی باندہ لیا جو جمشید کے لشکر کا سپاہ سالار دوئم تھا۔ علقمہ اثنا جنگ مین دو ساعت کے بعد شراب سحر کا ایک جام پیتا تھا۔ اگر مرد مقابل اسکا سبب پوچھتا تھا۔ وہ یہ جواب دیتا تھا کہ خداوند سواع کا یہی حکم ہے

علقمہ کی ترکیب سے تمام لشکر حیران تھے اور ہر ایک بادشاہ نے اپنے عیارون تحقیق کی تاکید کی تھی۔ مہتر ہنگ مصری بھی اسی فکر مین تھا۔ اُس نے اپنے اُستاد والا نژاد اور یعقوب صحرائی سے روغن عیاری کا ایک نسخہ لیا اور اپنی صورت وضع عیاران ملک زنگبار کی سی بنائی اور القیموس کے لشکر مین آیا۔ القیموس نے بارگاہ مین بلا کر پوچھا۔ اے شخص تو کون ہے اور کیون آیا ہے۔ ہنگ نے کہا۔ مین زنگبار کے ایک زمیندار کا فرزند ہون۔ تیغہ تیز گام میرا نام ہے سن طفلی سے عیاری کی طرف مائل تھا۔ چنانچہ اکثر فنون حاصل کیے ہین۔ ایک دن اسی خیال مین سو گیا کہ اس فن مین ناموری پیدا کرون۔ خداوند سواع کام بخش نے عالم خواب مین مجھے ایک شخص کا شاگرد کیا اور فرمایا۔ میرے بندہ خاص القیموس کے

لشکر مین جا اور اپنے اُستاد کی ملاقات سے فیض اندوز ہو۔ ہمنے ورثیولا القیموس کے فرزند شاہزادہ علقمہ کو شیر زور خطاب دیا ہے۔ نزدیک ہے کہ تو صاحبقران ہو اور تو عیارون کا سرتاج۔ القیموس نے کہا۔ اے منظور نظر خداوند جدید غور سے دیکھ کہ ہماری مجلس مین تیرا اُستاد ذوالاقتدار بھی ہے یا نہین۔ قیصر عجلی نے بغور دیکھا اور کہا اِس مجلس مین میرا اُستاد نہین ہے۔ ایک لمحے کے بعد شکل عیار مجلس مین آیا۔ نہنگ نے مثل شاگردان راسخ العقیدہ اُسکے پاؤن پر سر رکھدیا اور القیموس سے کہا۔ اے بادشاہ۔ یہی شخص میرا اُستاد ہے۔ شکل عیار نے حقیقت دریافت کرکے نہنگ کو سینہ سے لگایا اور تمام لباس و سامان عیاری جو اُس وقت جسم مین تہا بطریق تبرک شاگرد کو بخش دیا۔ القیموس نے بہی ایک خلعت گرانبہا مع چند براق مرصع نگار نہنگ کو دیا اور بتقلید بادشاہ کے تمام امرا نے زر نقد تواضع کیا۔ اُس وقت علقمہ ضارمنگوس کے پاس تہا۔ القیموس نے اُسکو بہی طلب کرکے یہ حال سنایا۔ اُسنے نہنگ کی وضع و ترکیب پسند کی اور جلوی خاص کی خدمت سرہنگی مع زر و جواہر بخشی

صبح کو حسب معمول علقمہ میدان جنگ مین گیا اور تا وقت ظہر جمشید کے پانچ پہلوان کنڈے باندہے۔ قضارا علقمہ نے شکل عیار کو عین وقت محاربہ کسی کار ضرور کے واسطے بہیجا۔ شکل نے شیشہ شراب نہنگ کو دیا اور خوب سمجہایا کہ جس وقت علقمہ شیر زور مانگے اِس شراب کا ایک جام لبریز دینا۔ بعد جانے شکل کے علقمہ نے شراب مانگی۔ نہنگ نے ایک جام دیا۔ علقمہ نے پوچہا۔ اے قیصر تو نے یہ جام کس شراب کا مجہے دیا ہے۔ نہنگ نے کہا۔ وہی شراب ہے جو شکل کی تحویل مین تہی

علقمہ نے کہا تجھے خوب معلوم ہے مبادا کوئی شراب غیر ہو۔ نہنگ نے قسم کھائی علقمہ نے
وہ جام پی لیا اور بار دگر جنگ میں مشغول ہوا اور شام تک چھ پہلوان اور
دستگیر کیے

نہنگ علقمہ کے استغفار مکرر سے سمجھا کہ بے شبہ و شک یہی شراب مایہ فتنہ و فساد
ہے۔ اب شراب بنانے والے کا پتہ لگانا چاہیئے جب نہنگ نے القیموس کی مجلس
میں کوئی ساحر نہ دیکھا روز چہارم حرمسرا کے در خیمہ پر پہونچا اور وقت شب
عندالفرصت خیمہ کی قنات میں سوراخ کیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ خنار منکوس عریان مطلق
خیمہ میں چہار زانو بیٹھا ہے اور روبرو ایک پیکر سیاہ بعینہ علقمہ کی صورت مسلح
و مکمل دستہ برنج و آتش سیاہ وغیرہ سامان ساحری رکھا ہے اور کچھ پڑھتا ہے
اور اُس پیکر کو ظرف شراب میں غوطہ دیتا ہے۔ اتفاق سے اُسی وقت ایک خرد
غلام آیا اور بے تکلف خیمہ میں چلا گیا خنار منکوس نے پوچھا۔ کوئی خبر تازہ سنا
خردک نے کہا آقا۔ سمجھو نہ پرانی یہی ایک خبر ہے کہ جمشید کو تمہاری مفارقت کے
رنج میں کوئی شے اچھی معلوم نہیں ہوتی۔ خنار منکوس نے کہا۔ اُس غلام زادہ
حبشی الاصل حق فراموش کی یہی سزا ہے۔ نہ نجاشی و مسرور کا جانبدار ہوتا نہ میں
اُس سے جدا ہوتا۔ اُسکے بغیر میرے ایام بھی تلخ گذرتے ہیں۔ مگر چند روز اور اسی لشکر
میں بسر کرونگا

نہنگ یہ حال دریافت کر کے خدا کا شکر بجا لایا اور جسقدر مال و اسباب
القیموس و علقمہ سے حاصل کیا تھا در عیاری میں باندھکر لشکر اسلام میں آیا یعقوب
نے پوچھا۔ کیا خبر لائے۔ نہنگ نے جو تماشا دیکھا تھا مفصل بیان کیا یعقوب نے

صاحبقران اکبر اور ابوالحسن اور حکما کو اس حال سے آگاہ کیا۔ ابوالحسن نے بہتر توفیق کی کتاب سے حب السلاطین کا ایک نسخہ دیا اور حکیم اخشیجان نے ایک اسم دافع سحر بتایا

نہنگ بہر القیموس کے لشکر مین آیا اور کہا۔ اے بادشاہ۔ جسقدر زر نقد و اسباب تمنے اور امرا نے مجھے دیا تہا شب گذشتہ دزد میرے خیمہ سے لے گئے ہین اُس وقت شاہزادہ علقمہ کی خدمت مین حاضر تہا۔ اگر میرا مال مسروقہ نہ ملا مین وطن کو چلا جاؤنگا اور بتخانہ خاص مین خداوند کے روبرو تمہاری بے انتظامی کی شکایت کرونگا۔ نہنگ کی تہدید سے القیموس لرز گیا اور اُسی وقت دوچند زر و اسباب دیا

ایک شب ضارمنکوس نے عین گرمی اختلاط مین علقمہ سے کہا کل مسرور بن بخاشی کو میدان مین طلب کر اور اُسکو باندہ کر لے آ۔ مین اُسکے خون کا پیاسا ہون صبح کو علقمہ نے دوچار پہلوانون کے دستگیر کرنے کے بعد جمشید کیطرف مخاطب ہو کر بہ آواز بلند کہا۔ یا صاحبقران خود پرستان۔ یہ عقدہ آجتک نہ کہلا کہ تمنے بخاشی بادشاہ حبش اور اُسکے فرزند مسرور کو کس نظر سے زمرہ رفقا مین داخل کیا ہے بہتر ہے کہ آج مسرور کو میرے مقابلہ کے واسطے بہیجو۔ یہ سُنکر بخاشی و مسرور کے طائر ہوش نے قفس دماغ سے پرواز کی سگر جمشید نے مسرور کی تشفی کی اور میدان جنگ مین بہیجا۔ مسرور نے بعد زبان درازی ایک ضرب شمشیر علقمہ کے سر پر لگائی علقمہ نے مسرور کے ہاتہہ کو ایسا پیچ دیا کہ قبضہ شمشیر صاف ہاتہہ سے نکل گیا بعد ازان زنجیر کمر مین ہاتہہ ڈالکر طفل نجہ (؟) لکی مانند ہاتہہ پر علم کر لیا اور شکل عیاران کے

حوالے کیا

جب شب ہوئی علقمہ مسرور کو ضار منکوس کے پاس لایا مسرور نے چاہا کہ ضار منکوس کا قدمبوس ہو - اُس نابکار نے قریب نہ آنے دیا اور اِس زور سے ایک لات سینہ مین ماری کہ وہ بیچارہ زمین پر چت گرا - بعد ازان کہا - او نالایق تو ہی شخص ہے جسکے سبب مین اپنے لخت جگر پارۂ دل سے جدا ہوا ہون - ہر وقت یہی دل چاہتا ہے کہ ہر عضو بدن تیرا اپنے ہاتہہ سے قطع کرون مگر بخشی کی خدمت مانع ہلاکت ہوتی ہے - اے علقمہ اِس بدنصیب کو زندان مین بہیجدے اور ایک وقت قلیل غذا دے

اِس صحبت مین خونک غلام بہی آیا اور اُس نے کہا - جمشید صاحبقران کو مسرور کی گرفتاری کا کمال رنج ہے - اُس نے قصد کیا تہا کہ صبح بذات خود علقمہ کے مقابل ہو مگر ارجاس مرزبان خوارزم نے بقصد روکا اور اپنے نام طبل جنگ بجوایا ضار منکوس نے کہا - اے علقمہ مددگاری فردا مین لشکر جمشید کا ایک پہلوان زبردست تیرے مقابلہ کے واسطے آئیگا - اُس نے معجون کرمان کی دیگ کو دہو کر پیا تہا خیر کل ہے مین نقاب افگندہ تیری امداد کے واسطے میدان مین حاضر ہوا کرونگا - چنانچہ اُس مردود نے ایک ایسی دوا کہائی کہ آواز لعینہ زنان کریہ صورت کی مانند ہوگئی اور صبح کو نقاب افگندہ میدان حرب مین ایک طرف ایستادہ ہوگیا بلکہ شراب سحرا پاس رکہی - علقمہ اُسکے ہاتہہ سے جام شراب لیکر حرگاہ مین آیا اور مرد مقابل طلب کیا - جمشید نے بہی حسب قاعدہ جام شراب ارجاس کو دیا اور بہ توقیر تمام رخصت کیا - دو ساعت کامل دو نو پہلوانون نے نیزہ بازی کی جب نیزے مثل

خلال ہو گئے۔ شمشیرہائے خون آشام غلاف سے نکالین شمشیر بازی کے بعد باہم دست و گریبان ہو گئے۔ شام تک مرکبون کی پشت پر کشش و کوشش کی شام کے وقت دونو طرف سے روشنی کا اہتمام ہوا اور علقمہ وارجاس خورد و نوش سے فارغ ہو کر بوضع اہل کشتی جنگ دست و بازو مین مشغول ہوئے۔ صبح تک وہ دونو پہلوان کالبد کالبد پشت مردانہ دادِ زور کرتے رہے اور غالب و مغلوب مین تمیز نہ ہوئی۔ جمشید نے میدان مین جاکر دونو جوانون کو بہ قائمی حواس جدا کر دیا اور علقمہ سے کہا ہزار آفرین تیری زور مندی پر۔ روز فردا مین خود تیرے مقابلہ کے واسطے آؤنگا

زنگاوہ کا علقمہ کے مقابل ہونا اور علقمہ و ضابط و اسلم کا اسیر فریفتہ ہونا اور ذلیل ہونا ضار منکوس کا

شب کے وقت علقمہ شیر زور ضار منکوس کا گریبان گیر ہوا اور التجا کی کہ جمشید و معز الدین پر غلبہ حاصل ہونے کی صورت کرو ضار منکوس نے کہا۔ یہ امر میرے دست قدرت سے خارج ہے۔ جمشید نے ثعبان جادو کی معجون کرہان کھائی ہے جو سالہا سال کی محنت سے تیار ہوتی ہے اور شاہزادہ معز الدین کا ایک حکیم زبردست مربی ہے۔ اِس گفتگو مین خود اک غلام آیا ضار منکوس نے خود اُس سے کہا۔ کیا یہ صحیح ہے کہ روز فردا جمشید میدان جنگ مین آئیگا غلام نے کہا۔ جمشید نے ارادہ کیا تھا مگر زنگاوہ بانو نے اُسکو باز رکھا۔ کل وہ شیر زن میدان مین آئے گی اور علقمہ

سے سرور کا انتقام لے گی۔ علقمہ نے کہا۔ یہ میری خوش طالعی ہے۔ مینے اُسکے حسن و
جمال کی بہ مبالغہ تعریف سُنی ہے۔ جس وقت اُسکو گرفتار کرونگا اُسکو اپنے تصرف
مین لاؤنگا

صبح کو علقمہ میدان حرب مین گیا اور بعد رجز خوانی مرد مقابل مانگا۔ زنگاوہ
بانو نقاب افگندہ اس شان سے آمادہ ستم ہوا اور یہ عربی نژاد بر سر اسی معرکہ مین آئی کہ
دوست و دشمن کے حلق سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی بلکہ اکثر افراد سے
نادیدہ صورت فقط زنگاوہ کی ترکیب وضع پر فریفتہ ہوگئے۔ ازانجملہ سعدی سالم
دلاور اور ضابط بن آشوط ایسے بے قرار و از خود رفتہ ہوئے کہ عالم بے اختیاری
مین مرکب جہاندہ وسط میدان مین پہونچے تا کہ قریب سے نزاہین مردافگن کی
حرب کا تماشا دیکھین

زنگاوہ بانو نے بطریق بانات جنگ نعرہ مستانہ مارا اور اپنی تیغ تنک بر علقمہ
کے مرکب کو ایسی لگاوٹ دی کہ چند قدم پس پا ہو گیا۔ علقمہ کے ہوش جاتے رہے
اور کہا۔ اے آرام جان اے جان جہان اس کشتی و عاشق کشی سے بھی بہتر ہے
کہ مجھے اپنا غلام بلکہ خانہ زاد سمجھ اور میت کلبۂ تاریک کو جلوۂ جمال عالم افروز سے
روشنی بخش۔ اس گفتگوئے ہزل سے زنگاوہ برہم ہوئی اور کہا او پاجی بیباک رو
آخر مادر و خواہر رکھتا ہوگا۔ وہ تیرے کلبۂ تاریک بلکہ دل تار و تاریک کی روشنی
کو بس ہین۔ بس زبان بند و بازو دکھا۔ اسلم بن سعدی سلیم اور ضابط بن آشوط
نے علقمہ اور زنگاوہ کے سوال و جواب پر بلند قہقہہ مارا

علقمہ نے خشمناک ہو کر نیزہ کو مثل چرخ کلاں چرخ دیا۔ زنگاوہ بانو نے بھی نیزہ

جانستان ہاتھہ مین سنبھالا - چند ساعت دونو نے اس طرح نیزہ بازی کی کہ غالب
ومغلوب مین تمیز نہ ہوئی - زنگاوہ نے نیزہ زمین معرکہ پر پھینکدیا اور تیغ عدو شکر
نیام سے نکالی - علقمہ نے بجائے خویش زنگاوہ کو اپنی معشوقہ قرار دیکر اُس سے
شمشیر بازی روا نہ رکھی اور عفریت بدمست کی صورت دست و بغل ہوگیا - زنگاوہ
بھی زور دست و بازو مین در آئی - تا وقت عصر دونو مردانہ وتہورانہ کشمکش
و کوشش کرتے رہے - باوجود شراب سحر علقمہ کو اُس شیر زن پر غلبہ میسر نہ آتا تھا
آخر یہ شرارت کی کہ عین گرمی جنگ مین زنگاوہ کے چہرہ پر سے پردہ نقاب
اُتار دیا - بروقت رفع ہونے حجاب نقاب کے اُسکے حسن سبز نے تمام حاضرین معرکہ
کی نظر کو تازگی بخشی اور اسلم بن سلیم کا یہ حال ہوا کہ حال و مآل کا کچھ ہوش نہ رہا -
اودھر اُس زن غیور کی آنکھ مین معرکہ جنگ سیاہ ہوگیا اور بند نقاب درست
کرکے مرکب جہاندہ اپنے لشکر مین چلی آئی

علقمہ گریان و نالان ضارمنکوس کے پاس آیا - ضارمنکوس نے اُسکو ملامت کی اور
کہا تونے ایک عورت کے عشق مین اپنی حالت تباہ کی ورنہ ضرور اُسکو اسیر
کرتا - اب مجھے خود اُسکی صورت و وضع پسند آئی ہے - علقمہ نے دست بستہ کہا - تمکو زنگاوہ
کی نسبت ایسا لفظ فرمانا لایق نہین - اگر اُسے بنظر دختر دیکھو زیب دیتا ہے - طبعی
نے کہا - ہمارے طریق مین زن و دختر کا مرتبہ مساوی ہے - مگر بے گرفتاری اُسکے
کچھہ تدبیر نہین ہوسکتی - علقمہ سحر دان حمایرس بابا کے پاس آیا - اُس نے ضارمنکوس
کو حرمسرا مین بلایا اور ہر طرح سے خاطر و مدارات کی تا حدیکہ علقمہ کی مادر بدست
خود شراب پلاتی تھی اور ضارمنکوس اُسکو دست آلود کرتا تھا - لاچار طبعی نے

کہا۔ تاکہ علقمہ کو جمشید سے بہی زیادہ صاحب قوت کردونگا۔ اُس وقت زنگا وہ بہی اُنکے قبضہ مین آجائیگی

حکیم اخشیجان نے اسم باطل السحر بتلاتے وقت کئی امور نہنگ مصری کو سمجہائے تہے نہنگ کو اُنکی تعمیل کا موقع ملا۔ یعنی وہ اُس خیمہ مین داخل ہوا جس مین ضحاک بیس ورد سحر کرتا تہا۔ اور بعد تکمیل عمل علقمہ کی پیکر کو زمین مین دفن کر دیا تہا۔ نہنگ نے پیکر کو نکالا اور اُسکے اعضا کو ریزہ ریزہ کرکے پہر اُسی جائے دفن کر دیا۔ بعد ازان حسب السلاطین کے چند دانون پر اسم دافع السحر دم کرکے اُنکو شراب سحر مین ملا دیا۔ جب اِن کامون سے فارغ ہوا لشکر اسلام مین آیا اور جام شربت تیار کرکے اُسپر وہی اسم دم کیا اور اسلم دلاور کو پلایا۔ اسلم نے بے محل شربت پلانے کی وجہ پوچہی۔ نہنگ نے کہا اے عاشق زار زنگا زادہ تو فردا میدان مین جا اور علقمہ کو مغلوب کرکے اپنی معشوقہ کے دل مین جگہہ حاصل کر۔ آگاہ ہو کہ علقمہ کی شیر زوری شراب سحر پر موقوف تہی مگر مینے شراب سے سحر کا اثر زائل کر دیا ہے سات ساعت سے زیادہ علقمہ کا زور عارضی قایم نہ رہے گا۔ تو اُس وقت اُسکو بلند کر لینا اور مرکب جہاندہ اُس نقابدار زرد پوش کے قریب پہونچنا جو چند روز سے فلان مقام مین ایستادہ ہو کر تماشائے جنگ دیکہتا ہے۔ ہرگاہ نقابدار تمہاری طرف مخاطب ہو علقمہ کے سر مین اُسکے موہنہ کے مقابل کر دینا تاکہ حسب السلاطین برمحل اپنا عمل کرے۔ آخر شب بہتر نہنگ اُسی صورت مصنوعی سے القیموس کے لشکر مین آیا اور بہ حکمت اُسی سلاحدار کو بیہوش کرکے علقمہ کی زرہ خاص کے دامن مین جانب پشت بقدر حلقہ چشمہ چند سوراخ کیے

صبح کو علقمہ بدستور میدان مین آیا۔ اسلم دلاور نے امیرزادہ امیر محمد سے اجازت میدان مانگی اور اسپ تازان معرکہ مصاف مین پہونچکر ایسی تگاوردی کہ علقمہ کا مرکب گرتے گرتے بچا۔ راوی کہتا ہے کہ صاحبقران اکبر جنگ ہائے جزمی مین بنفس نفیس تشریف نہ لاتا تھا۔ ایک سردار کو نوبت بہ نوبت بھیجدیتا تھا۔ چنانچہ آج امیرزادہ امیر محمد سالار لشکر تھا

علقمہ نے دلمین کہا۔ آج مین اس قصد سے میدان مین آیا ہون کہ جمشید کو بلاؤنگا یا ابطال کو۔ برعکس اس حبشی زادہ کے کہ باپ اسکا اول جمشید کا ملازم تھا اور اب شاہزادہ معزالدین کا وظیفہ خوار ہے۔ ان لشکردن کے روبرو عجب طرح کی ذلت دی ہے۔ خیر بوقت حرب اسکا عوض ہوجائیگا۔ یہہ سوچکر نیزہ سنبھالا۔ اسلم بھی باستقلال تمام نیزہ وری مین درآیا اور چند طعن کے بعد اپنے نیزہ کی ضرب سے علقمہ کا نیزہ زمین پر گرادیا۔ قیصر تیزگام یعنے نہنگ عضری بادشاہون کے پاس گیا اور نقابدار کیجانب سے جسکو سب علقمہ کی مادر سمجھتے تھے یہ پیام دیا کہ آج تمام سلاطین صف بستہ قریب سے علقمہ شیر زور کے محاربہ کا تماشہ دیکھو۔ بظاہر حریف سے جنگ ضعیف کر رہا ہے لیکن دیکھنا کہ اب دو لمحہ مین اسلم کو گرفتار کریگا جب تمام بادشاہ قریب تر جمع ہوگئے نہنگ نے ایک حالت خوشی مین چارطرف جست وخیز شروع کی کاہ کلاہ عیاری آسمان کی طرف پھینکتا تھا اور کبھی خنجر برہنہ کرکے رقص ملنگانہ کرتا تھا۔ ضارہنکوس لعین نے زیر چشم قیصر جعلی کو دیکھا اور دلمین کہا اس وقت اس عیار بچہ کی خوشی خالی از علت نہین۔ عجب نہین کہ لشکر اسلام کا کوئی عیار مکار ہو

جب اسلم دلاور نے علقمہ کا نیزہ ہوائی کیا۔ اُس نے پیچ و تاب کھا کر ضرب شمشیر نہایت
قوت سے اسلم کے سر پر لگائی۔ اسلم نے اس ترکیب سے وہ ضرب سپر فولادی پر دفع
کی کہ شمشیر کے دو حصے ہو گئے۔ دلاوران لشکر اسلام نے بہ آواز بلند اسلم جوانمرد
کو تحسین دی۔ علقمہ نے شمشیر شکستہ پھینک دی اور غول صحرائی یا دیو خونخوار کی مانند
اسلم سے لپٹ گیا۔ اسلم نامدار بھی زور دست و بازو میں در آیا۔ ضمار منکوس
دمبدم آتش اسحر علقمہ کو بھیجتا تھا اور ہر طرف سے کشش و کوشش کی تحریص کرتا تھا
تا اینکہ وقت ظہر آیا اُسنے دونوں کے زنجیر کمر میں ہاتھ ڈال دیا۔ علقمہ نے تین زور پے
در پے ایسے کیے کہ منہ خون بدن سے موان نکل گیا۔ اسلم دلاور نے بفضل یزدانی
جنبش تک نہ کھائی۔ جب اسلم کی نوبت آئی اُس بہادر یگانہ نے نعرہ اللہ اکبر
بایں صدائے جگر شگاف مارا کہ تمام لشکریوں نے سنا۔ بعد ازاں زور اول
ہی میں علقمہ کو پشت مرکب سے ہاتھ پر علم کر لیا

اُس وقت حب الساطین کے اثر سے قبض چندیں روزہ کی گرہ کھلی اور ایک
فوارہ نجاست جاری ہوا۔ اسلم علقمہ کو اُسی صورت سے فوارہ افشان ضمار منکوس
کے پاس لایا اور پشت اُسکی ضمار منکوس کیطرف کر دی۔ ذنبالہ مقعد ہی بہی
نجاست کنان و خندہ زنان طبعی کے قریب آیا اور بے تکلف اُسکے چہرہ زشت
سے نقاب اُتار لی۔ علقمہ کی نجاست گاہ اور ضمار منکوس کے منہ میں ناپ کر
کہ دو بالشت سے زیادہ فرق نہ تھا۔ اُس فضا نجاست جو اودان کی مانند جاری تھا
ضمار منکوس معہ مرکب سر سے پاؤں تک آلودہ ہو گیا بلکہ تندرو حلق میں بہی پہنچا ضمار منکوس میں یہ حال دیکھ تمام لشکریوں
کو ذرا خندہ سے غش کی نوبت پہونچی۔ اُسوقت علقمہ نے ایک حالت بے اختیاری میں ایسے ہاتھ پاؤں

مارے کہ اسلم کا ہاتھہ کمربند سے نکل گیا اور وہ بصورت دیوار گہنہ ضارمنکوس پر گرا- عیاران القیموس بہزار خرابی علقمہ کو اپنے لشکر مین لے گئے

جس وقت جمشید پلید نے اپنے اُستاد نجاست خور کو دیکھا- قدم بہ داشتہ اُسکے پاس آیا اور طنزاً فراشی سلام کیا- بعد ازان پوچھا- سچ فرماؤ- اِس لشکر مین کس طرح پہونچے اور اب کس حال مین گرفتار رہو- تیرا دہن حکمت کہان اور اُس حبشی زادہ کا فضل کہان- نہنگ مصری ہمون صورت کذائی جمشید کے روبرو آیا- اور کہا- یا صاحبقران خود پرستان- بارے مدت کے بعد استاد بدنہاد کو دیکھا- وہ بہی میری بدولت- جمشید نے بہ نگاہ قہر و غضب نہنگ کی صورت دیکھی اور پوچھا او عیار پاجی تو کون ہے- سوداں عیار نے کہا یہی عیار بچہ قیصر نام ملک زنگبار سے تازہ آیا ہے اور بیان کرتا ہے کہ مجھے سلوع کام بخش نے شکل عیار کا شاگرد کیا ہے- جمشید نے کہا- اے سوداں ایک تپانچہ اُسکے کلہ پر لگاؤ- نہنگ نے ایک مشت سخت سوداں کی گردن پر مارا اور کلاہ عیاری سر پر سے اُتار لی- بعد ازان جمشید سے کہا- او رجار شاہ ہو بجالاؤن جمشید نے کہا- او اجل گرفتہ تو کیا چاہتا ہے- نہنگ نے کہا- مین سالہائے دراز تیری خدمت نامبارک مین رہا اور فلان فلان کارہائے دست بستہ مجھسے ظہور مین آئے اور اکثر بار انعام پایا- آج تجکو تیرے اُستاد سے ملایا ہے- اِس خدمت کا بہی انعام دے- جمشید پہر بہی نہ سمجھا کہ عیار نہنگ مصری ہے- البتہ ضارمنکوس کو ایک نوع کا شک گذرا مگر جب سیاہی رنگت و سطبری لب و زردی چشم کو دیکھتا تہا وہ خطرہ دل سے

دفع ہو جاتا تھا - آخر الامر نہنگ نے کہا - او مردود ان دنون مین نہنگ مصری ہون - جمشید نے جس وقت نہنگ کا نام سنا ایسا غضبناک ہوا گویا کسی نے سراپا مین آگ لگا دی اور کہا - او پاجی - اگرچہ مین خوب جانتا ہون کہ تو نہنگ مصری نہین ہے - مگر چونکہ اِس نام سے مجھے عداوت قلبی ہے لاجرم گوشمالی سخت دینی لازم آئی - یہ کہکر نہنگ کی طرف ہاتھ بڑھایا - نہنگ نے ایک جست کی اور پس پشت آکر جمشید کا تاج اوتار لیا اور اپنے لشکر مین چلا گیا

جمشید نادم و خجل ضرامنکوس کو ہمراہ دیگر اپنے لشکر مین آیا اور ضرامنکوس کو علقمہ کی رفاقت اور شراب سحر کے پلانے پر سخت لعنت ملامت کی ضرامنکوس نے کہا - حکمائے اسلام نے جو ذلت مجکو نہنگ کی وساطت سے دی ہے کبھی فراموش نہ ہوگی - اب مین بھی بازار سحر و ساحری کو رونق دیتا ہون

اِس طرف جب علقمہ بن نقیموس بہ آن فضیحت و ذلت اپنے لشکر مین آیا اُس نے بت طلائی گردن سے بکالکر زمین پر پھینک دیا اور کہا - اب مین اِنکو خواہ بزہر خواہ بہ خنجر ضرور ہلاک کرونگا - نقیموس نے طرح طرح سے اُسکی تسلی کی اور جمشید کے سرداران مقید کو بعطائے خلعت رخصت کیا

ملک زنگاوہ بانوکا قریہ فردوس سے روانہ ہونا اور علقمہ وضرامنکوس کا اُسکی عقب مین جانا اور رام کا طبقہ ساحرہ کے مقام مین زنگاوہ زنگاہی پوش

کی رہائی کے لئے پہونچنا

جس دن علقمہ بدبخت نے میدان مصافین زنگادہ کے رخ زیبا سے پردہ نقاب دور کیا اُس دن سے اُس زن باعصمت کا کوئی دم خوش نہین گذرتا۔ اسلم نے علقمہ کو جو ذلت دی اُس سے زنگادہ کی کچھ تشفی ہوئی تاہم اُسکا اضطراب دل دفع نہ ہوا اور آخرکار البطالیہ کو روانہ ہوگئی۔ ضابط و علقمہ بھی پس و پیش اُسکے عقب مین نا گہ اور پہلی ہی منزل مین دونو کا مقابلہ ہوا۔ جاسوسون نے اشبوط و القیموس کو اِس ہنگامہ سے آگاہ کیا۔ دونو بادشاہ افتان وخیزان معرکہ مین پہونچے اور ایک ہندو مرتاض کہراج کی ہدایت سے جو القیموس کے مصاحبون مین داخل تہا اِس بات پر دونو کو رضامند کیا کہ جسطرح جڈہشتر وبہیم وارجن ونکل وسہدیو نے اپنی مادر کے حکم سے بالاشتراک درو پدی کو اپنی زوجیت مین قبول کیا اسی طرح تم زنگادہ زنگاری پوش کو اپنے تصرف مین لانا

دوسرے روز ضابط و علقمہ چالیس ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت سے بطالیہ کو راہی ہوے۔ روز چہارم دریائے شور کے کنارے پر پہونچے اور کشتیون مین سوار ہوئے۔ دو روز کوئی آسیب نہ پہونچا۔ روز سوئم تمام کشتیان طوفان کے صدمہ سے پرزے پرزے ہوگئین۔ دو چار آدمی ایک تختہ شکستہ پر بہزار شکل ساحل پر پہونچے اور اُنہون نے اِس حادثہ کی اشبوط و القیموس کو خبر کی۔ اُنہون نے تا بہ امر گریبان چاک کئے اور باین صداے حزین ودردناک روئے کہ مرغان ہوائی بھی اُنکے حال پر رحم کہاتے تہے

غرض بعد واقعہ کی روانگی کے بعد اسلم کو بہی یہی سودا پکا۔ اِسی خیال مین ایک دن
شکار کو نکل گیا اور شکار کنان روز دہم دریائے شور کے کنارے پر پہونچا۔ اُسی وقت
چند آدمی ہوکشان و جامہ دران ایک کشتی سے اُترے۔ اسلم نے اُنمین سے ایک مرد
معقول ریش سفید کو اپنے پاس طلب کیا اور پوچھا۔ تم کسکے ماتم مین گرفتار ہو۔ اُسنے
کہا۔ ملکہ زنگادہ زنگاری پوش کے ماتم مین۔ اسلم نے کہا مفصل کہو۔ اُس مرد پیر نے
کہا۔ شاہزادی قریہ فردوس سے کوچ کرکے بعزم البطالیہ کشتی مین سوار ہوئی۔
روز سوئم اِس دریائے خار آفت خیز مین اِس شدت کا طوفان برپا ہوا کہ
چشمک زدن مین ملکہ کی کشتی ایک کوہ بلا کے دامنہ مین جا پہونچی۔ ہمنے تمام عمر وہ کوہ
فلک فرسا آنکھ سے بہی نہ دیکھا تہا۔ وقت شب زنگادہ بانو کشتی کے عرشہ پر بیٹھی
ہوئی ملاحون کو تاکید کرتی تہی کہ جلد کشتی کو دامنہ کوہ سے نکالکر راہ راست پر
لاؤ۔ حالانکہ وہ شب تاریک تہی مگر خلاف تاریک شب ایک اور تاریکی مثل شب
دیجور ابر تمام سطح دریا پر محیط ہوئی اور اول سے زیادہ ہوائے تند و تیز چلنے لگی
تمام شب یہی صورت رہی۔ صبح کو ملکہ کو کشتی مین نہ پایا اور کشتی دامنہ کوہ سے بہت
دور چلی آئی تہی۔ تمام مردمان ہمراہی کا یہ مشورہ ہوا کہ پہر اُسی کوہ آفت کے دامنہ
مین چلو اور وہان ملکہ کو تلاش کرو۔ ملاح ہرگز راضی نہوئے۔ مجبور ہمنے تمام لشکر کو
جانب البطالیہ روانہ کیا اور خود چند آدمیون کے ہمراہ جبل الاعلے کو جاتا ہون تاکہ
نجاشی و البطال کو اِس حادثہ کی خبر دون

اسلم اِس خبر وحشت اثر سے از خود رفتہ ہوگیا اور چند ملازمان معتبر کو ہمراہ
لے کر اُسی کشتی مین سوار ہوا اور ملاحون کو حکم ناطق دیا کہ مجھے اُس کوہ بلا کے دامنہ

مین پہنچا دو

ناظرین داستان کو واضح ہو کہ دریائے بحر البحور مین ایک جزیرہ وسیع و پر بہار ہے اور اُسکے کنارے پر ایک کوہ سربلند ہمدوش فلک البروج واقع ہوا ہے جسمین معدنیات جواہر و عقاقیر کثرت سے ہین۔ اُس کوہ فلک فرسا پر ایک ساحرہ مطبقہ لقب نے ایک مکان دلکشا و قصر وسیع الفضا نہایت خوش قطع بنایا ہے۔ اُس کا شغل یہ ہے کہ دختران جوان و وجیہ کو اطراف و جوانب سے لاتی ہے اور اُنکے ساتھ بروسیاہی بسر کرتی ہے۔ مطبقہ جادو سیر دریا کر رہی تھی کہ زنگاوہ زنگاری پوش کی کشتی اُس کوہ کے دامنہ مین پہونچی۔ اُسکو زنگاوہ کا حسن سبز و ملیح بدل پسند آیا اور اُسکو بزور سحر کشتی سے اپنے قصر مین لے آئی اور بعد اظہار محبت اپنا حرف مطلب کہا۔ زنگاوہ نے اس زور سے کلہ پر تپانچہ مارا کہ مطبقہ کے مونہہ سے جوے خون جاری ہوئی۔ ساحرہ نے نگاہ تند و تیز سے زنگاوہ کو دیکھا اور ایک اسم سحر اُسکے سر پا پر پھونکا بہ مجرد اسکے اُسکے تمام اعضا بے حس و حرکت ہو گئے

مطبقہ ساحرہ کا قاعدہ تھا کہ ہر ماہ ہفتہ عشرہ کے لیئے پردہ ظلمات کو چلی جاتی تھی۔ اتفاق سے جس دن مطبقہ ظلمات کو گئی اُسی دن اسلم بن سلیم کی کشتی زیر کوہ پہونچی۔ اسلم دلاور کشتی سے اُترا اور چند ملازم و رفقا کی جمعیت سے اُس جزیرہ مین گیا اور سیر کنان مطبقہ جادو کے قصر مین داخل ہوا۔ وہان یہ دیکھا کہ گروہ گروہ نازنینان خوشرو خوش اندام ہر طرف پھر رہی ہین اور ایک نازنین سبز رنگ تخت زرنگار پر متمکن ہے اور بار بار نظر حسرت سے فلک بے مہر کیطرف دیکھ کر آہ شرربار سینہ سے کھینچ رہی ہے۔ جب اسلم نے بنظر غور دیکھا معلوم ہوا

کہ زنگاوہ با نو جلوہ افروز ہے۔ سوز دل سے ہائے کا نعرہ مارا اور کہا۔ اے
سر خیل خوبان آفاق و غارت گر خانمان عشاق

کجا بودی کہ ہر شب سوختی آزردہ جانے را بغدر روز محشر طول دادی ہر زمانے را

بعد ازان اپنا حال سنایا۔ زنگاوہ بانو نے اپنی حقیقت سنا کر کہا مصلحت یہی ہے
کہ مطبقہ کے آنے سے اول سلامت نکل جا۔ اسلم دلاور نے کہا۔ مین بفضل الٰہی ساحرہ
کو قتل کرونگا ورنہ جو تیرا حال سو میرا حال۔ وحید قراول نے بہی سمجہایا مگر اسلم نے
نہ مانا۔ لاچار قراول مذکور زیر کوہ آیا اور اس ارادہ سے کشتی مین روانہ ہوا کہ
صاحبقران اکبر کو یہان کے حال کی خبر دے۔ اسلم کے بعض ہمراہی وحید کے ہمراہ
روانہ ہو گئے اور اکثر مطبقہ کی خواصون اور کنیزون سے عیش و عشرت مین
مشغول ہوئے

دو روز و شب مطبقہ کا قصہ اسلم اور اسکے رفقا کا عشرتخانہ رہا۔ روز سوئم ساحرہ
ظلمات سے آئی۔ دیکہا کہ ہر حجرے مین جشن عروسی گرم ہے اور خود زنگاوہ کی پہلو
مین ایک جوان حبشی الاصل بیٹہا ہے۔ اس ہنگامہ کے مشاہدہ سے قریب تہا کہ
ساحرہ کی روح ناپاک قالب پلید سے نکلجائے۔ بارے بمشکل ہوش و حواس بجا کیے
اور تخت کے قریب آکر بہ آواز مہیب اسلم سے کہا۔ او خیرہ سر تیرہ روزگار کس قدر
فولاد جگر انسان ہے کہ اس مکان مرگ نشان مین چلا آیا اور خیر کسی طرف سے
دست تفضل نے تجہے پہونچایا بہی مگر اس حرکت ناشائستہ کے کیا معنے کہ بجمعیت خاطر
تمام میری معشوقہ خاص سے دست و بغل ہو رہا ہے۔ اب مین تم دونون زن و مرد
کو اس عیش کی پاداش مین ایسی سزائے سخت دونگی کہ مرغان ہوائی بہی

تمہارے حال پر رحم کہاوینگے۔ ساحرہ کے خوف سے زنگادہ بانو کا رنگ رخ
زرد ہوگیا اور مثل بید کانپنے لگی لیکن اسلم دلاور اسکی تادیب کو مطلق خیال
مین نہ لایا اور با شمشیر عریان مقابل ہوا۔ مطبقہ نے بلند قہقہا مارا اور مثل زنگادہ
اُسکے عضائے بدن بہی بے حس و حرکت کردئیے۔ بعد ازان دونون کو ستونون
سے بند ہوا کر کہا کہ اگر تم دونو میرے معشوقون مین داخل ہو تو بہتر ورنہ قتل
کئے جاؤگے۔ زنگادہ سرنگون ہوگئی مگر اسلم نے سخت و سست کہا۔ مطبقہ نے بدین
اُمید دونون کو زندان مین بہیجا کہ آخر فرمانبرداری اختیار کرینگے

اسلم کے جستدر رفقا نازنینان قصر سے سرگرم عیش تہے۔ بروقت برپا ہونے اِس
ہنگامہ کے مع معشوقون کے باہر نکل آئے۔ اُس کافرانے بعض مرد و زن کو قتل اور
اکثر کو قید کیا

وقائع معرکہ آرائی الطال اور پہونچنا شاہزادہ ابراہیم کا اور مُسلمان ہونا الطال کا

جس مرد پیر نے اسلم کو سمندر کے ساحل پر زنگادہ بانو کے گم ہونے کی خبر وحشت اثر
سنائی تہی اُسکا نام نصرون تہا اور وہ زنگادہ زنگاری پوش کے دایہ کا شوہر تہا
نصرون اسلم کی روانگی کے بعد قریہ فردوس مین آیا اور نجاشی و الطال کو اُس حال
پُرملال سے آگاہ کیا۔ نجاشی و الطال و مسرور نے دستارین زمین پر پہینکدین اور
اسقدر داد بیداد کی کہ بیدم ہوگئے

جمشید و ضار منکوس یہ حال سنکر نجاشی کے خیمہ مین آئے ضار منکوس نے کہا۔ اے البطال مضطر نہو۔ مین از روئے علم زائچہ زنگاوہ کی مفقودی کا حال بخوبی دریافت کرونگا۔ ابطال کی ضار منکوس کے اس بیان سے کچھ تشفی ہوئی لیکن اس ناقص العلم والعمل نے اس سے زیادہ کچھ نہ بتایا کہ وہ عورت دریائی شور کے کنارے پر کسی بے بسے بیابان مین گرفتار ہوگئی ہے مگر جان سے سلامت ہے بلکہ یقین کرتا ہون کہ بار دگر تم سے ملے۔ ابطال نے کہا۔ مقام و بلا کو بھی تشخیص فرمائیے اور رہائی کی بھی کوئی تجویز بتلائیے ضار منکوس نے جوابدیا۔ اس سے زیادہ دریافت کرنا مشکل ہے۔ ابطال اول سے ہی ضار منکوس کا کچھ ایسا معتقد نہ تھا لیکن اب رہا سہا اعتقاد جاتا رہا

ایک شب البطال نجاشی وسمرو وغیرہ سے زنگاوہ زنگاری پوش کے خصائل و سیر کا ذکر کر رہا تھا کہ اسکا عیار بیرق بارگاہ مین آیا اور کہا۔ مین بہ تبدیل صورت شاہزادہ معز الدین کی بارگاہ مین پہونچا۔ وہان دیکھا کہ سیدی سلیم کا ایک ملازم وحید قراول آیا اور اس نے کہا کہ اسلم بھی زنگا بانو کے سودائے عشق مین بطبقہ ساحرہ کے قصر مین داخل ہوا ساحرہ نے اس شیر زن کو بے حس و حرکت کر رکھا ہے اور عجب نہین کہ میری رہائی کے بعد اسلم سے بھی اس نے یہی سلوک کیا ہو۔ ابطال کو اس خبر سے مسرت حاصل ہوئی اور کہا۔ بارے شکر ہے کہ زنگاوہ کسیطرح زندہ ہے۔ اب اسکا نجات دینا کچھ مشکل امر نہین۔ ہمارے لشکر مین ہی ایک شخص اس علم کے کمال مین یعنی برادر گرامی قدر بے دین مغلطیس اور ضار منکوس طبعی بے دین نے کہا مین کسی طرح

مقابلہ کا حریف نہیں ہو سکتا۔ وہ عورت ستمگار جہان اپنے فن مین ایسی کامل
ہے کہ ساحران ہمہ دان خلاف جو اُس سے بر سر حساب ہین۔ البطال و بخاشی خیمۂ منکوس
کے پاس آئے اور زنگاوہ کی رہائی کی استدعا کی۔ منکوس نے بتامل دراز
کہا عجب حکمت پیشہ کو ساحرون سے مقابلہ کرنے کا دماغ کہان جو قدرے تحلیل
سحر مین استعداد حاصل کی ہے وہ بھی بطور علم شعبدہ از قبیل شئی ہے
البطال خونخوار منکوس کے اس جواب سے ناراض ہوا اور کبیدہ خاطر اپنے خیمہ مین
آیا۔ ناگاہ اشبوطہ و القیموس کے لشکرون سے شادیانہ کی صدا آئی۔ جاسوسان
نے البطال سے کہا کہ اُن بادشاہون نے زنگاوہ کی اسیری کی خبر سنکر خوشی کی
ہے۔ البطال کے دل پر اس خبر سے صدمہ پر صدمہ پہونچا اور اسی وقت جمشید کے
لشکر سے جدا ہو گیا۔ بخاشی نے اب بھی جمشید کی رفاقت ترک نہ کی

جس وقت البطال اپنے لشکر کے انتظام و اہتمام سے جو بہمہ وجوہ چالیس ہزار
سوار و پیادہ کے قریب تھا فارغ ہوا القیموس و اشبوطہ و جمشید کو اطلاع دی
کہ مین نوبت بہ نوبت تم سے معرکہ آرائی کرونگا۔ بعد ازان طبل جنگ بجوایا
روز اول دس پہلوان لشکر البطالیہ و القیموسیہ کے میدان مصاف مین آئے
اور حربہائے مختلف سے مجروح و مقتول ہوئے۔ البتہ پہلوانان القیموسیہ کو فی الجملہ
غلبہ رہا۔ دوسرے دن البطال خود ایک کرگدن شیر صورت پر سوار میدان رزم
مین آیا اور القیموس کے دو پہلوانون کو قتل اور پانچ کو اسیر کیا۔ روز سوم البطال
نے اشبوطہ حلبی کے تین پہلوان قتل اور دس پہلوان دستگیر کیے۔ روز چہارم
جمشید کے دو پہلوان البطال کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے اور تین پہلوانون کو البطال

اُسکے مغز مین سخت صدمہ پہونچا۔ نصرون تیغ بگران شاہ افتان و خیزان معرکہ مصاف مین آئے اور انجد کو بہزار خرابی لے گئے

جمشید نے شب کے وقت شوان کو ابطال کے پاس بھیجا اور یہ درخواست کی کہ جبتک مین صحت کامل حاصل کرون تجھے لشکر اسلام سے مرد مقابل طلب کرنا چاہیئے۔ ابطال نے کہا۔ اے بیمی بریدہ اپنے آقا سے کہنا۔ مجھے اہل اسلام سے کسی طرح کی عداوت و پرخاش نہین مگر تیرے کہنے سے کل لشکر اسلام سے کسی جوانمرد کو طلب کرونگا۔ تو یہ نہ سمجھنا کہ مین مسلمانون سے خائف ہون

صبح کو ابطال حسب معمول میدان مین آیا اور لشکر اسلام کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ اے آمادہ ران والا مقام مجکو تمسے مقابلہ کا خیال نہ تہا مگر جمشید مردود کی استدعا سے آج تم سے زور آزمائی کا قصد کیا ہے۔ آجکی میدانداری مین امیر مبارزالدین لشکر نصرت اثر کا سپاہ سالار رہے۔ شملول حبشی جو سیدی سالم کے لشکر کا سپہ سالار ہی امیر سے اجازت لیکر ابطال کے مقابل آیا اور تا محل ظہر ابطال سے نبرد مردانہ کرتا رہا۔ آخر وقت عصر ابطال نے شملول کو رشتہ کمند سے باندھ کر اپنے لشکر مین بھیدیا اور اُسکے بعد شملول کے برادر خورد شنگلول کو بھی اسیر کیا۔ دوسرے دن سیدی سلیم کے لشکر کے چار پہلوانون کو ابطال نے گرفتار کیا۔ روز سویم سیدی سلیم خود ابطال کے مقابل ہوا اور حرب وضرب کرتا رہا۔ شام کے وقت ابطال نے کہا۔ اے ولا و راب میرے آرام کا وقت ہے۔ روز فردا پہر تجہسے محاربہ کرونگا۔ صبح کو سیدی مسعود میدان مین گیا۔ ابطال نے پوچھا۔ اے شخص سیدی سلیم کس واسطے میدان مین نہ آیا۔ مسعود نے کہا۔ آج مجھے تیرے گرفتار کرنے کی خواہش ہوئی۔ بپاس خاطر میرے

سیدی سالم نہ آیا - سیدی مسعود نے بھی از صبح تا شام نیزہ و تیغ و شمشیر بازی کی
طرفین سے کسیکو غلبہ بیسر نہ آیا - ناچار طبل بازگشت بجا اپنے اپنے لشکر مین چلے آئے

روز دیگر بعد صف آرائی ابطال رزمگاہ مین آیا اور آج اُس نے اسقدر اپنی
زور آوری و پہلوانی کی تعریف کی کہ غازیان نیک فرجام کو برا معلوم ہوا اور صف
امراے اسلام سے امیر شجاع نے میدان کا قصد کیا - ناگاہ کوہستان شمال کی طرف سے ایک بگولہ
تیرہ و تار نظر آیا اور دامنہ گرد سے ایک فوج ظفر موج سر سے پاؤن تک سبز پوش
باہر نکلی - پچاس علم سبز رنگ بنا نگار پچاس ہزار سوار و پیادہ کی علامت فوج
کے پیشاپیش چلے آتے تہے - اور پرچمہاے اعلام پر حمد الٰہی و نعت محمد و آل محمد
علیہم الصلوٰۃ والسلام تحریر تہی - اُس لشکر جرار مین اکثر جوانان با فر و شوکت نیزہ دار
تہے اور وسط لشکر مین ایک نوجوان نقابدار سراپا لباس سبز پہنے اور سلاح
زمرد نگار کمر مین لگائے ہوئے توسن سبز رنگ باد روش برق خرام پر سوار بایں شان
و دبدبہ چلا آتا تہا کہ اُسکی ہیبت و صلابت سے ترک فلک کا بہی زہرہ شق ہوتا تہا
اِس لشکر کے ورود سے بادشاہان کافر و منافق مکدر اور صاحبقران اکبر اور اُسکے
ہوا خواہون کو مسرت بے اندازہ حاصل ہوئی

جب نقابدار اپنی فوج کی صف آرائی سے فارغ ہوا ابطال نے بار دگر پکارا
کہ اے اہل اسلام جس جوانمرد کو شوق زور آزمائی ہو جلد آئے - نقابدار
سبز پوش مرکب جہاندہ ابطال کے روبرو آیا اور کہا - بگردتا بگردیم - ابطال نے
کہا - اول اپنے نام و نشان سے آگاہی بخش - نقابدار نے کہا - مین ایک مسلمان
ہون - اِس سے زیادہ کیا کہون - تو نے لشکر اسلام سے مرد مقابل مانگا - بہتر

موجود ہوگیا۔ البطال نے نیزہ سنبھالا۔ نقابدار نے طعن نیم جسم میں اپنے نیزہ
کی ضرب سے البطال کا نیزہ ہوائی کر دیا۔ البطال نے شمشیر کشیدہ کہا۔ اے جوانان
گمنام معلوم ہوتا ہے کہ تو غریب زادہ ہے اور فن نیزہ بازی کسی استاد کامل
سے سیکھا ہے۔ اب دیکھوں شمشیر بازی میں کسقدر دستگاہ رکھتا ہے نقابدار
بلند اقبال نے ہاتھ اپنا قبضہ شمشیر میں بند کیا اور اس زور سے البطال کے ہاتھ
کو پیچ دیا کہ قبضہ شمشیر ہاتھ سے نکل آیا۔ نقابدار سبزپوش کا ایک عیار طرار جو کہ
جنگ میں موجود تھا اُس نے شمشیر لے لی۔ اس دفعہ فرط غیظ و غضب سے البطال کے
تمام موئے بدن راست ہوگئے اور گرز آہن کو بضرب سخت نقابدار کے سر پر
مارا۔ نقابدار نے وہ ضرب اپنے گرز شیر کلہ پر رد کی اور جیسے البطال نے دوسری ضرب
کے لیے گرز کو بلند کیا نقابدار نے اپنے گرز کے صدمہ سے اُسکا گرز گرا دیا گرز بھی
عیار نے سنبھال لیا۔ البطال خجلت زدہ نقابدار سے دست بغل ہوگیا۔ شام تک
دو نوجوانمرد اس طرح کشش و کوشش میں سرگرم رہے۔ کہ غالب و مغلوب تمیز نہوا
قریب غروب آفتاب البطال نے حرب سے دست بردار ہونا چاہا مگر نقابدار نے قبول
نہ کیا۔ وہ شب بھی دونو کو زور آزمائی میں گذری۔ علی الصباح البطال نے
نقابدار کی زنجیر کمر میں ہاتھ بند کر کے تین مرتبہ زور کیا۔ اُس کوہ وقار و تمکین
نے جنبش نہ کھائی جب نقابدار کی زور مندی کی نوبت آئی۔ اُسنے نعرہ
اللہ اکبر مارا اور بقوت بازوے استوار زور اول ہی میں البطال کو سر سے بلند
کر لیا اور گرد سر چرخ دیکر آہستہ زمین پر رکھدیا۔ چند نفر عیار معرکہ میں موجود
تھے اُنہوں نے البطال کے ہاتھ پاؤں خوب مضبوط باندھے اور اپنے لشکر میں لے آئے

بروقت گرفتار ہونے ابطال گردون گیر زنگی کے تہا ہر طرف لشکرون مین شور
وغل تہا۔ ہر ایک شخص نقابدار کی صفت وثنا کرتا تہا۔ جمشید نے ضرار منکوہر سے کہا
اے اُستاد دیکہا تونے کہ یہ نقابدار کیا بلائے روزگار ہے جسنے ابطال کی مانند
جوان پہلتن کو پرکاہ کی طرح ہاتہہ پر علم کر لیا۔ اگر میرا رفیق ہو کیا بلند نامی کی بات
ہے۔ ضرار منکوہر نے کہا۔ اِس خیال محال سے درگذر۔ مجہے یہ جوان معز الدین
کے اہل قرابت سے معلوم ہوتا ہے۔ جمشید نے کہا۔ یہ طرفہ تماشا ہے کہ جو عشق و ہنر
پیکر جوروش جہان مین ہے وہ معز الدین کی ہم آغوشی کے واسطے ہے اور جو
پہلوان جنگ جو صاحب اسم ورسم یہان آتا ہے وہ معز الدین کا معتقد و رفیق ہوتا
ہے۔ مین اپنے وجود کے سبب سے صاحبقرانی کرتا ہون اور جہان کی دولت فضیحت
سر پر لیتا ہون۔ لیکن غور سے جو دیکہتا ہون تو یہ سب نتیجہ تیرے ناقص علم و عمل کا ہے
ضرار منکوہر نے کہا۔ اے کافر نعمت بچشم انصاف دیکہہ کہ تیرا باپ کالا فور زنگی راہزن آئین
کون تہا اور تیری تولد کی کیا صورت ہوئی۔ اگر مین تجکو تربیت نہ کرتا تو چند
آوارگان سر و پا برہنہ کا سردار ہوتا۔ اُن حالات کے لحاظ سے تو صاحبقران عصر
ہے۔ مگر معز الدین کا مرد مقابل نہین ہو سکتا

صاحبقران اکبر شاہزادہ معز الدین سکندر نے بہی دوربین کشف الیقین سے
وہ یکہ نقابدار و ابطال کے جنگ مقابلہ کا بخوبی تماشا دیکہا اور سلطان ابوالحسن
جوہری سے فرمایا۔ اے برادر تم نے بہی دیکہا۔ یہ جوان نقابدار کی ترکیب جنگ آور
خاوران کے قواعد سے کسقدر مشابہ ہے تونے آزمایش جس وقت سے اس جوان ابطال
کو دیکہا ہے خود بخود دریائے محبت سینہ مین جوش مارتا ہے۔ ابوالحسن نے عرض کی۔

ہون کسی عیار کو تحقیق حال کے واسطے بھیجتا ہون - راوی کہتا ہے کہ ابو الحسن نے جولاد اندلسی کو اس خدمت پر مامور کیا - اسی طرح دیگر بادشاہون نے ایک ایک عیار نقابدار کے لشکر مین بھیجا

نقابدار بعد انفصال جنگ اپنی بارگاہ مین داخل ہوا اور بعد الفراغ آب و طعام سودا نقابدار کے عیار کے دل مین خود بخود یہ خطرہ گذرا کہ آجکی شب اکثر لشکرون کے عیار تحقیق حال کے واسطے آئین گے اور عجب نہین کہ بعض بانیاد بہت بد عیارون کو بھیجین پس اوسنے اپنے آقا کے زیر تخت چند کمندہاے حلقہ حلقہ بطور دام بچھائین اور کمندون کے سرے تخت کے پایون مین مضبوط مستحکم باندہے اور ہر حلقہ کمند مین ایک ایک زنگ مختصر بانیدہ آواز باندہ دیا

جب ادراج جمشید کا عیار سودان حبشی بریدہ لشکر نقابدار مین پہونچا اور نصف شب کے وقت بارگاہ کے پیچھے قنات چاک کی بارگاہ مین تین چار طرف شمعیات کافوری روشن ہو رہی تہین - سودان نے بجز ایک دو شمعون کے جو تخت کے قریب روشن تہین تمام شمعین بجہادین اور فتیلہ عیاری لیکر تخت کے قریب پہونچا سبحان بدحواسی مین سودان کا پاؤن حلقہاے کمند مین پہنس گیا اور زنگون نے آواز دی - نقابدار کا عیار بطور آواز کے سودان کے پاس آیا اور بزبان نرم پوچھا است مہربان گوش بریدہ حبشی بریدہ یہان کس ارادے سے تشریف لائے تہے - سودان اتنے خجلت زدہ کچھ جواب نہ دیا عیار نقابدار نے اوسکو گرفتار کرکے سرہنگون کی حراست مین سونپا - اسی طرح قطران عیار البطال و کرانی عیار کران شاہ و اسلم عیار الفضرون کو نوبت بہ نوبت گرفتار کیا

آخر شب جولان بہی نقابدار کی بارگاہ مین پہونچا اور قاعدہ کے موافق اُسکا پانو بہی حلقہ ہائے کمند مین پہنس گیا۔ بہ مجرد آواز زنگ کے عیارون نے اُسے گہیر لیا۔ مگر چونکہ جولان ایک جوان زبردست تناور تہا اُسنے اِس زور سے پانو کو جہٹکا دیا کہ ریسمان کمند کے دو حصے ہو گئے۔ ہم حلقہ کمند پانو سے نہ نکلا جو سخت پہنچی ہوا تہا اور زنگ بہی بندہا رہا جولان نے خنجر کمر سے نکالا اور جنگ گریز کرتا ہوا اپنے لشکر کی طرف بہاگا

اِس شور و غل سے نقابدار کی بہی آنکھ کُھل گئی جلد جلد اسلحہ جسم پر لگائے اور نقاب انداختہ مرکب چچکی پر سوار ہو کر جولان کے عقب مین لشکر اسلام مین داخل ہوا اِس شان و تجمل سے لشکر قیامت اثر دیکہا کہ کبہی وہم و خیال مین بہی نہ گذرا تہا۔ اُس وقت آفتاب طلوع کرنے والا تہا نقابدار نے سر راہ نماز صبح ادا کی اور پہر سوار ہو کر بارگاہ گردون اساس کے دروازے پر آیا۔ اُسی وقت صاحبقران اکبر نے بہی تخت جہانبانی پر جلوس فرمایا تہا۔ ایک عیار نے جولان کے جلنے اور نقابدار کے آنے کی حقیقت بیان کی صاحبقران نے درگاہ سالار کو حکم دیا۔ خبردار اُس جوانمرد عالی منزلت کے متعرض حال نہ ہونا جس طرح ہمارے پاس آئے آنے دو

نقابدار دربارگاہ پر پشت مرکب سے اُترا اور بہ آہستہ قدمی بارگاہ مین داخل ہوا۔ صاحبقران اکبر نے جب اُس والاقدر کی وضع لباس و طرز آمد دیکہی۔ دلمین سمجہا کہ تمغہ تیموری کے علاوہ کسی خاندان ذی شان و دودمان عمدہ سے ہے قریب تخت آکر اُس والا قدر نے بطریق اہل اسلام سلام کی۔ صاحبقران فلک شان نے سلام کا جواب دیا اور بہ لب خندہ ریز فرمایا۔ اسے برادر عزیز القدر

رواق منظر چشم من آشیانۂ تست کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست

ہماری زبان سے تمہارے بایں بے تکلی آنے کا شکریہ ادا نہیں ہو سکتا لیکن ہم تمہارے قدر و مرتبہ سے بوجہ اجنبیت لاعلم ہیں معہذا تم نے رخ انور اپنا پردہ حجاب میں مستور کر رکھا ہے بایں وجہ تعظیم و تکریم لائقہ سے معذور رہے اور تمہاری لئے نشست بھی تجویز نہیں کر سکتے جو مقام اپنی قدر و شان کے لائق دیکھو وہاں متمکن ہو جاؤ

صاحبقران کے سامنے چالیس تخت ہیم تخت اور صندلیاں جنکو اہل ستان خطاب کرتے تھے غاشیہ پوش سیاہ سالاران لشکر سے بالادست اس غرض سے خالی رکہی نہیں کہ اگر احیاناً اُرشید رکن الدین شہید اور سلطان سید محمد مہدی کی اولاد سے کوئی والاتبار وارد ہو حسب مرتبہ اُنپر بیٹھے نقابدار سبز پوش نے اُنمیں سے بدست خود ایک صندلی زمرد نگارہ کا غلاف اُتارا و مثل شیر نیستان اُسپر متمکن ہو گیا اس حرکت سے تمام سرداران دربار نے بہ نظر تند و تیز نقابدار کو دیکھا گر صاحبقران گیتی ستان نے بنظر مہمان نوازی کچھ نہ کہا اور پوچھا۔ اسے جوانمرد۔ یہاں محض ہمارے ملنے کیلئے تکلیف کی ہے یا کوئی اور امر بنظر رکھتے ہو۔ نقابدار نے کہا۔ شہریار۔ اگرچہ زیارت جمال لازوال صاحبقرانی افزایش رزق و روشنی بصر کا موجب ہے۔ مگر اس وقت میں ایک دزد چالاک کی تلاش میں آیا ہوں جو اُس سے شے مسروقہ دلا دیجے اور اگرچہ رکو بھی میرے سپرد فرماویں۔ میں اسکو بدست خود اُسکی حرکت ناشائستہ کی سزا دوں۔ صاحبقران گیتی ستان نے فرمایا۔ اسے جوانمرد ہمارے لشکر کا کوئی شخص تمہارے لشکر میں نہیں گیا۔ اگرچہ تا زمانہ ...

عیار امیر مجاہد الدین۔ سو وہ کوئی شے نہین لایا۔ نقابدار نے بقسم کہا۔ میرا
دعوے غلط نہین ہے۔ صاحبقران نے جولان کو بلایا اور بہ ترش روئی فرمایا۔ اے
جولان ہمنے تجہے دریافت حال کے واسطے بہیجا تہا یا بغرض دزدی۔ جولان نے
کہا۔ خداوند نعمت۔ حاشا ثم حاشا۔ غلام نے کوئی شے نہین چرائی۔ نقابدار نے
کہا۔ غلط کہتا ہے۔ تو ہماری ایک شے تحفہ عالم لایا ہے۔ امیر مجاہد الدین نے
بہ نگاہ قہر و غضب جولان کو دیکھا۔ اُس بیچارے کا خون خشک ہوگیا۔ جب جولان
نقابدار نے زیادہ تر اصرار کیا۔ صاحبقران کی طبیعت نہایت برہم ہوئی اور فرمایا۔ اے
مرد آدمی۔ جولان ہمارا عیار و خدمتگار معتمد ہے۔ لیکن اگر تمہارا بیان صحیح ہے صاف
صاف کہو کہ یہ شے جولان نے اس قدر قیمت کی ہے۔ ہم خود دینگے یا دلوا دینگے۔ اس دفعہ
نقابدار مسکرایا اور کہا۔ قبلہ عالم۔ برہم ہونے کی بات نہین۔ میرا دعوے حضور سے دروغ
نہین۔ یہ عیار طرار ہی ایسی شے لایا ہے جو میری جان کی محافظ تہی۔ اُس وقت
جولان نقابدار کے دعوے کو سمجھا اور کہا۔ اے بہادر زمان۔ معلوم ہوا کہ بہ طلسم
بہادری خود لائے۔ حصہ نہین دیا۔ ایک زنگ برنجی کا جناب استغاثہ کرتے ہین
جوان نقابدار نے جولان کی طرف سے موہنہ پہیر لیا اور صاحبقران اکبر کو دعا کہکر
اپنے چہرہ خورشید مثال پرسے پردہ نقاب دور کیا۔ صاحبقران نے اس شکل
وشان کا ایک نوجوان نونہال باغ صباحت و ملاحت دیکھا کہ جمال جہان آرا
اُسکا رخ آفتاب عالمتاب پر خط باطل کہینچتا تہا اور سبزہ خط نے گلستان عارض مین
تازہ نشو و نما پائی تہی۔ مزید بران رنگ ہاشمی و خال ابراہیمی دو نونشان سادات
بنی فاطمہ علیہا الصلوٰۃ والسلام ہین اور رخسار ماہ پارہ سے نمایان ظاہر

وہویدا تھے۔ صاحبقران گیتی ستان نے خندان و فرحان فرمایا۔ اَے کوکب برج شرافت و نجابت یہ تو ہم سمجھے کہ تم ہمارے ہمقوم و ہم نژاد ہو مگر بہ نظر مہربانی اپنے والد بزرگوار کے اسم گرامی سے بھی آگاہ فرماؤ۔ نقابدار کا عیار کہ وہ بھی نقابدار تھا نقاب برداشتہ روبرو آیا اور بعد دعائے عمر درازی و ترقی اقبال دست بستہ کہا۔ یا صاحبقران عالمستان میرا آقائے نامدار بوجوہ مراتب صاحبقرانی حضور کو اپنا بزرگ و مربی جانتا ہے گو بنظر قرابت و سلسلۂ نسب عم شہریار ہے۔ یہ جوان والا نسب شاہزادہ حیدر کا فرزند بخت بلند ہے اور نام نامی شاہزادہ ابراہیم اور تولد شریف اسکا ملکہ طالع افروز بنت قیس راہب کے بطن سے واقع ہوا ہے

صاحبقران گیتی ستان ایک عالم مسرت و انبساط مین تخت سے اُترا اور بہزار شوق و اشتیاق شاہزادہ ابراہیم سے بغلگیر ہوا۔ بعد ازان فرمایا اے عم اب یہ حقیقت مفصل بیان کرو کہ باین صورت و ترکیب تشریف لانے کی کیا وجہ ہوئی۔ شاہزادہ ابراہیم نے کہا۔ میرا تولد شہر محیط آباد مین ہوا ہے۔ اُس وقت میرے والد ماجد شاہزادہ حیدر جابلستان مین تھے۔ جب مین سن تمیز و رشد کو پہونچا میرے والد بزرگوار سلطان اسمٰعیل المنصور بقوت اللہ کی ملازمت کے واسطے ملک مغرب مین تشریف لے گئے مین ایک روز لب دریا شکار ماہی کھیل رہا تھا۔ ناگاہ ایک قافلہ کشتیون سے کنارہ پر اُترا۔ وہ قافلہ جبل اسعلے سے آیا تھا۔ مینے قریہ فردوس کی حقیقت پوچھی خواجہ معین نے تمام قصہ حالی بیان کیا مجھے بے اختیار یہی جی چاہا کہ سعادت ملازمت سے مشرف اندوز ہون۔ لیکن والدہ ماجدہ مانع ہوئین۔ چند ماہ کے بعد پھر شکار کو نکلا۔ اثنائے شکار مین ایک ہرن جست کنان روبرو سے گذرا۔ مینے اُسکے عقب مین اسپ عربی

نژاد کو جو لا ان کیا اور دل میں یہ نیت کی کہ اگر میرے مقدر میں شاہزادہ ابراہیم بن حیدر
کی ملاقات شدنی ہے اس ہرن کا شکار کر لونگا - وہ حیوان اثنائے زد و دشت میں
ایک کوہ سر بلند پر چلا گیا - میں بھی بہزار مشقت بالائے کوہ پہونچا اور ہرن کو
تیر سے مارا - کوہ سے مراجعت کرتے وقت ایک طرف سے تسبیح و ذکر الٰہی کی آواز کان
میں آئی - میں آواز کے اثر پر گیا - وہاں یہہ دیکھا کہ ایک مرد بزرگ خضر صورت
مالک صفات ہمہ تن عبادت آمرزگار میں مشغول ہے

جب اُس عارف باللہ نے عبادت سے فرصت پائی - مجھے اپنے پاس بلایا اور
پیشانی کو بوسہ دیکر فرمایا - اے ابراہیم بن حیدر ہمیں تیرے قیافہ سے ثابت
ہوتا ہے کہ ترے دل کسی فکر و تشویش میں مبتلا رہتا ہے - مینے اپنا عزم و قصد بیان
کیا اور دست بستہ پوچھا کہ حضرت کا اسم سامی کیا ہے اور میرے نام سے کسطرح
آگاہ ہوئے - اُس بزرگ نے فرمایا - میرا نام شاہ آگاہ ہے - ہم نے تیرے پدر بزرگوار
سید حیدر کو فتح طلسم تحت الارض کی رہنمونی کی تہی - بلکہ تیری ولادت کے وقت بھی
موجود تھا اور مینے ہی تیرا نام ابراہیم تجویز کیا تہا - بعد ازاں شاہ آگاہ نے ایک
اسم بزرگ مجکو تعلیم کیا اور تمام مراتب سمجہا کر مجھکو قریہ فردوس کے سفر کی رخصت
دی - میں اپنے مکان میں آیا اور والدہ ماجدہ سے یہہ حقیقت بیان کی - وہ نہایت
خوش ہوئیں اور کہا - اب ہم نے بھی بخوشی دل اجازت دی - صاحبقران اکبر کو
اِس بیان سے خوشی ہائے خوشی حاصل ہوئی اور تمام لشکر میں شاہزادہ ابراہیم بن
حیدر کی ملاقات کا جشن خوشی برپا کرایا

صاحبقران اکبر نے دوسرے روز دیوان عام میں ابطال زنگی کو بلایا - ابطال

باوجود طوق و زنجیر اسی غرور و تکبر سے بارگاہ مین آیا اور کہا۔ جو شخص عیسیٰ مسیح کو خدا کے
برحق جانتا ہے اُسے میرا اسلام پہونچے۔ صاحبقران اکبر نے بزبان نرم فرمایا۔ اے
دلاور حیف کی بات ہے کہ تیری مانند مرد شجاع ذی عقل ایسا کلمۂ کفر زبان سے کہے۔
ابطال نے کہا۔ اِس سے زیادہ اور کیا عیسےٰ کی خدائی کی دلیل کامل ہوگی کہ وہ بغیر باپ
کے پیدا ہوا۔ صاحبقران اکبر نے کہا جس حالت مین تم حضرت آدم کو مرسل خدا مانتے ہو
جنکا نہ باپ تہا نہ مان پہر کسقدر نادانی کی بات ہے کہ حضرت عیسیٰ کو بے پدر ہونے
کے سبب خدا سمجہو۔ ابطال نے کہا۔ مین اِس امر پر غور کرونگا۔ لیکن بجز رستگاری نگاہ
بانو میری طبیعت کسی طرف متوجہ نہ ہوگی۔ صاحبقران اکبر نے فرمایا۔ ہم بعد عشرہ کے
لیئے تواریخ الاعظم کا سننا ملتوی کرینگے اور ساحرہ کے مقام مین جائینگے لیکن حکیم
ابوالمحاسن نے کہا۔ شہریار۔ ایسا خیال بہی دلمین نہ لایئے حکیم بزرگ کا حکم موکد ہے
کہ تا انفراغ کار کتخدائی صاحبقران اکبر کو کسی طرف حرکت نہ کرنے دینا۔ صاحبقران
نے فرمایا جناب عالی حکیم قسطاس مطلب کا ارشاد دیکہا۔ اگرچہ اِس اِتناع کو میرا دل نہین
کرتا۔ سبحان اللہ ایک شخص غیر مذہب ایک عذر کرے اور شخص بہی وہ جسکا اسلام کثیر
دیگر کفار کے اسلام کا باعث ہو اور ہم اُسکے انجاح مطلب مین عاجز ہون ہر چند
بادا بادہم اِس تقریب کتخدائی و آرایش مجالس عروسی سے باز آئے

راوی کہتا ہے کہ اُس وقت صاحبقران اکبر کا حال ایسا دگرگون تہا کہ چہرۂ ہمایون
عرق آلود ہو رہا تہا۔ شاہزادہ ابراہیم بن حیدر نے بعد دعا عرض کیا۔ مجکو شاہ
آگاہ نے مطلب جر کے ہلاک کرنے کا طریق بہ تفہیم کر دیا ہے۔ حضور مجہے اِس مہم پر مامور فرمائین تا
صاحبقران گیتی ستان گوش ہزادہ ابراہیم کے بیان سے عجب طرح کی فرحت تلب

حاصل ہوئی اور ایک خلعت شاہانہ مع اسپ و شمشیر شاہزادہ ابراہیم کو دیا اور
اسی آن مع لشکر جزیرہ آفت کی طرف روانہ کیا۔ البطال اور کو مشاہدہ اس حال سے
ایک حالت وجد طاری ہوئی اور نعرہ اول ہی مین اس ورد سے تمام
بند نے دست و پا مثل تار عنکبوت پارہ پارہ کر دیے اور بصد صدق و اخلاص
مسلمان ہو کر شاہزادہ ابراہیم کے ہمرکاب جانے کی مستدعا کی۔ صاحبقران اکبر
نے البطال کو ایک کرسی بطور تجمل امواج بن التوم کے برابر مرحمت فرمائی اور
اسکو شاہزادہ کی ہمرہی کی اجازت دی

البطال کے ساتھ اسکے تمام لشکر اور سرداران لشکر بھی مشرف باسلام ہوئے
بلکہ جن پہلوانون کو البطال نے اسیر کیا تھا انمین سے بھی اکثر سردارون نے مذہب
اسلام اختیار کیا۔ باقی نے کہا جب تک ہمارے بادشاہ مسلمان نہ ہونگے ہم بھی
اسلام قبول نہ کرینگے صاحبقران اکبر نے انکو مطلق العنان کر دیا۔ جب وہ پہلوان
اپنے اپنے لشکر مین پہونچے۔ جمشید نے کہا عزالدین نے میرے شمشیر کے خوف سے
میرے پہلوانون کو رہا کر دیا۔ اشبوء نے کہا ہمین اول ہی اندیشہ تھا وہی خبر
پہونچی۔ تیمون نے کہا اے بادشاہ عالم اگر تو ایسے کلمات تمسخر و مذاق سے
خوش نہ کرتا مین ان صدمہ سے چند روز میں مر جاتا

شہزادہ ابراہیم کے روانہ ہونے کے بعد صاحبقران اکبر نے یعقوب حوالی
کے ہاتھ [illegible] کو مجلس کتاب خوانی آہستہ آہستہ کرنیکا حکم بھیجا
جو سینہ بسینہ جمیع عساکر تک پہونچائی۔ سلطان شاہ و ملک النوبہ و آذر شاہ
کہ داستان تاریخ الاعظم تک کے مشتاق تھے کمال خوش ہوئے۔ اسی طرح

تیز پر ملکہ نوبہار گلشن افروز اور جوانان نقابدار کی طرف سے معین تہے بہ جناح سرعت و استعجال اپنے آقاؤن کی خدمت مین پہونچے ملکہ نوبہار مع ملکہ ناطقہ روشن بیان و ملکہ صبح دلکشا و ملاحت پری وغیرہ پریزادون کی جمعیت سے قصر اخضر مین تشریف لائے اور جوانان نقابدار خیام مرفوعات مین داخل ہوئے

صاحبقران اکبر قریب غروب آفتاب صفحہ نہم کہ طلعینہ فلک نہم کا ہم پلہ و ہمعصر تہا تشریف لایا اور ساعت سعید مین سریر دولت و کامرانی پر بہزاران ہزار نشاط و انبساط جلوس فرمایا - پادری صاحب نے حسب دستور ایک خطبہ طویل حمد جناب باری عز اسمہ و نعت مرسلان علیہم السلام مین کمال فصاحت و بلاغت سے اہل مجلس کو سنایا اور بعد کتاب پاشی و تقسیم گل و میوہ صاحبقران نامدار و ملکہ شمسہ تاجدار کی اسقدر صفت و ثنا کی کہ دوستداران و ہواخواہ مثل گل شگفتہ ہوئے بعد ازان اہل طرب نے بہ صدائے خوش و آواز دلکش نوبت بہ نوبت ترانہ مبارکباد گایا - آخر حکیم اخشیجان نے چراغدان سلیمانی روشن کرایا اور تاریخ الاعظم غلاف سے نکالی مگر جس وقت اُس کتاب کو کھولا ایک ایسا امر غریب مشاہدہ مین آیا کہ حکیم اخشیجان حیران و ششدر رہگیا - یعنے جس مقام سے پڑہنا تہا وہان سے کاغذ سراسر سادہ تہا اور طرفہ تر یہ کہ جسقدر کتاب پڑہی گئی تہی اُسکے حروف سالم تہے - صاحبقران اکبر نے خندہ زنان فرمایا اس حرکت سے ثابت ہوتا ہے کہ حکیم اسقلینوس الہی بہی خوش مزاج اور ظریف طبع انسان تہے - حکیم اخشیجان و حکیم ابو المحاسن نے بعد تامل و فکر صاحبقران سے کہا حضور لوح طلسم بیضا کو

دیکھین صاحبقران اکبر نے بہ توجہ دل لوح کو دیکھا۔ اُسمین یہ عبارت بخط خوش نظر آئی

اے بندہ برگزیدۂ کبریا دلبند فرزند خاتم الانبیا شاہزادہ معز الدین صاحبقران اکبر آگاہ ہو جس وقت داستان عجائب بیان صاحبقران اعظم بادشاہ گردون حشم فلک رخش شاہزادہ خورشید تاج بخش کی یہان پہنچے کہ وہ مسافر منزل عشق بعد تکلیف بسیار صحت یاب ہوا بالیقین بیشتر صفحات کتاب حروف سے معرا ہون گے اس مقام مین صاحبقران اعظم نے اپنی صحت و تندرستی کا جشن عظیم برپا کیا ہی اور اُسکو جشن صحت خطاب دیا ہے۔ لا بد تمکو بھی لازم ہے کہ صاحبقران اعظم کی صحت کا جشن عالی آراستہ کرو اور جملہ سلاطین موافق و منافق حضار بزم کو بھی بزم نشاط کا حکم ناطق دو۔ اگر کوئی بادشاہ براہ شرارت نفس اظہار بے استطاعی کرے اُسکے امرا و سپاہ کو تم اپنے خزانے سے تنخواہ یکماہہ دو۔ غرض از صباح تا شام و از شام تا صباح خیام و خوعات اور جملہ لشکر دن مین ہنگامہ رقص و نوا شغل خورد و نوش جاری رہے۔ اور تم تین ماہ بعد جنوب کی سمت تشریف لیجا ؤ اور طلسم عظیم کے مراحل اربعہ سے ایک مرحلہ فتح کرو۔ جس وقت وہان سے معاودت فرماؤ طرفدار سلیمانی کا طبعۂ دوئم روشن کرانا اور تاریخ الاعظم استماع فرمانا البتہ اُس وقت حروف کتاب بجا لی نظر آئینگے۔ احتمال ہے کہ تا اختتام شاہنامہ بزرگ دو چار بار ایسا ہی اتفاق رو بکار ہو گیا والسلام

صاحبقران والا دودمان نے جملہ سلاطین حضار بزم کو لوح طلسم بینا کے احکام سے آگاہ فرمایا۔ سلاطین موافق آذر شاہ و ملکۂ النوبہ و سلطان شاہ عرب

اور بتقلید انکے القیموس زنگی وار قیمون فرنگی نے کہا۔ ہمین جناب حکیم بزرگ مغفور کے ارشاد اور حضور کے حکم عالی سے کیا عذر ہے۔ سلاطین منافق سے سب سے اول جمشید پلید۔ بکران شاہ خارجی نے کہا۔ اے شاہزادہ معز الدین۔ مسافرت مین ہم اسقدر استطاعت نہین رکہتے کہ ملازمون کو انعام یک روزہ دین۔ انعام یک ماہہ شے دیگر ہے۔ صاحبقران اکبر نے فرمایا تم دونو بادشاہ مصارف کی فرد ہماری نظر سے گذرانو۔ اُسکے مطابق ہی ہمارے خزانہ سے تمکو زر نقد مل جائیگا۔ جمشید بے حمیت اور بکران شاہ پست ہمت نے باشد رضا منظور کیا۔ اسی طرح ملک نصردون واشبوطی ملی دنجاشی و بیدین مقطی نے صاحبقران اکبر سے روپیہ لیا بلکہ بعض بے شرمون نے ضرورت سے دوچند روپیہ حاصل کیا۔ وہ شب عیش و عشرت مین گذری۔ ہنگام طلوع صبح صادق صاحبقران اکبر اُس مجلس سے رخصت ہوکر سمت جنوب روانہ ہوا

یہان اکثر بادشاہ خیام مرفوعات ہی مین عشرت اندوز رہے اور بعض نے اپنے اپنے لشکر مین مجلس طرب آراستہ کی جمشید نے بحالت بدمستی بکران شاہ خارجی سے تمسخر شروع کیا اور اُسکے سر پر سے تاج اُتار لیا۔ بکران شاہ غضب آلود خیام مرفوعات سے اپنے لشکر مین آیا اور ابجد سے جمشید کی شکایت کی۔ ابجد نے کہا مین زیر نظر اخضر تو جا نہین سکتا۔ مہرے کا اثر زائل ہو جائیگا۔ البتہ میدان جنگ مین اسکا عوض لونگا۔ مینے اپنی مادر جیفہ کا روزنامچہ کل دیکھا تھا معلوم ہوا کہ وقت جنگ وجدال قریب آتا جاتا ہے۔ بکران شاہ کی خاطر سے لشکر من و ابوحاکم بہی خیام مرفوعات سے چلے آئے

داخل ہونا صاحبقران اکبر کا طلسم بیضا مین

جب شاہزادہ معزالدین حسب ہدایت لوح طلسم بیضا پیادہ پا یکہ و تنہا قصر اخضر کی سمت جنوب روانہ ہوا۔ چالیس قدم شماری کے بعد ایک غار نظر آیا۔ بعد مطالعہ لوح اُس غار مین قدم رکہا چند ساعت راہ طے کی تہی یکایک ایسی تاریکی پیدا ہوئی کہ اپنا جسم نظر نہ آتا تہا صاحبقران اکبر نے لوح طلسم کف دست پر رکھ لی۔ لوح کی روشنی کا اسقدر ترقی بنا ہوا کہ راست و چپ اور پس و پیش چالیس چالیس قدم تک سطح غار مثل روز روشن و منور نظر آتا تہا اور اُس روشنی مین جہانتک نظر جاتی تہی بجز درختان سنبل الطیب اور کوئی درخت دکہائی نہ دیتا تہا اور اُسی سنبل کی بوئی خوش سے تمام مرغزار دہک رہا تہا صاحبقران نے اپنے گمان کے موافق دو فرسخ راہ طے کی تہی کہ غار تمام ہوا۔ اُس وقت لوح کی روشنی جاتی رہی

صاحبقران اکبر نے لوح بغل مین رکھ لی اور غار سے باہر نکلا چند قدم کے بعد ایک ایسے میدان وسیع و پر فضا مین پہونچا کہ گل و ریحان و سنبل و ضیمران خود رو سے جوش زن تہا اور اکثر چشمہ ہائے آب روان مثل خط استوا ہر سو جاری تہے۔ مرغزار نہ تہا گویا قطعہ فردوس برین تہا۔ اور اُس میدان دلکش کے وسط مین ایک شامیانہ زرکار با استادہائے جواہر نگار بس پُر رونق و تجمل کا استادہ تہا جسکی چار طرف حاشیہ مین مروارید بیضہ کنجشک کے برابر لگے ہوئے تہے اور زیر شامیانہ ایک چتر یاقوت نگار ایک پارچہ یاقوت بے جرم کا نصب تہا۔ طرفہ تر یہ کہ اثر طلسم سے تمام بیابان پر ابر غلیظ محیط تہا اور وہ چتر مثل آفتاب میدان کو روشن کرتا تہا۔ جب صاحبقران نزدیک آیا معلوم ہوا کہ چتر کے گرد چالیس قدم کے فاصلے سے ایک خندق عمیق ہے شاہزادہ بلند ارادہ کا قصد ہوا کہ جست زدہ اُس طرف خندق کے گذر جائے تو

قریب سے چتر کی صنعت دیکھے

بروقت اس قصد کے خندق سے یہ آواز حزین کان مین آئی اے جوان آدمزاد برائے خدا خندق سے اُس طرف نہ گذرنا ورنہ صدہا بندگان خدا کی جانین معرض ہلاکت و فنا مین آجائینگی۔ صاحبقران رحم مجسم نے وہ صدائے دردناک بگوش ہوش سنی اور متامل ہوا۔ دو چار لمحہ کے بعد دوسرے مقام سے عبور خندق کا ارادہ کیا اور وہی آواز موحش سُنی۔ جب عاجز آیا لوح طلسم کو دیکھا۔ یہہ عبارت مرقوم تہی۔ اے فاتحہ طلسم اُس آواز غمناک کی طرف متوجہ نہ ہو بے وسواس اُس مقام سے خندق کو عبور کر جہان خندق سے بوئے مشک آتی ہو اگر اس دفعہ آواز آئی کہنا اے ازفرجنی۔ اب فریاد و فغان سے باز رہ۔ مین مالک چتر یاقوت ہون تیری رہائی کی کوئی نہ کوئی صورت کرونگا۔ ازفرجنی کہے گا۔ اگر تو واقعی مالک چتر ہے لوح طلسم بیضا کو پڑہا اور طلسم سبع سباع کو توڑا ہوگا اور تواریخ الاعظم کا کوئی حصہ سُنا ہوگا بیان کر کہ صاحبقران اعظم کا قصہ عالی کہان تک سماعت کیا تم کہنا صاحبقران اعظم ملک اہواز مین اپنے جشن صحت کی تیاری مین مشغول ہے جس وقت ازفرجنی یہہ جملہ سنے گا فریاد و فغان سے باز رہیگا۔ مگر یاد رکہنا کہ اگر خلاف محل خندق سے گذرنے کا عزم کروگے فوراً آتش طلسم جلا دیگی۔ ہرگاہ خندق سے گذرو سعاً لوح سے مشورہ لو والسلام

صاحبقران اکبر بہدایت لوح جست زدہ خندق سے گذر گیا پر ہنوز چتر یاقوت کے نزدیک نہ پہونچا تہا یکایک دفعۃً پاؤن اسطرح رفتار سے باز رہے کہ گویا کسی نے ایسا زمین سے مضبوط باندہدئے ہوئے ہین جس وقت پاؤن پر نگاہ کی

دیکھا کہ ایک مار سرخ باریک بار جسم مثل زنجیر پاؤن کو لپٹا ہوا ہے۔ صاحبقران نے
اِس حالت سراسیگی مین لوح کو دیکھا۔ یہہ مضمون نظر آیا۔ اے جوانمرد ہرگاہ خندق سے
اُس طرف گذرے زنہار بے مطالعہ لوح قدم پیشتر نہ رکھنا ورنہ ایک موذی طلسم
بشکل مار سرخ تیرا زنجیر پا ہو جائیگا اور شاید لوح کا دیکھنا یاد نہ رہا پھر یہہ دیکھنا
چاہیے کہ اُس مار آدم کش نے اپنی دم تو مونہہ مین نہین دبالی۔ اگر ابھی نہین دبائی
نہایت چالاکی سے لوح اسکے سر پر مارنا اور جس قدر بدن مین طاقت ہو بلند
جست کرنا اور یہہ اسم بزرگ اپنے سراپا پر دم کرنا۔ بروقت ضرب لوح اُس موذی کے
جسم مین آگ لگ جائے گی۔ جب مار جلکر خاک ہو جائے خاکستر مین سے لوح نکال
لینا۔ ازان بعد چتر کی طرف متوجہ نہونا۔ بلکہ دست راست روانہ ہونا۔ رفتہ رفتہ
ایک چشمہ کے کنارے پر پہونچیگا۔ اُس چشمے کا ایک دیو قومی ہیکل نگہبان ہے وہ تجھسے
بمقابلہ پیش آئیگا۔ جب اُسکو ہلاک کرے لوح کو چشمے مین چند بار غوطے دینا
بلکہ خود بھی غسل کرنا اگر اِس اثنا مین کوئی امر تازہ حادث ہو لوح کو دیکھنا۔ والسلام

صاحبقران اکبر نے خوف زدہ پانو کو دیکھا۔ قریب تہا کہ دُم مونہہ مین دبائے
اسم بزرگ اپنے سراپا پر پہونکا اور بہ چالاکی تمام لوح سانپ کے سر پر ماری اور خود
جست زدہ دور ہو گیا۔ بمجرد اِس عمل کے وہ مار سرخ ہیزم خشک کی طرح جلنے
لگا اور طرفۃ العین مین جلکر خاکستر ہو گیا۔ صاحبقران نامدار نے خاکستر مین سے
لوح نکال لی اور چشمہ پر گیا۔ دیو محافظ چشمہ جسکا بابیل نام تہا اُس وقت خواب
غفلت مین مبتلا تہا۔ اُسکا قد مثل مینار دراز اور سر مثل گنبد اور اُسپر چار
شاخین مثل نیزہ بلند تہین۔ صاحبقران اکبر نے اُسکے پاس جا کر ایسا نعرہ

گردون شگاف مارا کہ تمام بیابان گونج گیا۔ باہیل چارشاخ نے بیدار ہوکر صاحبقران کی شکل بغور دیکھی اور کہا۔ او آدم زاد شوریدہ بخت تجھکو کون موکل غیب میرے ناشتہ کے لئے طلسم مین لایا اور یہہ آواز جگر شگاف کسکی تہی۔ صاحبقران نے فرمایا میرے موکلان اقبال مجھے یہان لائے ہین اور وہ میرے نعرہ کی صدا تہی سار سرخ رنگ کو بضرب لوح جلایا اور تجھکو بضرب عمود سرمہ سا کرونگا۔ یہ سنکر باہیل نے آہ سرد سینہ سے کہینچی اور کہا او انسان نامراد دریغ صد ہزار دریغ تو نے میرے برادر خوردار قہم جادو کو جلادیا اسکو چتر یاقوت کی خدمت تہی اور مین اس چشمہ کا نگہبان ہون خیر اب تجھے اسقدر فرصت نہ دونگا کہ لوح طلسم کو چشمہ مین غوطہ دے اور مین دیو چتر دار کا معتوب ہون

یہہ کہکر اس مردود نے صاحبقران کی گردن کی طرف اپنا دست سراپا شکست دراز کیا۔ صاحبقران اکبر نے دیو چارشاخ کا ہاتہہ گردن تک نہ آنے دیا۔ پنجہ فولادی سے بند دست اسکا اس زور سے دبایا کہ انگلیان گوشت مین گہس گئین بعد ازان ایسا پیچ دیا کہ باہیل غلطاک زنان زمین پر گرا اور ایک مشت سخت گردن پر مارا باہیل نے نہایت شور و غل مچایا اور کہا کہ او آدمزاد اب مین سمجہا کہ تو آہن تن فولاد بازو ہے۔ چند لمحہ توقف کر مین اپنا حربہ لے آؤن۔ صاحبقران نے کہا۔ ایک نہین چار حربے لا

باہیل چارشاخ آسمان کیطرف پرواز کر گیا۔ صاحبقران نے چند ساعت انتظار کرکے اول لوح کو چشمہ مین غوطہ دیا۔ بعد ازان جو تہی لباس اتار کر بقصد غسل چشمہ مین داخل ہوا تہی پا ہرنہ نکالا تہا کہ باہیل نابکار اوج ہوا سے

نعرہ زنان و شورش کنان جہان پہونچا - خوش قسمتی سے لوح لباس کے ساتھہ نہ
اُتاری تھی اُسکا مطالعہ کیا - لکھا تھا اب یہ اسم اپنے جسم پر دم کر اور غوطہ مار -
جس وقت پانوٗ تلے پر پہونچیگا ایک حلقہ فولادی ہاتھہ مین آویگا - اُس حلقہ کو مضبوط
تھام کر خاموش بیٹھہ جانا - اِس اسم بزرگ کی برکت سے اسقدر قوت دم مین پیدا
ہوگی کہ عرصہ دراز تک پانی مین بیٹھہ سکیگا - اِس عرصے دیو کو تیری ہلاکت کا
گمان گذریگا اور تیرا لباس لیکر روانہ ہو جاویگا - زیر چشمہ ایک جن خدا پرست
سمکون نام گوشہ نشین ہے جس وقت بالکل چلا جائیگا سمکون تیرا بازو پکڑے گا
اُس وقت حلقہ آہنی چھوڑ دینا اور چشمہ سے باہر نکلنا والسلام

صاحبقران نے اسم جلیل اپنے جسم پر پھونکا اور غوطہ مارا جس وقت بقصد غسل
چشمہ مین داخل ہوا تھا - پانی کمر تک تھا - لیکن اب چشمہ نہایت عمیق معلوم ہوا
بمشکل اُس حلقہ آہنی تک پانوٗن پہونچا اور حلقہ گرفتہ خاموش بیٹھہ گیا - بابیل دو
ساعت کامل صاحبقران کے نکلنے کا منتظر رہا بعدہٗ شور و غل کیا - جب مطلق آواز
و صدا نہ سُنی سمجھا کہ اُسکا گوشت سمکون جنی کے نصیب ہوا - ناچار لباس لیکر روانہ
ہوگیا

یہان سمکون نے صاحبقران کا بازو پکڑا - صاحبقران نے حلقہ چھوڑ دیا - برق
رفتاری سے حلقے کے تیر خدنگ کی مانند تہ آب سے بالائے چشمہ پہونچا - جب پانی سے
سر باہر نکالا - بدستور چشمہ کا پانی کمر تک پایا - بمشکل چشمہ سے نکلا - فقط لنگ
کمر مین بندھا ہوا تھا - دلمین کہا حکیم قسطاس کے عجائبات مین یہ ہنگی عجیب
نہ تھی - اُس وقت طلسم اجرام و اجسام کے تمام معاملات جو نظر سے گذر رہے تھے

یاد آئے۔ ازانجملہ ملکہ صبح دلکشا کے جمال جہان افروز کا خیال دل پر ایسا غالب آیا کہ ملکہ شمسہ تاجدار ملکہ نوبہار وغیرہ کا نقش محبت لوح سینہ سے نقطۂ مہمل کی مانند رفع ہوگیا

اِسی خیال و ملال مین لوح کو دیکھا۔ یہ عبارت نظر آئی۔ اے فاتح طلسم فلان اسم الٰہی باین عدد چشمہ پر دم کر۔ سمکون جنی چشمہ سے نکلکر بہ عجز و فروتنی تجھسے ملیگا۔ اُس مرد دانا سے امور طلسم مین مشورہ لینا اور جس امر مین وہ عاجز ہو لوح مین دیکھنا

صاحبقران نے اسم چشمہ پر دم کیا۔ بہ مجرد اِسکے چشمے کا پانی شگاف ہوا اور دود سرخ رنگ نکلا اور اُس بخار مین سے کچھہ آواز آئی۔ بعد ازان دیکھا کہ ایک پیر مرد سرخپوش پہلو مین استادہ ہے اور ایک بُت طلائی مختصر گردن مین حمائل ہے صاحبقران نے فرمایا۔ اے سمکون۔ لوح طلسم تیری مسلمانی کی خبر دیتی ہے اور تیری گردن مین بُت موجود ہے۔ جلد تر میری حیرت رفع کر۔ سمکون جنی نے کہا مین مسلمان ہون۔ لیکن لاقوت چترندار کے عہد سلطنت مین کسی جن بشر کی کیا مجال کہ لفظ مسلمانی زبان سے نکلے

صاحبقران نے فرمایا۔ حیف کی بات ہی کہ حکیم اسقلینوس الٰہی کی مانند مرد خدا شناس خدمت چترداری ایک دیو ابلیس پرست کو تفویض فرمائے۔ سمکون نے کہا۔ حکیم اسقلینوس الٰہی نے سلطنت طلسم عسکر شاہ جنی کی ذات سے متعلق فرمائی اور خدمت سپہ سالاری جملوت دیو کو دی۔ یہہ دونو موحد تہے عسکر شاہ کے انتقال کے بعد اُسکا خلف الصدق آذر شاہ بادشاہ ہوا۔ اُسکے اوائل عہد مین

ہی خدا پرستی کا شیوع رہا - لیکن جب جلوت نے قضا کی اُسکے پسر لاقوت نے کہ دیوانہ
بد مذہب کی صحبت سے ابلیس پرست ہو گیا تہا بادشاہ کو قید کیا اور خود تخت سلطنت
پر متمکن ہوا - اذفرشاہ کی دختر صبح روشن گہر نے مبشران غیب کے اشارہ سے اپنی والدہ
کو ہمراہ لیا اور قلعہ یعقوتیہ مین داخل ہو گئی -

صاحبقران اکبر نے جو صبح کا نام سنا بے اختیار طبیعت متغیر ہو گئی - بارے بمشکل
طبیعت کو سنبہالا - اور سمکون سے پوچہا - اذفرشاہ مظلوم کس مقام مین مقید ہے
اور لاقوت کیون نہین چتر کو لیجاتا - سمکون نے کہا - اذفرشاہ اُسی خندق مین
مقید ہے اور اُسکے مقام سے بوئے مشک آتی ہے - جس وقت حکیم اسقلینوس
الہی نے عسکر شاہ کو بادشاہی طلسم اور جلوت دیو کو عہدہ سپاہ سالاری پر ممتاز
کیا - حکیم صاحب نے از روئے علم زائچہ عسکر شاہ کا طالع دیکہا - معلوم ہوا کہ ہنگام
شکست طلسم تمام کائنات طلسم مین فساد عظیم نمونہ قیامت برپا ہوگا - جتنے کہ لاقوت
اذفرشاہ پر خروج کریگا - حکیم صاحب نے یہ حالات دریافت کرکے تدرے مشک
جو ترتیب علم سے تیار ہوا تہا عسکر شاہ کو دیا اور وصیت کی کہ جس وقت تیرے ہان
فرزند نرینہ پیدا ہو اُسے چالیس دن علی الاتصال یہ مشک کہلانا - اُس مولود کے
جسم سے بوئے مشک آوے گی اور بر تقدیر وہ کسی دشمن کے ہاتہہ گرفتار بہی
ہو جائیگا بفضل ایزدی اِس مشک کی تاثیر سے اُنکی جان کا خواہان نہ ہوگا -
چنانچہ اذفرشاہ کہ باوجود دشمنی قوی آجتک لاقوت نے قید نہین کیا اسی طرح
دو ہزار دیو شاہ طلسم سے چتر کے لیجانے پر قادر نہین ہے - لاقوت عسکریہ مین رہتا
ہے جو یہان سے بارہ فرسخ کا فاصلہ ہے اور ہفتہ مین ایک بار چتر یاقوت کو سلام

کرنے ضرور آتا ہے۔ لیکن کیا مقدور ہے چتر کے سایہ مین قدم بہی رکھے۔ یا اُلٹے قدم واپس ہو
سے آداب مجرا بجا لاتا ہے۔ اگر حد معین سے ایک قدم بیشتر رکھے فوراً آگ آتش طلسم جلا دے
طرفہ یہ ہے کہ چتر کا سلام بہی ترک نہین کر سکتا کہ وہ اُسکی ہلاکت کا موجب ہے،

صاحبقران گیتی ستان نے فرمایا۔ اب یہ بتا کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے اور میرا لباس کہان ہے
سکوان نے کہا۔ لباس حضور کا بابیل لاقوت جنی کے پاس لے گیا ہوگا۔ مین لباس تازہ
حاضر کرتا ہون۔ حضور دو مہینے اور زاغ مہرہ حاصل کرین جو طبقات چارگانہ طلسم
ہفتگانہ مین وہی حکم رکہتا ہے جو رتبہ زحل کا طاسۂ علم اول مین تہا جسکی ضرور
حضور نے سیر کی ہوگی۔ صاحبقران گیتی ستان نے کہا۔ تیرے اس بیان سے ثابت ہوتا ہے
کہ اس طلسم کے چار طبقے ہین۔ سکوان نے کہا۔ حکیم بزرگ نے اس طلسم کی ترتیب حسب
تعداد جشنون کے کی ہے جو صاحبقران اعظم یا اُنکے والد نے منعقد کیے۔ جشن اول صاحبقران
اعظم کی ولادت کا تہا۔ اُسکے بدلے مین حضور نے طبقہ روشن حصار فتح کیا اور یہان
چراغدان سلیمانی لائے۔ جشن صحت کے مقابلہ مین طلسم آذر ہے جس سے چتر یاقوت
متعلق ہے۔ باقی تین جشن ہین۔ جشن رہدال۔ جشن ظفر۔ جشن اجلاس الحکما
اور تین ہی طبقے اور ہین

صاحبقران گیتی ستان نے فرمایا۔ خیر اب یہ بتاؤ زاغ مہرہ کسطرح ہاتھ آئیگا۔ سکوان نے کہا
اول حضور کے لیے لباس و اسلحے لاؤن۔ پہر شجرۃ الامانت کے پاس پہونچا دونگا
یہہ کہکر سکوان ایک طرف گیا اور چند لمحہ کے بعد لباس ملوکانہ مع اسلحہ لایا اور کہا
زمانہ ممتد گذرا۔ اپنے موافق بشارت حکیم بزرگ یہ اشیا ایک مقام مین امانت
رکہی تہین۔ حکم تہا کہ ایک وقت فاتح طلسم کو عریانی کی شکایت پیدا ہوگی۔ اُس وقت

یہ لباس و سلاح دیدینا

صاحبقران اکبر نے لباس پہنا۔ سعلون ایک درخت خرما بیر ملنب کے پاس لایا اور
کہا اب لوح سے مشورہ دیجیے۔ صاحبقران اکبر نے لوح کو دیکہا۔ اُسمین لکہا تہا۔ اے فرزند
سید آخر الزمان جس وقت سعلون جنی تمکو نخل امانت کے پاس پہونچادے۔ اُس نخل کو
بقوت بازو بیخ زمین سے نکال لینا۔ بیخ کے نیچے ایک نقب ظاہر ہوگی اور اُس سے ایک
اژدہے آتش فشان نکلیگا اور اُسی ساعت ایک جانور ہوائی شیر کلہ شتر پا مہیب
صورت اوج ہوا سے وہان پہونچیگا۔ یہ اسم پڑھکر اپنے جسم پر پہونکنا اور شجرۃ الامانت
کی بیخ ایسی ضرب قوی اژدہے کے سر پر مارنا کہ نیزہ کی مانند زمین مین نصب ہو جائے
بالیقین اس ضربت سے اژدہا مر جائیگا۔ بعد ازان اُسی درخت کو اسقدر بلند کرنا
کہ اُسکی شاخین مرغ ہوائی کے بدن سے جا لگین۔ فوراً اُسکے پر و بال سے شعلہ
آتش پیدا ہوگا اور وہ شعلہ اُس جانور اور اژدہے کے اجساد ناپاک کو جلا دیگا
اُن موذیان طلسم کے نابود ہونے کے بعد اُس نقب مین داخل ہو جانا جو بیخ درخت
کی جائے ظاہر ہوگی۔ رفتہ رفتہ ایک تہخانہ روشن مین پہونچ گے۔ وسط تہخانہ مین
تخت مربع خوش قطع پر ایک پیر مرد کو بہ تکبر تمام بیٹہا دیکہو گے اور ایک صندوق
سر بمہر زیر تخت رکہا ہوگا۔ پیر مرد تخت نشین کو سلام کرنا اور یہ کہنا۔ اے سیفان
جنی۔ اب وہ وقت آیا ہے کہ میری امانت مجھے دو جو اِس صندوق مین بند ہی
پیر مرد پوچھیگا صندوق مین کیا شے بند ہے۔ کہنا۔ ایک نیزہ اور ایک کمان
اور دس عدد تیر۔ نیزے کا نام دستان اور کمان کا ظفر توز ہے اور رنگ کمان کا
سرخ معلق ہے۔ پیر مرد کہیگا۔ کوئی علامت ظاہری اپنے صاحبقران اکبر ادر

زوج ملکہ شمسہ تاجدار ہونے کی ہمکو دکہا۔ اُسکو لوح طلسم دکہانا پیرمرد بروقت دیکہنی لوح کے بے عذر وحجت اشیائے مذکور تیری نذر کردیگا۔ والسلام

صاحبقران اکبر نے سیفان جنی سے اپنی امانت لی۔ نیزہ کی دو سنانین تہین اور کمان کمان رستم سے زیادہ تر زور آور تہی۔ کمان و نیزہ پر بعض اسمائے الٰہی کندہ تہے۔ صاحبقران مع سیفان جنی نقب سے باہر نکلا اور سمکون کی رہنمائی سے کوہ زاغان کیطرف روانہ ہوا۔ چند قدم کے بعد اس صورت مہیبت کا ایک کوہ بلند دیکھا کہ بیخ سے قلہ تک بزنگ قیر سیاہ مطلق تہا۔ جب بالائے کوہ پہونچے یہ تماشائے موحش نظر آیا کہ جہانتک نظر جاتی تہی ہزار در ہزار درختان سربلند کثیر الفروغ باہم وصل وگنجان تہے اور کوئی درخت ایسا نہ تہا جسکے شاخ و برگ سیاہ مطلق نہون اور ہر شاخ پر فزون از شمار زاغان صحرائی جمع تہے اور درختون کے روبرو ایک خط سپید رنگ کہچا ہوا تہا

سمکون نے کہا قبلہ عالم۔ جو جن وانسان اس خط سے پیشقدمی کرتا ہے وہ زاغان طلسمی کا طعمہ ہوتا ہے۔ صاحبقران اکبر نے لوح کو دیکھکر خاطر جمع کی اور سمکون سے کہا کہ کوئی مرد شیر القلب ابلیس پرست پیدا کرو۔ اور اُسے درختون کے پاس بہیجو۔ سیفان جنی نے کہا۔ آج ہلیت بیہی اور یکشنبہ کے روز خرمول کوتوال شہر اور اوسکے واسطے اس کوہ پر آیا کرتا ہے۔ مین حضور کے واسطے کہا نالاتا ہون اور سمکون اُسکی تلاش کرے

سمکون خرمول کی تلاش مین چند قدم روانہ ہوا تہا کہ کوتوال اسکو یہ کوہ دیکہا۔ سمکون نے خرمول کو آواز دی۔ خرمول اسکے بطرف غور دیکہا۔ اور کہا۔ او سمکون تو یہان کیونکر پہنچا۔ اگر تو نے اُس جوان طلسم کشا کو قتل کیا ہے تو لاخوت شاہ

کے پاس جاؤ وہ تیرے انتظار مین ہے۔ سمکون کچھہ جواب دیا چاہتا تہا کہ صاحبقران اکبر بہی خرامان خرامان وہان پہونچا۔ خرمول نے چند اسمائے سحر پڑہے مگر لوح طلسم کی برقت سے کچھہ اثر نہ ہوا۔ برعکس صاحبقران اکبر اور سمکون نے خرمول کو گرفتار کر لیا۔ اِس اثنا مین سیفان جنی مع اطعمہ گوناگون حاضر ہوا۔ صاحبقران اکبر کہانا تناول فرماتا تہا اور خرمول کو اسلام کی ہدایت کرتا تہا۔ جب کچھ تاثیر نہ دیکھی اُسکو درختون کی طرف روانہ کیا

جس وقت خرمول خط سپید سے گذرا ایک زاغ شاخ درخت سے زمین پر آیا اور اُس نے چند غلطکین کہائین۔ ہر غلطک مین صورت اُسکی تبدیل ہوتی تہی۔ تا اینکہ سگ سیاہ کی صورت ہو گیا۔ خرمول سمجہا کہ خداوند ابلیس بصورت سگ میری حمایت کے واسطے آیا ہے۔ متواتر سجدے کیئے اور بزبان تضرع و زاری کہا۔ یا خداوند میری اور دیگر اہالی طلسم کی اِس جوان آدمزادے رستگاری کرا۔ جب خرمول نے دعا ء تعجب سے فرصت پائی اُس حیوان طلسم نے چہرہ پر سے ناک اُتار لی۔ خرمول بے تحاشا بہاگا۔ اُس وقت دوسرا زاغ درخت سے اُترا اور اُس نے بشکل گرگ خرمول کی سرین کا گوشت کہا لیا۔ اِس دفعہ خرمول چرخ کہا کر زمین پر گرا۔ پہر تو تمام درختون کے زاغ منقار کشادہ گرد و پیش جمع ہو گئے۔ اور چند لمحہ مین اُسکی استخوان تک ہضم کر گئے

اِس تماشا ہوش ربا کے بعد صاحبقران اکبر حسب ارشاد لوح اسم خرامان خراماں سپید کی طرف روانہ ہوا۔ سات زاغ مردم کش پس و پیش درختون سے اُترے اور اُنہون نے سگ و گرگ و خوک و فیل وغیرہ جانوران درندہ کی صورت سے

نوبت بہ نوبت صاحبقران پہ حملے کئے۔ صاحبقران اکبر نے ہر ایک کو نیزہ ذو سنان سے ہلاک کیا۔ بمجرد ہلاک ہونے زاغان ہفتگانہ کے تمام زاغ ہائے اشجار آتش غیبی سے مثل ہیزم خشک کی صورت جلنے لگے۔ صاحبقران نے نیزہ ذو سنان سے اپنے گرد دائرہ کھینچ لیا تھا۔ اُس وقت چار طرف عجیب و غریب شور و غوغا برپا تھا اور ایسی تاریکی چھائی تھی کہ زمین و آسمان نظر نہ آتے تھے

دو ساعت کامل تاریکی رہی۔ جب عالم روشن ہوا صاحبقران اکبر نے لوح کو دیکھا۔ یہہ عبارت نظر آئی۔ یا صاحبقران اکبر ایک زاغ مہرہ دار باقی رہ گیا ہے اور فلان درخت پر بیٹھا ہے۔ بوجہ مہرہ آتش طلسمی سے محفوظ رہا ہے اور مہرہ ہی کے سبب نظر کو محسوس نہیں ہوتا۔ اُسکے ہلاک کرنیکا یہ طریق ہے کہ لوح طلسم کو ایک چوب بلند پر باندھو اور وہ چوب مثل علم میدان مین نصب کرو۔ زاغ مہرہ دار لوح کے قصد سے پرواز کریگا جب اُسکے بال و پر کی صدا سے سمجھو کہ قریب لوح پہونچا ہے باین تادر اندازی ایک تیر جانگیر اُسے مارو کہ خطا نہ ہو۔ حیوان تیر خوردہ غلطاک زنان زمین پر گرے گا اور مرغ نیم بسمل کیطرح تڑپے گا۔ آواز کے نشان پر وہان پہونچنا اور اُسکے ذبح کرنے مین استعجیل کرنا کہ ہاتھ سے نکل نجائے بعد ازان شکم سے مہرہ نکال لینا اور گوشت اُسکا امانتاً سمکون کو دیدینا۔ وہ گوشت بیشتر زخم و ناسور وغیرہ کے حق مین اکسیر اعظم کا حکم رکھتا ہے اسی کوہ پر ایک شخص تمہارا لباس مع اسلحہ لاویگا اُس سے مہرہ بنوا لینا والسلام

مہرہ اسقدر لطیف تہا کہ نظر کو محسوس نہ ہوتا تہا۔ البتہ اُسکا عکس ہاتھ پر پڑتا تہا۔ سمکون و سیفان نے مہرہ کے حاصل ہونے کی مبارکباد دی۔ ناگاہ

دو شخص کوہ پر آئے۔ ایک کے سر پر صندوق رکھا تھا اور دوسرا اُسکے عقب مین آتا
تھا۔ حمال صندوق رکھکے چلتا ہوا نظر آیا۔ اور دوسرے شخص نے صندوق کھولکر
لباس و اسلحہ نذر گذرانے اور اپنا حال اِس طرح بیان کیا۔ میرا نام آبشار جنی ہے
مین ملک اذر شاہ بادشاہ طلسم کے سلاح خانہ کا داروغہ تھا۔ جب لاقوت نے
اذر شاہ کو قید کیا۔ مینے اپنے دلمین کہا۔ روز فردا تجکو بھی لاقوت ابلیس پرستی
کی تکلیف دیگا۔ بس مصلحت یہی ہے کہ اُس مردود کے قتل کا انتظام کرو۔ زیادہ برین نیست
کہ اِس مخمصہ مین تیری جان بھی ضایع ہو جائے گی۔ قضائے کردگار۔ اُسی شب خداوند
کائنات طلسم حکیم اسقلینوس الٰہی عالم واقعہ مین تشریف لائے اور فرمایا۔ اے آبشار
بروقت ضرورت تقیہ بھی جائز آیا ہے۔ قریب تر ایک وقت آنیوالا ہے کہ باہمل حضر دارا
چشمہ طلسم کشا کا لباس تیغ یراق لائیگا اور وہ اسباب تیری تحویل مین رہے گا۔
وقت فرصت لباس و سلاح طلسم کشا کی خدمت مین پہونچا دینا۔ تجھے ہنر زرگری مین
بھی وقوف کامل ہے۔ صاحبقران کے واسطے زاغ مہرہ بھی بنا دینا۔ یا صاحبقران اکبر
مینے حکیم بزرگ کے ارشاد سے تقیہ اختیار کیا۔ تا اینکہ شب گذشتہ عالم واقعہ مین
حکم ثانی پہونچا اور مین امانت لیکر حاضر ہو گیا۔ حمال صندوق میرا غلام تھا قیروان نام
معلوم ہوتا ہے کہ منافق تھا۔ ورنہ اِس طرح نہ بھاگتا۔ صاحبقران اکبر نے آبشار کو
زاغ مہرہ دیا اور اُس نے شبا شب مہرہ تیار کر دیا

اب کچھ حال عسکریہ کا بیان ہوتا ہے

لاقوت جنی جسکو بوجہ اسم سلطنت لاقوت شاہ اور بسبب زورمندی لاقوت کوہ شکن

خطاب کرتے تہے ایک روز دربار عام کر رہا تہا۔ ناگاہ بابیل چار شاخ جو دربار شاہی مین سپاہ سالاری کا رتبہ رکہتا تہا حاضر ہوا اور سلاح و یراق صاحبقرانی پیش کئیے۔ لاقوت شاہ اس مژدہ سے خوش ہوا کہ صاحبقران چشمہ مین غرق اور سکون جنی کا لقمہ ہوا۔ فرتوت وزیر نے جسکو کمال شرارت کے باعث بدرگ کہتے تہے کہا۔ بابیل اسلحہ و لباس لاکر ہمین مطمئن نہین کرسکتا۔ اگر لوح لاتا البتہ ایک بات تہی اور یہہ خیال کہ سکون نے صاحبقران کو ہلاک کیا دانشمندون کے نزدیک قابل اعتماد نہین صاحب لوح کا ہلاک کرنا بچّون کا کہیل نہین ہے۔ برعکس میرا یہ خیال ہے کہ سکون نے صاحبقران کی اطاعت اختیار کی ہے مینے اُسکی ابلیس پرستی کو بہی کبہی باور نہین کیا۔ ضرور وہ تقیہ کرتا تہا جو مسلمانون کا شیوہ ہے

اس بحث نے طول کہنچا اور دوشنبہ کے روز خرمول کی غیر حاضری نے اہالی دربار عسکریہ کو بارسائی مضطر و بیقرار کیا۔ لاقوت شاہ نے حکم دیا کہ چند جاسوسان ہوشیار کوہ زاغان پہ جائین اور خرمول کی نیک و بد کی خبر صحیح لائین۔ اسی اثنا مین سلح خانہ کا ایک ملازم دوان و خیزان آیا اور کہا۔ اے بادشاہ شب گذشتہ سے داروغہ غائب ہے۔ بلکہ جس صندوق مین طلسم کشا کے یراق رکہے تہے وہ بہی نظر نہین آتا۔ اس خبر موحش سے لاقوت کے طائر ہوش نے پرواز کی اور وزیر سے پوچہا۔ اس حرکت کو کیا سمجہین۔ فرطوت نے کہا بس اسکے یہی معنے ہین کہ آبشار جنی ہی سامان تہا اور رحم سے بہ تقیہ کرتا تہا۔ یہہ گفتگو ہو رہی تہی کہ قہردن آبشار کا غلام حاضر ہوا اور صاحبقران کی کامیابیون کا احوال مفصل و مشرح بیان کیا۔ جب یہ امر محقق ہوگیا کہ صاحبقران

صحیح و سالم موجود ہے - لاقوت شاہ نے بابیل دیو کو صاحبقران کی مہم پر مامور کیا اور پانچہزار سترہ دیو اور اجنہ زبردست اُسکے ہمراہ کیئے

صاحبقران والا قدر نماز ظہر مین مشغول تہا کہ شہر کی طرف سے گرد تیرہ و تار نمودار ہوئی - سمکون نے شور کیا - یا صاحبقران اکبر حضور جلد نماز سے فارغ ہون فوج کفار قریب آ پہونچی - اُس کوہ تمکین نے باہستگی تمام نماز گذاری اور سلاح لگا کر زیر کوہ آیا - اِس عرصہ مین لشکر دیوان قریب پہونچا - صاحبقران اکبر نے بحکم لوح نیزہ و زہ سنان سے سوگز بدور دائرہ کہینچا اور سمکون و سیفا دیو آتشبار کو تاکید کی کہ بے اجازت دایرہ سے باہر قدم نہ رکہین

بابیل نے ایک دیو کوہ پیکر بقلوط دیوانہ نام کو مقابلہ کے واسطے بہیجا - اُس نے صاحبقران کو بہ آن قامت حقیر دیکھکر ایک چرخ مارا اور دست سراپا شکست اپنا بایں نیت اُسکی گردن کیطرف دراز کیا کہ بے تکلف لقمہ نان نکرے - صاحبقران اکبر نے اُسکے ہاتھہ کو پکڑ کر ایسا جہٹکا دیا کہ دیو اوندہا زمین پر گرا - بقلوط اُٹہا اور زودیوانہ وارا دہ پشت نہنگ صاحبقران اکبر کے سر پہ مارا - صاحبقران اکبر نے عیارانہ وہ ضرب سخت دفع کی اور ایک ہی ضرب شمشیر مین مثل خیار تر قلم کر دیا - سات دیو دیگر یکے بعد دیگرے مقابل ہوئے اور بہ ترکیب مختلف قتل ہو کر دار البوار کو پہونچے - جب جنگ مفرد کا کچھہ نتیجہ نہ دیکھا - بابیل کے حکم سے کل لشکر نے باحربہائے غیر مکرر یکبار حملہ کیا صاحبقران اکبر حسب ایمائے لوح دائرہ مین داخل ہو گیا جو مدعیوں کے حق مین دیوار آہنی کا حکم رکہتا تہا - چنانچہ حملہ اول مین قریب ایک ہزار دیو کے جہنم واصل ہوئے مابقی ایات غافت سراسیمگی مین بہاگے اور بابیل سے کہا - وہ کیا چیز تہی جسنے دیوون

کے مغز پاش پاش کیے۔ باہیل نے کہا میری رائے مین یہ سب ظہور لوح کا ہے۔ خیر
ایک بار اور حملہ کرو۔ حملۂ دویم مین دو ہزار دیو مغز پھٹنے سے مر گئے۔ لاچار پھر
جنگ مغلوبہ پر مائل ہوئے۔ صاحبقران دائرۂ محفوظ سے نکلا اور پس و پیش تیر دیون
کو قتل کیا۔ اُنکے تو لعین نے بار سویم یورش کر دی۔ صاحبقران اکبر پھر دائرۂ
مین داخل ہو گیا اور حملہ آور دیون کے سر پھٹ گئے۔ اُس وقت باہیل کو تاب
نہ رہی اور متامل ہوکر اور پشت مناسب نقشہ مینی کو گردش چرخ دیکر بایں قوت
صاحبقران نے فرق مبارک پر مارا کہ اگر کوہ ہوتا ریزہ ریزہ ہو جاتا۔ لیکن صاحبقران
جست زدہ دور ہو گیا۔ بار دویم باہیل نے چشم کشادہ ضرب ماری۔ صاحبقران
اکبر نے بہ ہدایت لوح ایک اسم بزرگ اپنے کف دست پر پھونکا اور پنجہ در پنجہ ہو کر
وہ حربہ باہیل کے ہاتھ سے چھین لیا۔ باہیل غضبناک ہو صاحبقران سے دست و بغل
ہو گیا۔ صاحبقران اکبر نے اُسکی شاخ مانند کو کہ وسط سر مین تھی مضبوط پکڑا اور پیچ
دیا۔ یہہ بھی لوح کا حکم تھا۔ باہیل گاو ذبیح کی مانند لوٹتا تھا اور دشنامہائے مغلظ
دیتا تھا۔ صاحبقران اکبر نے اُس مردود کے موئے سر کہ نہایت دراز و سرخ رنگ تھے
شمشیر سے قطع کیے اور اُنسے اُسکے ہاتھ پاؤن خوب مضبوط باندھے اور دایرہ مین
ڈالدیا

تیسری یورش کے بعد فقط تین سو دیو و جن باقی رہ گئے تھے۔ اُنہون نے جو باہیل
کو اِس حالت مین گرفتار دیکھا بالاتفاق دایرہ کے قریب آئے اور کہا۔ اے آدمزاد
اگر کچھ حوصلۂ شجاعت رکھتا ہے۔ اِس مقام سے باہر آ جہان دیوار غیبی حائل ہوتی ہے
صاحبقران اکبر۔ دائرہ کی حد سے نکل آیا اور اُس انبوہ مین در آیا۔ ہر چند کہ دیو

جنگ و حرب میں قصور نہ کیا تہے کہ صاحبقران نے لوح طلسم پیدا اور شروع ہو
کی برکت سے جز کسی تکان انکو کوئی ضرر نہ پہنچتا تھا۔ سیفان جنی ایک تنہا دیو
تو شعار ہے اُسنے جو صاحبقران اکبر کو اسقدر دیوون سے تنہا سرگرم جنگ پیکار
دیکھا وہ بھی مدد کو دوڑ پڑا۔ جنگ نہایت جنگ ہوا اور اکثر نابکارون کو قتل کیا جس
وقت اکثر دیو قتل ہوگئے۔ باقیون نے راہ فرار اختیار کی اور سیفان جنی کو گرفتہ و
بستہ لے گئے

جب میدان جنگ صاف ہوا صاحبقران فلک قدر دار الخلافہ میں تشریف لائے
پرکس دیکھا ان بدن سے حال ایسا غیر ہوا کہ ہوش سے جاتا رہا۔ جس وقت شام ہونی
تھی آبشار نے شمع روشن کی اور حکمون سے آب گرم اور روغن زیتون غیرہ
کی مالش کی جس سے صاحبقران والا شان کے ہوش درست ہوئے
مگر درد و ورم اعضا کیا ختم الاسلحہ بھی نہ اُتر سکے۔ بالیں سے کہا گر تو مجھے دوا
دے تیرے واسطے بہت دولت دینگے حکیم حاذق اور دوا مجرب لاؤن اور اسلام
اختیار کر دین۔ صاحبقران نے لوح کو دیکھا اُسنے یہ ارشاد کیا

اے طلسم کشا و اے زوج شہزادی لقا۔ ہرگاہ بوجہ جنگ نیکا تیری حالت ایسی
تباہ ہو جائے کہ زرہ و دیگر آلات حرب بدن سے نہ اُتر سکیں۔ اُس وقت سمکون
سے چشمہ سرحد کا پانی منگوانا اور اُسمین قدرے گوشت زاغ مہرہ دار ڈلواکر جوش
دلوانا اُس پانی سے غسل کرنا شفاء عاجل بخشیگا۔ بعد ازان کوہ پر جانا جس مقام
مین زاغ مہرہ دار کو ہلاک کیا تھا۔ وہان ایک درخت انار دیکھو گے۔ ایک انار
کا عرق نکالکر پینا۔ اس قدر قوت دماغ و تفریح قلب حاصل ہوگی کہ گویا شراب

دو آتشہ نوش کی۔ بلکہ یہی افشردہ انار اس طلسم مین بجائے رحیق مختوم جو تم نے طلسم سبعہ سیاع مین نوش فرمائی تہی تمہارے استعمال مین آئیگا۔ اس افشردہ کو ہمنے بلوہ نشاط افزا خطاب دیا ہے۔ یہہ شربت قدرے اپنے رفقا کو بہی دینا۔ بلکہ تین جام پے در پے بابیل چار شاخ کو پلانا۔ اُسکے دغا و نفاق کی حقیقت معلوم ہوجائیگی والسلام

صاحبقران اکبر نے بعد غسل افشردہ انار پیا جو ہندیانہ سے کلانتر تہا۔ اُس سے عجب طرح کی قوت و فرحت دل و دماغ کو حاصل ہوئی۔ لیکن ساتہہ ہی صبح دلکشا کا تصور بندہ اور صبح روشنگہر کی جانب بہی خیال نے رجوع کیا۔ سمکون و آبشار نے اس افشردہ کی آب و تاب سے تعریف کی۔ لیکن بابیل نے کہا یہ تو حنظل سے تلخ تر ہے۔ سمکون آبشار اُسکی گفتگو سے حیران ہوئے۔ صاحبقران اکبر نے فرمایا۔ بادشاہ نشاط افزا کا خاصہ ہے کہ مسلمان کو قند و نبات کا لطف دے اور منافق پر زہر کا اثر کرے جلد تر بابیل کچہہ اور رنگ لائے گا۔ فی الواقع چند لمحے کے بعد جب شربت طلسم نے معدہ مین کامل تاثیر کی اُس موذی نے بے تحاشا ہاتہہ پانو مارے اور کہا۔ او آدمزاد نامرد مجکو قتل کر یا آزادی دے تاکہ ایک بار اور تجہسے جنگ کرون اور تجکو دکہاؤن کہ بندگان ابلیس کس ہمت کے ہوتے ہین۔ صاحبقران اکبر نے فرمایا۔ تو چند بار عہد قبول مسلمان ہونیکا ارادہ کرتا تہا۔ بابیل نے بسخت زبانی کہا۔ خبردار پہر اب کلمہ کفر زبان سے نہ کہنا۔ میرا ہر موئے بدن خداوند ابلیس پر نثار ہے صاحبقران اکبر نے استغفار پڑہا اور روح کی اجازت دیکے اُسے کہولدیا

بابیل آسمان کیطرف پرواز کر گیا اور بدو خبرے دلی قریب ظہر کے اس شان و

ترکیب سے وہان آیا کہ بچا مین قفس نو گرگ ایک سینچ آہنی مین پڑے ہوئے تہے نرس چند تنگ ہائے شراب بغل مین تہین۔ اُس ملعون نے وہ سامان خورد و نوش زمین پر رکہا اور جب تک صاحبقران اکبر نماز سے فارغ ہوئے تہے شراب پی اور گوشت کہایا۔ بعد ازان کہا۔ اے جوان طلسم کشا لقب۔ اگرچہ وہ شربت بد مزہ تہا لیکن مجہے اُس نے حد سے زیادہ نفع کیا۔ مین پہلے جس سالکان قامت کجہ نہ تمام شکار کرتا تہا۔ اب حمد اندال ہی مین گرفتار کر لیتا ہون۔ ہوشیار رہو جاکہ بد بتر ہوگیا۔ لیکن چند روز کی مہلت دے تاکہ شراب و کباب کہاؤن اور رخصت کردن۔ صاحبقران اکبر نے لوح کو دیکہا۔ یہہ عبارت نظر آئی

"کچہہ مضائقہ نہین۔ دیو کو رخصت دو اور خود یہہ اسم پڑہیو۔ فی الفور ایک جوان چہل سالہ ادہم جنی نام حاضر ہوگا۔ ایک مرکب اُسکے ہمراہ ہوگا جسکا نام مشکفام ہے اُس مرکب پر سوار ہونا اور عنان اختیار اُسی کو سپرد کر دینا۔ وہ تمکو زیر قصر خضر پہونچا دیگا۔ والسلام"

صاحبقران اکبر نے بابیل کو رخصت کیا اور خود توسن مشکفام پر سوار ہوکر صفہ نہ گانہ کے قریب پہونچا جس وقت پشت زمین سے قدم اُتارا۔ مرکب طلسمی تیر شہاب کی مانند نظر سے غائب ہوگیا۔ ابو الحسن جوہری و دیگر امرا مطلع ہوکر استقبال کے واسطے آئے۔ صاحبقران اکبر نے سرگذشت طلسم سنائی اور حکیم اخشیجان کو کتاب خوالی کا حکم دیا

داستان صاحبقران اعظم و معظم شاہزادہ خورشید تاج بخش

ہم نے یہہ قصہ دلپذیر جلد ہشتم مین یہانتک بیان کیا تہا کہ صاحبقران اعظم بعد صحت شہرا ہوا انکے ایک قصر بانضا الحرسدہ یہ قصر دلپذیر مین مقیم ہے اور طلحہ شیرزور رفقائے صاحبقرانی مین داخل ہوے ہے۔ راوی کہتا ہے کہ اکثر صاحبقران اعظم صبح کے وقت حارث تاجدار کی ملاقات کے واسطے دربار شاہی مین جاتا ہے اور حارث تاجدار ہمیشہ بوقت شب صاحبقران اعظم کی خدمت مین حاضر رہتا ہے ایک دن شاہزادہ والا تبار حسب دستور دربار مین رونق افروز تہا۔ ناگاہ خواجہ رشید بصری جو ایک سر برآوردہ سوداگر تہا حاضر ہوا اور اسنے اثنائے گفتگو مین کہا کہ سلطان سیف الدولہ بہرام شاہ چیند ایام سے عجب مصیبت مین گرفتار ہے پسر خورد شاہزادہ بدر منیر شکارگاہ سے ایسا مفقود الخبر ہوا کہ گویا کبہی یہ دنیا پر اُسکا سایہ ہی نہ پڑا تہا اور فرزند کلان شاہزادہ خورشید تاج بخش عالم رویا مین کسی نازنین مجہول الاحوال پر فریفتہ ہوکر براہ دریا ایک طرف روانہ ہوا بلکہ بادشاہ نے سنا ہے کہ کشتیان طوفانی ہوئین اور شاہزادہ مع رفقا تختہ ہائے شکستہ پر مختلف اطراف کو بہ گئے

اس بیان کے ختم کرنے کے بعد خواجہ رشید نے شاہزادہ کو دیکہا اور تصویر ہنگاکر مقابل کی۔ شاہزادہ نے ہرچند انکار کیا مگر خواجہ رشید کے یقین مین خلل نہ آیا جب حارث تاجدار کو اس معنی کی صحت کلی ہوگئی کہ یہ شاہزادہ نامدار بادشاہ مغرب کا لخت جگر ہے۔ فوراً تخت پر سے نیچے اُتر آیا اور بزبان منت التجا کہا۔ اے شاہزادہ عالم و عالمیان ہرچند کہ جس وقت سے مین تیرے دیدار سے مشرف ہوا ہون بخدائے لایزال اپنے کو بالا زمر اور تجکو ذی النعمت سمجہتا ہون

مگر ایک نوع کا شبہ ضعیف سا رہتا تھا۔ الحمد للہ کہ وہ شبہ بھی دفع ہوا۔ اب
مجھسے یہ بے ادبی و گستاخی نہیں ہو سکتی کہ باوجود موجود ہونے آقازادہ کے
تخت پر قدم رکھوں۔ بس مناسب مصلحت یہی ہے کہ بدولت و سعادت
اورنگ جہانبانی پر جلوہ فرما ہوں۔ صاحبقران اعظم نے فرمایا۔ اے بادشاہ کریم الطبع
تم ناحق مجھ پر ستم کرتے ہو۔ تا وقتیکہ ارحم الراحمین میرا مقصد دلی بر نہ لائے گا تخت
شاہی بد تر از تختہ تابوت سمجھوں گا۔ عاقبت تاجدار نے مجبور تخت شاہی پر غاشیہ
لطف غلاف ڈلوا دیا اور خود بھی صاحبقران اعظم کے برابر کرسی پر بیٹھ گیا

صاحبقران اعظم حصہ کے وقت نہایت مکدر و ملول باغ دلپذیر میں تشریف
لایا۔ وقت شب خواجہ رشید مصری صاحبقران کی ملاقات کے واسطے حاضر
ہوا اور ایک لاکھ دینار سرخ پیش کر کے کہا۔ یہ محصول بادشاہ والاجاہ
کے ہیں۔ جب سلطان بہرام شاہ نے ضعو کی کشتی کی تباہی کا حال سنا تمہاری
تصویر کا ایک ورق بغرض تفحص ہر ایک سوداگر جہان گرد کو دیا۔ اور
فرمایا۔ جہاں اس آوارہ بحر سرگردانی سے ملو تو رقعہ اسکو دو اور تسلیاں کر دو
کہ اب ہمیں کے درد فراق کا خیال کرے۔ بعد ازاں سوداگر نے ایک کاغذ ملفوف
دیا۔ شاہزادہ نے جو لفافہ کو دیکھا حکیم استغلینوس الہی کی مہر ثبت تھی۔ صاحبقران
اعظم نے بصد شوق مہر آنکھوں سے لگائی اور بہزار آرزو کاغذ کو کھولا۔

اسمیں لکھا تھا

اے فرزند ذوالاحتشام و اے شاہزادہ خورشید صاحبقران اعظم خاطر
تیری بہمہ وجوہ جمع رہے کہ ایام پراگندگی جمعیت و شادمانی سے بدل ہو گئے

اور رب العالمین حسب مراد وصال جانان سے کامیاب فرماویگا۔ البتہ اثنائے
تلاش جانان مین فی الجملہ شدائد و مصائب پیش آئینگے۔ اُس وقت فضل و کرم الٰہی
پر نظر رکہنا اور ہمدردی و فرزانگی ایام سخت کو دفع کر دینا یہہ بہی یاد رکہو کہ
ہر دردمند کا شریک درد ہونا ہر حال مین جزو ایمان سمجہنا

سعی کن در کار خلق کردگار ۔ تا کند کار تو ہم پروردگار

ہمارے گمان مین تمہارا علم و دولت و اقبال اول شہر اہواز مین بلند ہوگا اُس
شہر کے باہر ایک قصر عالی حکیم سکندر کا بنایا ہوا ہے جو ایک سوداگر عالی مرتبہ
تہا۔ حکیم موصوف نے جو بے اولاد تہا خزانہ وافر اور سامان کثیر اُس قصر مین
امانت رکہہ کر اُسکے دروازے پر سہل طلسم باندہا ہے۔ اگر تم اپنا جشن صحت
برپا کرنا چاہو تو اُس قصر کے مال و متاع کو اپنا ملک خاص سمجہو۔ در قصر کے راست
چپ دو درخت چنار کے ہین اور دو جانور زرد رنگ دراز قد عجیب الخلقت
اُن درختون کی شاخہائے بلند پر رات دن بیٹہے رہتے ہین۔ ہرچند کہ اور
جانوران مختلف رنگ بہی درختون پر جمع ہونگے۔ تم اُنہین دونون جانوران
بالانشین زرد رنگ سے غرض رکہنا۔ جب نصف شب گذرے گی اور ستارہ
نصف اللیل وسط فلک مین پہونچے گا وہ دونون جانور باہم تبدیل مقام
کرینگے یعنی مرغ دست راست جانب چپ اور مرغ دست چپ جانب راست
ہو جائے گا۔ اُنکو بنظر غور دیکہنا۔ چند لمحے کے بعد وہ جانوران طلسمی درخت پر
سے آسمان کیطرف پرواز کرینگے۔ اور اوج ہوا پر بطریق غلیواز یعنی چیل
کے پر و بازو پہیلا کر اپنی زبان حیوانی مین کچہہ کہینگے اُس وقت ایک تیر

جانگداز باین قادر اندازی ایک جانور کے شکم پر مارنا تاکہ دوسری سمت سے بھی پہلو سے
گذر جائے۔ وہ جانوران تیر خوردہ غلطان و پیچان اُس شب کیطرف آئینگے اور انہی
پر و بازو قصر کے دروازے پر مارینگے۔ ہرگاہ خون اُنکا تختہ ہائے در پر لگیگا
فوراً دروازہ کھل جائیگا۔ بہ دولت و اقبال دروازے مین قدم رکھنا۔ وسط دروازہ
مین ایک دیو بلند قامت مہیب صورت تمپر حملہ کریگا۔ بہ ضرب شمشیر آبدار اُسے قتل کرنا
بعد ہلاک ہونے دیو کے ایک پیر مرد مقدس شکل دست گرفتہ قصر مین لیجائیگا اور جو
جنس و متاع امانت رکھا ہے تمہاری نذر گذرانیگا۔ والسلام

صاحبقران اعظم کو جسقدر والدین کے رنج و پریشانی کی خبر سے قلق ہوا تھا اُسی قدر
حکیم بزرگ کے نامہ کی مطالعہ سے مسرت حاصل ہوئی اور بہ لب تبسم بہ خواجہ رشید سے تتمہ سفر
کی ملاقات کی کیفیت پوچھی۔ سوداگر نے کہا جس وقت مین ملک مغرب سے نکلا چند روز کے
بعد میری کشتی ایک ساحل مینو سرشت پر پہونچی۔ میں نے وہان قیام کیا اور دوسرے دن قبل از
طلوع آفتاب شکار کو نکلا۔ ایک ہرن کے عقب مین ایسا سرگردان ہوا کہ مردمان
ہمراہی بھی نہ پہونچ سکے۔ اُسی سرگردانی مین ایک شیر غرش کنان میری طرف آیا۔
مین اُسکے خوف سے پشت مرکب سے اُترکر ایک درخت بلند پر چڑھ گیا۔ اُس شیر نے مرکب
کو ہلاک کیا۔ اِس عرصہ مین دو شیر نر و مادہ وہان آئے اور میری ہلاکت کی غرض سے
درخت کے گرد چکر باندھا۔ مجھے اُس وقت بجز دعا و مناجات کچھ علاج نظر نہ آتا تھا
چند مرتبہ تیر مارے۔ مگر خطا کی۔ اُسی یاس و بیم کی حالت مین ایک بزرگ نقابدار شیر نر
کی پشت پر سوار وہان تشریف لایا اور اُس نے اُن شیرون کو للکارا۔ وہ تینون شیر
نقابدار کی ہیبت سے ایسے بھاگے کہ نظر نہ آئے۔ وہ بزرگ بہ سبک خرامی زیر درخت

آیا اور فرمایا - اے خواجہ رشید درخت سے اُتر - مین لرزان و ترسان درخت سے
اُتر آیا اُس بزرگ عیسیٰ نفس کا قدمبوس ہوا - نقابدار نے کہا - شاید بادشاہ سیف الدولہ
نے تجھکو کچھ زر نقد دیا ہے جب تو وہ امانت صاحبقران اعظم شاہزادہ خورشید
تاج بخش کو ادا کرے ہمارا یہہ رقعہ بھی پہونچا دینا - رقعہ دیکر وہ فرشتہ خصلت
جس طرف سے آیا تھا تیر شہاب کی مانند اُسی طرف روانہ ہو گیا طرفہ تر یہہ
ہے کہ جبتک رقعہ میرے پاس رہا نہر نظر نہین آئی - اب حضور کے ہاتھ مین
پہونچکر پہر نمودار ہوئی

صاحبقران اعظم نے اُس شب سر شام مجلس برخاست کی اور جب پانچ ساعت
شب گذری سوار ہوکر قصر سکندر کے نزدیک پہونچا - فقط سریع السیر ہمراہ تھا
جلو سے اسپ بہتر کو دی اور بہ ترکیب مندرجہ رقعہ جانوران زرد رنگ کو
ہلاک کیا - اُنکے خون کی تاثیر سے دروازہ کہل گیا صاحبقران اعظم نے دروازہ
مین قدم رکہا ہی تہا کہ ایک دیو بلقیس ہیکل حبشی جسکے قد کی درازی لااقل سو گز
کی ہوگی مقابل ہوا اور رچو بدست آہنی بقوت تمام صاحبقران کے فرق مبارک
پر لگائی صاحبقران نے بعد دفع کرنے اُس ضرب سخت کے شمشیر صاعقہ سکندری
سے دیو کو مثل خیار تر قلم کیا - بوقت ہلاک ہونے دیو طلسم کے ایسی آند
ہی چلی کہ عالم تاریک ہو گیا جب تاریکی برطرف ہوئی صاحبقران اعظم قصر مین
داخل ہوا اور مہتر سریع السیر کو بدین فہمایش رخصت کیا کہ صبح میرے رفقا
یہان لے آنا

اُس وقت آخر شب تھی تمام قصر مین شمع و چراغ کی روشنی ہو رہی تھی

اور چار طرف سے بوے مشک و عنبر چلی آتی تھی۔ چند قدم کے بعد ایک پیر مرد
ریش سفید الباس بصورت روبرو آیا اور باادب بعد سلام فتح طلسم کی مبارکباد
دی۔ صاحبقران نے فرمایا۔ اے بزرگ اپنا حسب نسب و دیو دروازہ نشین و دیگر
حالات قصر بیان کرتا کہ میری حیرت رفع ہو۔ اوس نے کہا میرا نام سالغ جنی ہے اور
دیو مردود کا نام خر خفیا تھا اور وہ جانوران زرد رنگ بھی خر خفیا کے فرزند
تھے۔ ایک کا نام مہلا اور دوسرے کا فیلاد تھا۔ خواجہ سکندر ایک حکیم خدا شناس
صاحب علم و عمل تھا۔ اوسکی رحلت کو سو برس کا زمانہ گذرا ہوگا جب اوسکو از روے
علم نجوم دریافت ہوا کہ مرگ قریب ہے۔ اوس روشن ضمیر نے یہ قصر فلک پایہ بنایا اور
تمام عمر کا اندوختہ جو حساب سے زیادہ ہے بطریق امانت اس قصر میں رکھا اور
مجھے نگہبان موکل اور خر خفیا کو شریک خدمت کیا۔ اب حضور اپنی امانت لیں

خاتمہ تقریر پر سالغ جنی نے ایک صندوقچہ مقفل صاحبقران کے روبرو
رکھدیا اور کہا اس صندوقچہ کی کنجی اپنا دست حق پرست سمجھیے۔ صاحبقران
اعظم نے انگشت سبابہ سے صندوقچہ کو کھولا۔ اوسمین سے ایک لوح نکلی۔ لوح پر
بزبان عربی یہ ذیل کی عبارت ثبت تھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم و اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ اے شاہزادہ والا بخت
تاج بخش بن سیف عالم ولد بہرام شاہ۔ ہمنے یہ قصر تمہارے واسطے تعمیر کیا ہے تمہارا
تولد ہمایون ایک ایسے حکیم زبردست کی توجہ باطنی سے وقوع مین آئیگا جو علم
و عمل میں ہمسر سقراط زمان و افلاطون دوران اور اپنے جد کلان حکیم سقلینوس الٰہی
کے نام سے مشہور آفاق ہوگا اور اوسی حکیم کی دعا ہی سے تم اس قصر مین داخل

ہوسگئے تمکو بہ دولت داخل ہونے اس طلسم کے اہل ہواز کی دعوت کے واسطے روپیہ کی ضرورت ہوگی - اگر اس متاع قلیل کو قبول اور مجھ عاجز ترین بندگان الٰہی کو ثواب فاتحہ سے مشکور کرو تو تمہارے اخلاق عمیم سے بعید نہ ہوگا - درگاہ رب العزت سے امید واثق ہے کہ تم بعد سرگشتگی اپنی محبوبہ صاحب خواب کے وصال حقیقی سے بہرہ اندوز ہوگے - لیکن یاد رکھو - اس دنیائے فانی کی کوئی شئے قابل اعتبار نہین خوبی اسی مین ہے کہ سب کچھ کرو مگر خدا کو نہ بہولو اور خلق خدا سے بہ سلوک و مدارات پیش آؤ - والسلام

صاحبقران اعظم بعد مطالعہ لوح سجدہ شکر بجا لایا اور حکیم سکندر کی روح مطہر کو ثواب فاتحہ بخشا - بعد ازان قلیل نقد و جنس ملاحظہ فرمایا - مابقا کا سیاہ ساغر جنی نے نذر گذرانا - انبار ہائے زر نقد کے علاوہ ظروف طلائی و نقرئی اور اسی طرح دیگر اسباب و سامان شاہی بافراط موجود تہا - ان الجملہ ایک حجرہ سے پانچ دست سلاح لعل نگار مع ایک جام مرصع کار نکلے - ساغر جنی نے کہا - اس جام کا ساغر کدورت زدا نام ہے - اگر کوئی جن و انسان ایسے کسی درد و الم مین مبتلا ہو کہ کسی پہلو قرار نہ آئے اس ساغر مین شراب پیئے جام اول ہی مین تمام حزن و ملال اسکا دفع ہو جائیگا - صاحبقران نے فرمایا - اسی جام کو اس قصر کی علت العلل سمجہنا چاہیئے

جب صبح صادق طالع ہوئی - ساغر جنی نے کہا اب مجھے حضور بالفعل رخصت بخشین اگر ایام حیات باقی ہین - بہر خدمت اقدس مین حاضر ہونگا - صاحبقران اعظم نے بہ اکراہ ساغر جنی کو رخصت دی اور خود ایک تخت مرصع نگار پر آرام فرمایا

یہان مہتر سریع السیر مرکب سواری طویلہ مین پہونچ کر سو رہا اور صبح رفقائے صاحبقرانی سے کہا۔ رات سے صاحبقران بستر خواب سے غائب ہین اس حادثہ سے ہر ایک کے طائر ہوش نے پرواز کی۔ حارث تاجدار سب سے زیادہ مضطر و بیقرار تہا۔ جب مہتر نے دیکھا کہ ہر ایک رفیق مخلص صادق ہے خندہ زنان قصر سکندر کے طلسم کی فتح کا حال بیان کیا۔ حارث تاجدار اور دوالافطرت وزیر نے متفق زبان کہا۔ اے مہتر والا قدر تیرے شاہزادہ کے صاحبقران روزگار ہونے مین کیا شک ہے۔ ہم نے بہی ایک منجم کامل کی زبان سے سنا تہا کہ طلسم قصر سکندر ایک بادشاہ فلک قدر صاحبقران بحر و بر کے ہاتہہ سے مفتوح ہوگا

القصہ حارث تاجدار و شاہزادہ دلشیر بن حارث و شاہزادہ خسرو شیر دل و مہتر سریع السیر و طلحہ شیر زور و خواجہ رشید بصری و خواجہ شمس نابینا و وزیر دوالافطرت خورم و خندان قصر سکندر مین داخل ہوئے صاحبقران اعظم نے نظر بر احسانات ملک حارث کی سرو قد تعظیم دی اور بہ منت و التجا اُسی تخت پر اپنے پہلو مین بٹہا لیا۔ مجلس عیش و طرب گرم اور نقارہ ہائے طلسمی سے صدائے تہنیت و مبارکباد بلند ہوئی۔ اُس قصر مین سی پیشکش کارخانہ ہائے شاہی کے ساتہہ چند نقارے بہی تہے اور نقارہ بزرگ مین بہی جسکا کوس دولت نام تہا بوقت نوازش مبارکباد کی صدا آتی تہی

عین گرمی نشاط مین ایک شخص بوضع قاصدان حاضر ہوا اور اُس نے ارضیائے عابد کا رقعہ حارث تاجدار کو دیا۔ اُسمین لکہا تہا۔ اے بادشاہ ہوا نہ مین تجہسے رخصت ہوکر براہ راست مدینۃ الحکما مین پہونچا حکیم صاحب تشنہ لبیئانہ رکہتے تہے

ناچار ہمنے اپنے مسکن کیطرف معاودت کی - دریائے شور مین ایک کشتی مختصر بے
ملاح باد سحر سے تند تر ہمری کشتی کی جانب آئی - جب نزدیک پہونچی معلوم ہوا
کہ جناب حکیم بزرگ سوار ہین - ہمنے بعد ملاقات تمہارے مہمان ہیانے کی تمام کیفیت
بیان کی - حضرت نے طالع وقت دیکھا اور فرمایا - تم جاؤ - اُس شاہزادہ بلند
بخت صاحبقران عصر کا ہر جا و مقام مین حافظ حقیقی نگہبان ہے جو شے محافظ
جان اُسکے پاس سے گم ہو گئی تہی وہ بمدد اقبال ساعد ملگئی اور اب وہ تندرست
ہے - مین کچھ اور دریافت کیا چاہتا تہا کہ وہ کشتی تیر خدنگ کی مانند نظر سے
غائب ہو گئی - والسلام

صاحبقران اعظم نے فرمایا - بجواب رقعہ ارضیائے عابد کی خدمت مین تمام
سرگذشت لکھدو اور ہماری طرف سے شکر احسان اور شوق ملاقات
تحریر کرو

وہ دن اور شب عیش و عشرت مین گذرا - دوسرے روز حارث تاجدار
نے رخصت طلب کی - صاحبقران اعظم نے فرمایا فی امان اللہ - مگر مین جلد تمہی
صحت کا جشن برپا کرنا چاہتا ہون - اُن ایام مین حضرت کو شب و روز یہان
بسر فرمانا چاہئے - ملک حارث نے کہا مجھے کیا عذر ہے الا یہ شرط ہے کہ حضور
اپنا حال زبان درفشان سے بیان فرمائین - صاحبقران اعظم نے فرمایا علاوہ عیش و
عشرت کے کوئی شغل بہی لابد ہے - سو ہم ایک مجلس افسانہ مقرر کرینگے
ہر ایک حاضر الوقت اپنا اپنا قصہ بیان کریگا

صاحبقران اعظم نے خسرو شیردل و مہتر سریع السیر کو جو شب روز دونو کی تیاری کی

کا حکم دیا۔ اُنہوں نے ایک مہینے کے عرصہ مین تمام سامان جمع کیا۔ شہر اہواز
مین جملہ بہ جملہ مطبخ گرم ہوئے اور طلاء نا خرد اور زر نقد مہیا کیا گیا اور رقص
و سرود کے لئے طائفے معین ہوئے۔ شہر سے تا قصر روشنی چراغان اور آتشبازی
کا انتظام ہوا۔ قصر مین دو محفلین عام و خاص تجویز ہوئین۔ محفل عام مین سلطنت
اہواز کے ارکان سلطنت شریک ہوتے تھے اور بزم خاص صاحبقران اعظم
اور اُسکے رفقا کے لئے مخصوص تھی۔ چار ہزار خلعت ہائے گرانبار زرمع رقوم
جواہر بے بہا حارث تاجدار کے امرائے سلطنت و اکابر لشکر کے واسطے تیار
کئے گئے تھے

ایکدن صاحبقران اعظم عصر کے وقت حلقہ رفقا مین ساغر کدورت زدا مین تجرع
الحمد روح افزا کر رہا تھا کہ خواجہ سعید بصری ملک التجار جو ان ایام مین سعید
سیاہ پوش مشہور تھا در قصر پر حاضر ہوا۔ والا فطرت باجازت اُسکو مجلس خاص مین
لایا۔ صاحبقران اعظم نے بزبان لطف و کرم اُسکا حال دریافت کیا۔ خواجہ نے
بعد دعائے طویل عرض کیا۔ مین بوجہ گم ہونے پسر و فقدان پسر کے زاویہ نشین غم والم
ہون۔ اِن ایام مین ایک شب مین اسقدر مضطر و بیقرار تھا کہ کسی پہلو آرام
نہ آتا تھا۔ قریب صبح میری آنکھ بند ہو گئی۔ عالم خواب مین ایک مرد مقدس جسکی
صورت مینے تمام عمر نہ دیکھی تھی تشریف لایا اور مجھسے فرمایا۔ اے سعید بالفعل
تجھے شہر اہواز مین جانا اور جشن صاحبقرانی مین شریک ہونا لازم ہے
وہان مجلس افسانہ منعقد ہوگی۔ تو بھی اپنا قصہ سنانا۔ عجب نہین کہ خداوند عالم
تیرا مطلب دلی بر لائے۔ اِس بیمیر غلام کو اِس رویائے صادق سے اسقدر

تقویت قلب حاصل ہوئی کہ سالہا سال کی کدورت زائل ہو گئی۔ صاحبقران اعظم نے فرمایا۔ بہت خوب۔ آج سے ہم نصف شب تک مجلس عیش و نشاط گرم کرینگے اور بعد نصف شب جلسہ افسانہ منعقد ہوگا

اس گفتگو مین شام ہو گئی اور صاحبقران واسطے عبادت کردگار کے مکان خلوت مین تشریف لایا۔ ابھی نماز و وظیفہ سے فراغت حاصل نہ ہوئی تھی کہ ساغر جنی حاضر ہوا اور بعد سلام عرض کیا۔ شب گذشتہ حکیم سکندر عالم واقعہ مین تشریف لائے اور فرمایا کہ صاحبقران اعظم مجلس افسانہ مقرر کرنا چاہتا ہے۔ لازم ہے کہ برج مینا مین یہ مطلب حاصل کیا جائے جو اسی غرض کے لیئے ہمنے بنایا تھا۔ اُسمین متعدد حجرے ہین۔ ایک ایک حجرہ ہر ایک صاحب واقعہ کو دیا جائے اور جو شخص صاحب سیر گذشتہ ہو وہ صاحبقران کی خدمت مین حاضر رہے۔ اگر کوئی عورت پردہ نشین صاحب وقائع ہو اُسکو حجرہائے بالا مین سے کسی حجرہ مین بٹھا دینا مناسب ہے جو ایوان مجلس کی دو طرف بطور شہ نشین بنے ہوئے ہین۔ صاحبقران اعظم نے فرمایا۔ ہمنے تصرف کے تمام باغ اور عمارات کی وقتاً فوقتاً سیر کی ہے اب تک برج مینا ہماری نظر سے نہین گذرا۔ ساغر جنی نے کہا۔ اثر طلسم کے سبب سے برج مذکور نظر خلائق سے مخفی ہے۔ حضور میرے ہمراہ قدم رنجہ فرمائین

صاحبقران اعظم ساغر جنی کے ہمراہ برج مینا مین تشریف لایا۔ اس زینت و سامان کا برج دیکھا کہ شاہان عالم کو میسر نہ تھا۔ تمام در و دیوار صیقل و جلا کے باعث آئینہ حلبی کا حکم رکھتے تھے اور ایک تخت مرصع نگار وسط برج مین رکھا تھا اور گرد و اطراف زیر و بالا متعدد حجرے وسیع بنے ہوئے تھے ساغر جنی

رخصت ہوا اور صاحبقران اعظم نے اُس برج مین جلوس فرمایا۔ سب سے اول الملک حارث تاجدار نے اپنے والد مرحوم کا قصہ سنایا۔ خواجہ شمس و خواجہ سعید تجار جو نابینا تھے اور کامل نوجوان جو خواجہ شمس کا پسر سمجھا جاتا تھا ایک ایک حجرہ مین داخل ہوئے اور عشرت افزا کو مہتر سریع السیر نے ایک حجرہ بالا مین ٹھہا دیا

قصہ اسد تاجدار پدر حارث تاجدار

ایک دن میرا والد بزرگوار اسد تاجدار دیوان عام مین تخت زرنگار پر متمکن تھا کہ خواجہ حمید سوداگر جو مدت سے پادشاہ کیخدمت مین بہ سوغ رکھتا تھا آیا اور تحائف عالم پیش کئے۔ ازانجملہ ایک مرقع تصاویر تھا۔ بادشاہ نے ہر ایک تصویر بنظر خریداری دیکھی۔ قضارا اُسمین ایک تصویر زنانہ اس حسن دلاویز کی نظر سے گذری کہ باوجود ضبط و خودداری بادشاہ نے بے اختیار ہائے حسرت زدہ کا نعرہ مارا اور خواجہ حمید سے پوچھا یہ تصویر کس نازنین کی ہے۔ اُس نے کہا صاحب تصویر کا نام ملکہ محبوبہ گل اندام حلبی ہے جو ملک سرو جمیل کجکلاہ بادشاہ ملک حلب کی دختر بلند اختر ہے۔ اسد تاجدار نے وزرا تمام کو تخلیہ مین بلایا۔ ہر ایک امیر نے اپنے فہم کے موافق مشورہ دیا۔ جب عالی فطرت وزیر کی نوبت آئی۔ اُس نے عرض کی شہریار۔ بادشاہ حلب ستر ہزار سوار جنگ گذار اور اُسی قدر پیادہ ہائے آتشبار کی جمعیت رکھتا ہے اور سلطان روم سے اُسکی کچھہ قرابت ہے اور ہماری سلطنت مین ہمہ جوہ بائیس ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت ہے۔ لہذا بہ منت و خوشامد کار براری مناسب

ہے۔ اسد تاجدار نے عالی فطرت کی رائے باثواب کو پسند کیا اور ایک نامہ مع تحائف تیار کر کے وزیر کو خدمت رسالت پر مامور کیا

ملک سر خیل نے اپنے وزیر کو استقبال کے لئے بھیجا اور بعزت سب دربار مین بلایا مگر مضمون نامہ سنکر ایسا غضبناک ہوا کہ عالی فطرت کو فوراً واپسی کا حکم دیا جس وقت عالی فطرت بے نیل مرام واپس آیا بادشاہ نے ہائی کا نعرہ مارا اور جام ہلاہل کے اختیار کرنیکا حکم دیا۔ خواجہ حمید نے کہا۔ حوالی بصرہ مین ایک کوہ بلند ہے اُسپر زمانہ دراز سے ایک مرد زاہد مرتاض شیخ جمال عاملی نام مقام گزین ہے علاوہ عابد و متقی ہونے کے عامل کامل ہے حضور ایکبار شیخ کی خدمت مین چلین۔ بادشاہ نے بے تامل تہیہ سفر کیا۔ روز چہارم قریب شام وہ قافلہ زیر کوہ پہونچا۔ دوسرے دن علی الصباح خواجہ حمید جو زاہد سے تعارف سابقہ رکھتا تہا کوہ پر گیا۔ اور بادشاہ کی ملاقات پر راضی کیا

شیخ نے نظر بہ اسم سلطنت سروقد تعظیم دی اور نہایت تپاک سے مصافحہ کیا۔ بادشاہ نے اشیاء نفیسہ و زر نقد نذر کیا۔ زاہد نے جو شے ماکولات سے تھی قبول کی۔ مابقا مسترد کر دیا اور احوال سنکر چالیس روز جریدہ کوہ پر رہنے کا ارشاد فرمایا۔ بادشاہ نے وزیر عالی فطرت کو اپنا نائب مقرر کر کے مع دیگر ہمراہیون کے رخصت کیا۔ خواجہ حمید شہر بصرہ مین چلا آیا بادشاہ کے واسطے دو غلام خدمت کے واسطے حاضر رہے

شیخ جمال عاملی نے ایک مصور نازک قلم کو بلایا اور اُس سے ایک رتق

تصویر اس طرح کا تیار کرایا کہ اسد تاجدار اور ملکہ گل اندام باہمی روبرو بالمقابل
بیٹھے ہین۔ بعد ازان اسد تاجدار کو ایک عمل تصور تعلیم کیا اور فرمایا کہ ایک چلہ
پڑھو اور اس تصویر کو دیکھتے جاؤ جب تو صورتین قرار واقعی لوح سینہ و صفحہ
خاطر پر نقش ہو جائین اس ورق کو علیحدہ رکھدینا اور چشم بند ان صورتون
کے تصور مین توجہ کامل مشغول ہونا۔ تا اختتام چلہ یعنے چالیس روز تک بجز
غذائے مقررہ اور کچھ نہ کھانا

بادشاہ ہوا نے ایک گوشہ مین چلہ ختم کیا اور حسب ہدایت شیخ بہ لباس
تجار جانب حلب روانہ ہوا

اب ملکہ محبوبہ گل اندام حلبی کا حال سنو جب اسد تاجدار کو دس روز چلہ مین گذر گئے
محبوبہ گل اندام نے عالم خواب مین ایک جوان کو بہ لباس شاہی تخت پر متمکن دیکھا
اور صورت و وضع مین پسند کیا۔ دوسرے عشرہ کے بعد پھر ایک شب اسی جوان کو
خواب مین دیکھا اور کچھ گفتگو بھی ہوئی۔ لیکن تیسرے عشرہ کے بعد بلباس تجار دیکھا
اب ملکہ کا عشق درجہ افراط کو پہونچا اور حال زار اسکا ہمنشینون پر طشت از بام
ہو گیا چنانچہ دایہ کے اصرار پر خواب ہائے گذشتہ کی کیفیت بیان کی۔ اس نے کہا۔ یہ نو
جوان صاحب خواب بادشاہ ہوا ہے۔ چند روز گذرے ہین۔ اُس نے اپنے
وزیر کو باستدعائے نسبت بھیجا تھا۔ مگر بادشاہ نے نہ مانا۔ محبوبہ نے کہا۔ لازم ہے
کہ بادشاہ ہوا کے حالات دریافت کرو اور ہمین مرقع سلاطین منگا کر اسکی تصویر
دکھا دو۔ دایہ نے ایک سرہنگ کو ہوا زمین بھیجا۔ اس نے واپس آکر سب احوال
بیان کیا۔ اور ہر مرقع مین اسد کی تصویر نہ تہی اُسکے والد غضنفر تاجدار کی تصویر

تہی سگر اُسی تصویر پر غور کرنے سے ملکہ کو صاف ثابت ہوگیا کہ اُسکا مطلوب اسد تاجدار ہے

اسد تاجدار بصرہ سے روانہ ہوکر موصل مین پہونچا اور وہان کے حاکم علقمہ زنگی کے پاس بعض کم قیمت اشیا فروخت کین۔ موصل سے حلب مین پہونچا اور ایک اسمٰ کا جو شیخ عالی نے بتلایا تہا ورد کرتا ہوا ملک سرخیل کی دربار مین حاضر ہوا۔ سرخیل کج کلاہ کو یک نگاہ اسد سے محبت مفرط پیدا ہوگئی اور جلئے لایق پر بٹہایا۔ اسد نے تمام اجناس و اسباب بادشاہ کی نذر سے گذرانا۔ بادشاہ نے ایک چیز دوسری چیز سے تحفہ و بہتر دیکھی اور اُسمین سے اپنے نذر یک لاکھ روپے کی قیمت کا اسباب جدا کیا۔ خواجہ اسد نے کہا۔ قبلہ عالم یہ متاع قلیل توشکخانہ مین داخل کرا لیجئے مین دوسرے فقرہ قیمت پیش کرونگا۔ لیکن سرور داخل نہ کی اور سرخیل کو مجبور کیا کہ اُس اسباب کو بطور تحفہ و ہدیہ قبول فرمائے منصب و عہدہ کی طرف بہی رغبت نہ کی۔ ناچار ملک سرخیل نے خواجہ اسد کو اپنے ساتہہ ایک ہی دسترخوان پر کہانے کا حکم دیا۔ اسد ہر روز ایک شے تحفہ پیش کرتا تہا اور اسم بزرگ کا ہر دم ورد کرتا تہا تاکہ سرخیل کے دلمین اُسکی محبت ترقی کرے اور اِس بات کے درپے نہ ہو کہ خواجہ اسد اصل مین کون ہے

اسد صبح و شام ورد وظائف کیلئے صحرا مین بہی جاتا تہا۔ ایک دن ایک کوہ سبز و خرم پر گذر ہوا۔ اُسی کوہ پر ایک گوشہ مین اوراد خوانی شروع کی۔ اثنائے ورد مین کیا دیکہتا ہے کہ ایک اژدہا سیاہ باکفچہ زہرآلود ایک طرف سے پیدا ہوا اور ایک گوسپند کو ہی اسنے اُسکو کہالیا۔ چند لمحہ کے بعد ایسی مست ہوئی کہ ہر طرف

دیوانہ وار پھرتی تھی اور بہ آواز بلند شور مچاتی تھی۔ آخر اُسنے استفراغ کیا
اور کف سبز و سپید رنگ اُسکے حلق سے نکلی۔ جس وقت اُس کف کو ہوا لگی
مثل سنگ بلور منجمد ہوگئی۔ اسد تاجدار نے نبرد سے فارغ ہوکر اُس کف منجمد کو
جو نادزہر ہے اور مار مہرہ کہلاتی ہے بازو پہ باندھ لیا

اسد اُس کوہ سے روانہ ہوکر دربار مین آیا۔ دیکھا کہ بادشاہ مع وزرا و امرا
کمال ملول ہے۔ اسد نے باعث ملالت دریافت کیا ملک سرخیل کج کلاہ نے
کہا۔ علقمہ زنگی حاکم ہیجل نے جو دو لاکھ سوار و پیادہ کی جمعیت علاوہ بذات خاص ایک
جوان پلیتن غول پیکر ہے۔ محبوبہ گل اندام کی نسبت کا پیغام دیا ہے اور بحالت
انکار جنگ کی دہمکی دی ہے۔ خواجہ اسد نے کہا۔ کچھ تشویش کی بات نہین ہے
اگر علقمہ سے حضور کو نسبت منظور نہین۔ انکار تحریر فرمائین۔ رہی جنگ سو اِس
سلطنت مین بھی فوج و لشکر تیار و مستعد ہے

جس وقت علقمہ زنگی کی نظر سے جواب نامہ گذرا بالشکر قاہرہ حلب کیطرف
کوچ کیا۔ چند روز مین اُسکے لشکر کے خیام نواح حلب مین برپا ہوئے۔ جاسوسون نے
ملک سرخیل کو خبر کی۔ وہ بھی بالشکر جرار شہر سے باہر نکلا۔ شہر سے دو منزل تلاقی
عساکر واقع ہوئی۔ دوسرے روز دونو لشکر صف آرا ہوئے اور ایک پہلوان
نامی قلواق زنگی نام علقمہ کی اجازت سے میدان مین آیا۔ سمرین حلبی اُسکے
مقابلہ کے واسطے گیا اور قلواق کو قتل کیا۔ علقمہ کو قلواق کے قتل ہونے کا اِسقدر
صدمہ گذرا کہ بذات خاص سمرین کے مقابلے کے واسطے آیا اور اُسکے علاوہ
بندرہ پہلوان دیگر لشکر حلب کے قتل کیے۔ ہر کسی سردار و پہلوان کو تاب مقابلہ کی نہ

اسد تاجدار نے ایام قیام حلب مین ایک ہزار آدمی شریف ونجیب زادی جمع کیئے تھے۔ اُنکی جمعیت سے ایک طرف میدان رزم کے صف لبستہ کھڑا تھا جس وقت ملک سرخیل کو درماندہ دیکھا نہایت شان وشوکت سے معرکہ رزم مین آیا اور علقمہ زنگی کے مرکب کو اس زور سے تگاور دی کہ دس قدم پس پا ہوگیا علقمہ نے پیچ وتاب کہا کر باین چالاکی وچستی اسد تاجدار کے سینہ مین نیزہ مارا کہ اگر ہوشیار نہ ہوتا صاف سینہ سے گذر جاتا۔ بارے بہ مدد نیزہ دانی اپنے نیزہ سے اس طرح ضرب حریف دفع کی کہ نیزہ علقمہ کے ہاتھہ سے نکل گیا۔ اِسی طرح ضربات عمود کلہ عمود پر دفع کین۔ علقمہ کی نظر مین معرکہ کین سیاہ ہوگیا اور شمشیر خون آشام غلاف سے نکالکر بقوت تمام اسد تاجدار کے سر پر لگائی۔ اسد تاجدار نے سپر فولادی پر ضرب شمشیر دفع کی اور دست راست بند دست مین ڈالکر ایسا پیچ دیا کہ قبضہ شمشیر علقمہ کے ہاتھہ سے نکل آیا اور وہی تلوار اس ضرب سخت سے علقمہ کے سر پر لگائی کہ سپر اور خود ومغفر کو مثل قرص پنیر چاک کرتے ہوئے برق لامع کی صورت قاش زمین تک پہونچی۔ بوقوع اسکے لشکر موصل نے اسد پر حملہ کیا۔ اسکے ہمراہی اور لشکر حلب نے اسد کی کمک کی۔ فی الجملہ ایسی سخت جنگ مغلوبہ واقع ہوئی کہ دوست ودشمن تمیز نہ ہوتا تہا۔ آخر اہل موصل نے شکست فاش کہائی اور ملک سرخیل نقارہ نوازان اسد تاجدار کو شہر مین لایا اور یہہ قرار دیکر کہ محبوبہ گل اندام سے اسد تاجدار کا عقد کیا جائے دو چار روز کے واسطے دشت حرا مین شکار کے واسطے گیا جسمین دیگر شجر وگل کے علاوہ گل والالہ کی نہایت کثرت تہی تین روز تو ملک سرخیل اور اسد تاجدار نے بالاتفاق شکار کیا اگر روز

چہارم علیشہ علیحدہ شکار کو گئے۔ ملک سرخبیل نے ایک آہوے تیر خوردہ کی عقب مین اسقدر دوڑ ادہش کی کہ مردمان ہمراہی سے جدا ہوگیا۔ رفتہ رفتہ وہ ہرن ایک درخت کے قریب گرا۔ بادشاہ نے بدست خود ذبح کیا اور بنشاط لینے سائیس سے کہا۔ اسد کو اسی مقام مین بلالا۔ بادشاہ ہمہ تن کباب پزی مین مصروف تہا کہ ایک مار سیاہ بانچہ زہر آلود بیخ درخت سے نکلا اور سر انگشت پا مین کاٹا۔ چند لمحہ مین بادشاہ کا تمام بدن از سر تا پا سبز ہوگیا۔ اتنے مین جلوس شاہی بہی وہان پہونچے۔ امرا نے جو بادشاہ کو حالت مرگ مین مبتلا دیکھا اُنہون نے تا بہ دامن گریبان چاک کیے۔ حکما نے بے در پے دوائین پلائین مگر کچھ فائدہ نہ ہوا بلکہ لمحہ بہ لمحہ ہنگام نزع قریب تر ہوتا تہا

اسد تاجدار شام کے وقت شکار سے واپس آیا۔ اُس نے جو بادشاہ کو اِس حال بد مین گرفتار دیکھا مہرہ بازو سے کہولا اور عرق گلاب مین گہس کر چند قطرے بادشاہ کے حلق مین ٹپکائے۔ وہ قطرے گویا آب حیات تھے۔ بمجرد اُترنے حلق سے بادشاہ نے چند بار استفراغ کیا اور تا صبح اثر زہر رگ و پے سے دفع ہوگیا

جب ملک سرخبیل کج کلاہ کے ہوش و حواس درست ہوئے اپنے پہلو مین ایک ہی تخت پر اسد تاجدار کو سوار کیا اور کمال اعزاز و احترام سے شہر مین لایا اور اپنے بازوے خانہ سے جسکا لقب شاہ بانو اور حسینہ خاتون نام تہا مشورہ کرکے محبوبہ گل اندام کو اسد سے منسوب کیا۔ محبوبہ اسد کا نام سنکر دل سے متوجہ ہوچلی تہی مگر پیشہ تجارت کی وجہ سے متنفر ہوتی تہی جب نسبت کا موقع قریب آیا طرزانہ

دائیہ کے اہتمام سے اسد کی تصویر حاصل کی۔ اُس وقت یقین ہوا کہ اسد تاجدار میرا مطلوب بلباس تجارت آیا اور میرا تعبیر خواب اسی واقعہ کا مظہر تہا

ملک سرخیل کج کلاہ نے چند روز کے بعد سامان عروسی کے مہیا کرنے اور شہر کے آئینہ بند ہونے کا حکم دیا اور ابواب عیش و طرب چار طرف کہلوا دیئے۔ اسد تاجدار نے بہی بہ تکلف عیش و عشرت کا سامان کیا اور اِس کام کے لیئے لوگوں سے مخفی اہواز سے زر کثیر منگوایا۔ شب عقد قاضی شہر نے اُن دو گوہر بحر شوکت و سلطنت کا حسب احکام شرعی عقد باندھا۔ اُس وقت اسد نے اسم دوئم پڑھا جس سے یہ مراد تہی کہ لوگ پہچان لین۔ اکثر آدمی حضار مجلس سے ایسے تہے جنہوں نے اسد تاجدار کو اہواز مین تخت شاہی پر متمکن دیکھا تہا۔ اب جو اُنہوں نے اسد تاجدار کی صورت زیبا دیکھی فوراً پہچان لیا اور ملک سرخیل کو اس معنی کی مبارکباد دی کہ داماد تاجر نہین ہے بلکہ بادشاہ۔ اُس وقت بادشاہ کے اصرار سے اسد تاجدار نے اپنی سرگذشت بیان کی۔ ملک سرخیل درگاہ باری مین سجدہ شکر بجالایا اور اِس مسرت مین ایک ہفتہ دیگر جشن کو طول دیا

چند روز مین ملکہ محبوبہ گل اندام حاملہ ہوئی۔ ملک سرخیل نے اسد تاجدار سے تقاضا کیا کہ تا تولد فرزند حلب مین قیام کرے۔ اسد تاجدار نے منظور کیا لیکن اِس بات کو ہنوز تین ماہ کا عرصہ منقضی ہوا تہا کہ عالی فطرت وزیر کی عرضی بدین مضمون پہونچی کہ خیلوس پر زور نے جو ایک دہقان سرکش ہے بالشکر ہا تین اہواز کا قصد کیا ہے۔ ملک سرخیل کج کلاہ نے چار ناچار رخصت دی۔ ملک اسد تاجدار دس ہزار سوار خوش اسپ خوش سلح کی جمعیت سے کوچ درکوچ

اپنے ملک کو روانہ ہوا اور اُس وقت شہر اہواز مین پہونچا کہ غنیم نے مثل
نگین انگشتری محاصرہ کر رکہا تہا

اسد تاجدار نے ایک نعرہ مردانہ مارا اور خیلوس کو لپیٹ مین لیکر مقابل طلب کیا
خیلوس مردانہ مقابل ہوا اور چند لمحہ داد مردانگی دی پر آخر اسد تاجدار کے
ہاتہ سے قتل ہوا اور اُسکی فوج سہل جنگ دو ضرب مین ہزیمت یافتہ گریز
کر گئی

اسد تاجدار کی مادر ضعیفہ فرزند کے رنج جدائی مین نابینا ہوگئی تہی - ایکبار پہر شیخ
جمال عالی کی خدمت مین گیا شیخ مرض الموت مین مبتلا تہا - اُس نے قدرے سرمہ
دیا اور دفن و کفن کے واسطے وصیت کی - اسد تاجدار کو اپنے مربی کی وفات
سے کمال قلق ہوا - گریان و نالان تجہیز و تکفین سے فراغت حاصل کرکے ماں
کی خدمت مین پہونچا - بقدرت ربانی اُس سرمہ کے اثر سے اُس ضعیفہ کی آنکہین
روشن ہوگئین - ملکہ درگاہ خدا مین سجدہ شکر بجا لائی اور پسر سے کہا - تم جلد
اپنی عروس کو حلب سے طلب کرو شایستہ ہے کہ ایام وضع حمل قریب ہین مناسب
یہی ہے کہ میرے روبرو ولادت واقع ہو

بادشاہ حلب نے اسد تاجدار کے نامہ پہونچنے پر ملکہ حمیدہ کو باہتمام تجمل
فوج کے روانہ اور دایہ طرزانہ کے ساتھ اور مسلم نوجوان کو اُس لشکر کا افسر مقرر
کیا - وہ قافلہ منزل بمنزل ایک کوہ پر جہاں کے دامنہ مین پہونچا جس سے
شہر اہواز چار منزل تہا - ملکہ نے وہان مقام کیا اور عصر کے وقت سیتان
کو وضع حمل کا ناگاہ درد زہ شروع ہوا - جمیلہ دایہ کی دختر بہی حاملہ تہی اور اُسکو

حمل کو بھی نو ماہ ہو گئے تھے۔ دونوں نے زیر درخت ایک چشمہ کے کنارے توقف
کیا اور کنیزوں سے فرمایا تم کوہ کا سیر و تماشا دیکھو۔ وہ درد لحظہ بہ لحظہ بڑھا اور مخدرہ
دونوں کے بطن سے ایک ہی وقت میں پسران آفتاب جمال و ماہ مثال پیدا
ہوئے

ہنوز ان زنان دردکشیدہ کا دم بھی قائم نہ ہوا تھا کہ گوشہ کوہ سے ایک شیر بیک
اجل غرش کنان وہاں آیا جمیلہ بانو نے کہ بمقابلہ ملکہ محبوبہ کے توانا و چست
تھی اپنے فرزند کو بغل میں لے لیا۔ مگر ملکہ محبوبہ کو بوجہ نازپروری فرزند کے
اٹھانے کی ہرگز جرأت نہ ہوئی۔ جب مرکبوں پر سوار ہو کر زیر کوہ پہونچیں محبوبہ
کمال اندوہ فراق پسر میں زار زار روئی۔ جمیلہ نے اپنا فرزند ملکہ کے حوالہ کیا
اور کہا کہ اسد تاجدار کے عتاب سے تم اور ہم جملہ خدام بجز اسکے محفوظ نہیں رہ سکتی
کہ تم اپنے پسر کی ہلاکت کا نام نہ لو

حارث تاجدار نے کہا۔ یا صاحبقران الاشان۔ اب حضور رضائے حقیقی کی قدرت
و حکمت کا حال سنیں۔ وہ بچہ شیر کی نظر سے پوشیدہ رہا اور اسکو دوسرے روز
حکیم فلاطوس اٹھا لایا۔ یہ شخص کسی زمانہ میں تجارت کرتا تھا۔ جب حکمت و عبادت
کے خیال نے غلبہ کیا۔ اس کوہ کے متصل ایک قریہ میں اقامت اختیار
کی چونکہ دولت اولاد سے محروم تھا اُسنے اُسکو متبنی کیا اور حارث نام رکھا
ہاں ملک اسد تاجدار حکیم فلاطوس سے اعتقاد رکھتا تھا جب اسلم کا لڑکا جسکو
بادشاہ اپنے زعم میں اپنا فرزند سمجھتے تھے چار برس کا ہوا۔ حکیم کے سپرد کیا
اُس نے حارث اور اسلم کی یکجا تعلیم و تربیت شروع کی۔ حارث نہایت

تند ذہن تھا اور اسلئے زاد و ذکی ذہن حارث چند سال مین گوے سبقت
لیگیا اور بادشاہ اُسکو مانند فرزندون کے عزیز رکھنے لگا

جب یہ دونو بچے بارہ برس کے ہوئے تو اسپہر جمیل نے کلاہ دنیا سے انتقال
کیا۔ بادشاہ اسہوا انسے حسب وصیت بادشاہ طلب اسکے فرزند کا سبب کا
بادشاہ کیا تین برس کے بعد ایک اسقدر بدا ہی بیمار ہوا اور تخت
اسنے حارث کو اپنا ولیعہد کیا حکیم طلاطوس نے آسمان کیطرف دیکھا
اور کہا۔ سبحان اللہ مالک الملک تعز من تشاء وتذل من تشاء۔ حارث
تاجدار نے پوچھا آپنے حکیم صاحب۔ حکیم زادہ اور شاہزادہ مین بلحاظ مراتب
دنیاوی البتہ فرق ہے لیکن واقعی حکمت بھی ایک رتبہ اعلی رکھتی
ہے۔ بہرحال تنے اسقدر تعجب کیون کیا حکیم نے کہا۔ اس اقبال نے جس طرح
ترقی پائی ہے اُس سے محض قدرت باری ظاہر ہوتی ہے۔ اسکو مین
جنگل سے لایا اور تربیت کیا مغرور کر خدا کی جانب سے اس سے
محبت پیدا ہوئی اور آخر بادشاہ کیا

بادشاہ اس قصہ کو سنکر متحیر ہوا اور لڑکے کے سبب سے ذکر کیا۔ اُسنے حکیم
طلاطوس کو پس پردہ طلب کیا اور فرمایا۔ حارث ایک شال مین لپٹا ہوا
تھا۔ حکیم نے کہا۔ صحیح ہے اور وہ شال طلب کرکے پیش کی۔ اُس وقت ملکہ
طلبی سے حارث کا صحیح قصہ سنایا۔ بادشاہ کو بعد تنقیح اس معاملہ کے اسقدر
مسرت قلب حاصل ہوئی کہ وہ مرض سبب بالکل دفع ہوگیا۔ مگر بار دگر
تخت شاہی پر جلوس نہ کیا۔ بدستور حارث اپنے فرزند کو حکمران رکھا

جب ملکہ حارث تاجدار نے اپنا قصہ ختم کیا صاحبقران اعظم نے فرمایا
اے بادشاہ اہوانہ ہما کہ تمہاری سرگذشت عجیب ہے جس طرح ایزد مسبب الاسباب نے
تمہارے باپ کا مقصد دلی بر لایا۔ دعا کرو کہ میرا مقصود بھی حاصل ہو۔ بعد ازان
ملکہ خاتون المعروف عشرت افزا سے جو حجرہ بالا مین مقیم تھی کہلا بھیجا۔ ہم
تمہارے قصے کے سننے کے کمال مشتاق ہین۔ اُس نے بعد دعا و ثنا اپنی سرگذشت
حرف بحرف سنائی۔ بالآخر اپنے شوہر سعد نوجوان کے رنج مفارقت مین
زار زار روئی۔ خواجہ سعید بصری نے اسقدر داد بیداد اور نالہ و فریاد کی
کہ ہوش سے جاتا رہا۔ جب ہوش مین آیا عرض کیا۔ یا صاحبقران ثریا مکان
مین ہی اُس سعد نوجوان کا پدر تیرہ مراد ہون جسکا حال پرملال حضور نے سنا
اور یہ دختر بد اختر میری عروس ہے۔ صاحبقران اعظم نے فرمایا انسان کو
جامع المتفرقین کی جناب سے کسی حال مین مایوس نہ ہونا چاہیئے۔ عجب نہین
کہ بیٹے سے بھی ملو

عشرت افزا اپنی داستان مین جس جگہہ ملکہ زہرہ جبین ختائی کا نام
لیتی تھی گویا ایک نشتر جان خراش صاحبقران اعظم کے دل و جگر مین لگتا
تھا اور خود بخود حالت غیر ہو جاتی تھی جس وقت عشرت افزا نے ملکہ مرقومہ
کی داستان وحشت نشان بیان کی صاحبقران اعظم سے ضبط نہ ہو سکا۔ بے اختیار
ایک نعرہ حلق سے نکل گیا۔ مہتر سریع السیر نے کہا۔ یا صاحبقران خورشید
رفعت ہمکو گمان قوی ہوتا ہے کہ یہی ملکہ خداوان روزگار ممدوحہ کی ثابر فرحت بخش
ہے۔ صاحبقران نے فرمایا۔ اگرچہ گمان تیرا [illegible] نہ ہے۔ الا یقین

طبیعت نہیں ہوتا۔ بہرحال دل سے یہ دعا نکلتی ہے کہ خدا اُس نازنین صاحب
کرم و وفا کا مطلب دلی جلد تر بر لائے

اِس گفتگو میں خواجہ شمس نے آکے شربا بہ کہینچی۔ صاحبقران اعظم نے
فرمایا۔ خان صاحب اب تم اپنا قصہ سناؤ

قصہ خواجہ شمس سوداگر

خواجہ شمس نے بچشم تر بان اول دعائے طول دی۔ بعد ازان کہا میرے
باپکا نام زید اصباح تہا اور وہ قبیلہ حمیریہ کا بادشاہ تہا جو نواح یمن مین
ایک مشہور قبیلہ ہے میرے باپ کو اولاد ہونے کی نہایت تمنا تہی۔ بارے
آخر عمر مین مین پیدا ہوا جب مین بہ عمر پنج سالگی پہونچا۔ صالح ذوضر تبین
بادشاہ قبیلہ بنو تمیم نے چڑہائی کی اور میرا باپ اسکے ہاتہہ سے قتل ہوا۔
اِس دار و گیر مین میری دایہ مجکو لیکر محل شاہی سے نکل آئی اور بوقت
فرصت شہر سے نکلکر ایک طرف روانہ ہوئی چند روز کے بعد قزاقون نے
ہمکو پکڑ لیا اور ایک سوداگر خواجہ نصیر کے پاس فروخت کیا۔ دایہ نے خواجہ
نصیر کو اصل درد پایا میرا حال بدرستی راست اُس سے کہا۔ اُس نے مجکو اپنی فرزندی
مین لیا اور ایک معلم دانا کے سپرد کیا۔ اُس نے دیگر علوم و فنون سکہائے
مجکو ہنر جنگ و مبازرت بہی سکہایا

جب میرا سن تربیت سال دوازدہم پہونچا دایہ بیماری سے قضا کی اور
اُس سے پانچ برس بعد خواجہ نصیر نے قضا کی۔ مجکو لازم تہا کہ دایہ اور خواجہ

نصیر کی وصیت کے موافق اپنا ملک موروثی فتح کرتا لیکن دل نے راہ نہ دی اور پیشہ تجارت پر قناعت کی

سال دوم مجھکو زمین حجاز کی سفر کی ضرورت ہوئی۔ اسلئے راہ مین جو ایک میدان شکارگاہ کو نکلا۔ ایک مرد نقابدار میرے روبرو آیا اور اُس نے بہ آواز ہیبت ناک مجھسے پوچھا۔ اے شخص تو کون ہے کہ ہمارے شکارگاہ خاص مین شکار کھیلتا ہے۔ بعد ازان نیزہ میرے سینہ مین مارا۔ مینے مردانہ وار اُسکے ہاتھ سے نیزہ چھین لیا۔ بمجرد اس حرکت کے اُس نے پردہ نقاب بلند کیا۔ یا صاحبقران فلک تخت جب پردہ نقاب کیا دور ہوا۔ گویا ماہ چاردہ ظلمت ابر سے باہر آیا۔ کیا دیکھتا ہون کہ ایک نازنین حور وش پری تمثال اس صورت و شکل کی بازیان عربی نژاد پر سوار ہے جسکے شعاع حسن عالم آرا کے مشاہدہ کی آنکھ کو تاب نہ ہوتی تھی۔ مین ہزار جان اُسپر فریفتہ ہوگیا۔ اُسنے کہا۔ اے مسافر میرا نام لیلی سیاہ چشم اور میرے باپ کا نام عامر سیاہ خیمہ نشین ہے۔ اگر تجھے مجھسے کچھ تعلق دل پیدا ہوا ہے میرے باپ سے خواستگاری کر

مین دوسرے دن عامر سیاہ خیمہ کے پاس گیا اور بعد ملاقات تحائف گران قیمت نذر گذرانے اور حرف مطلب درمیان لایا۔ اُس نے میر الحسب دریافت کرکے لیلی سیاہ چشم کا مجھسے عقد کردیا چند روز کے بعد عراق عرب کی طرف روانہ ہوا عراق مین ایزد متعال نے مجکو اس شکل و صورت کا فرزند نرینہ عطا فرمایا جسکے خطوط پیشانی سے آثار شجاعت و دلیری بخوبی ظاہر و ہویدا تھے مینے نام اُسکا خسرو شیر دل رکھا وہ اسقدر صاحب ہوش و فہم و قند ذہن

تہا کہ قلیل زمانہ میں علوم مروجہ و فنون متداولہ کی تعلیم سے فراغت حاصل
کی۔ لیکن جب وہ سیزدہ سالہ ہوا اُسکی ماں نے قضا کی اور جب تیرہ برس
کے سن میں مجھسے جدا ہوا۔ خبر نہیں کہ جیتا ہے یا مرگیا۔ ہم نے بیٹے اُسکی ماں
کی ماتم داری سے فارغ ہوکر سفر دریا کیا اور وہ ہمراہ تہا۔ ایکبارگی ایسا
طوفان شدید آیا کہ کشتیاں پارہ پارہ ہوگئیں۔ میرا لخت جگر اُن ایام میں پانچ برس کی
میں کبھی ساحل پہ وارد ہوا کرتا تھا اور گاہ صحرا میں خاک اُڑاتا تہا۔ وہاں
ایک درویش باخدا کا تکیہ تہا۔ اُس نے مجھے اپنے پاس بلایا اور میرا
اسم میرے قلب پر پہونچا اور کہا بدستور اپنا کاروبار کر انشاء اللہ تیرا
پسر طوفان خوردہ بارے دیگر پہر تجھسے زندہ و سلامت ملیگا

ملک حارث تاجدار بادشاہ نے پوچھا یا خواجہ بزرگ سرگذشت
نامرضیہ کو کسقدر عرصہ گذرا ہے۔ خواجہ شمس نے کہا تیس برس کا زمانہ گذرا ہے۔
حارث تاجدار نے کہا یہ کامل نوجوان کب پیدا ہوا۔ خواجہ شمس نے کہا۔
آج تک میں نے کسی سے کامل نوجوان کی حقیقت بیان نہیں کی۔ مگر اس محفل
بابرکت صاحبقران دوران میں کہ جہاں بیٹھے سب حال بیان کرتا
ہوں

جب خسرو شیر دل مغفور الخبر ہوگیا۔ میں نے اُس درویش کامل کے ارشاد سے
پہر خرید و فروخت شروع کی اور اول سے زیادہ مال و اسباب فراہم ہوگیا۔
ایک روز چند نفر زنگی ایک کنیز حسینہ میرے پاس لائے۔ میں نے اُسکی قیمت دیکر
اُسکو خرید لیا۔ شہر شام میں خواجہ جمشید ملک التجار کا پسر فرزند جمیل اُس کنیز کا

عاشق ہوا۔ مینے کہا۔ مین اس کنیز کو بجاے فرزند سمجھتا ہون۔ البتہ اگر اسکے عوض مین کوئی جوان لایق مجکو ملے تو مین اسکا عقد تم سے کر دونگا۔ چند ماہ کی بعد جمیل اس جوان کو میرے پاس لایا۔ مینے اسکو بہمہ وجوہ پسند کیا اور اپنی فرزندی مین لیا اور اس کنیز کا خواجہ جمیل سے عقد کر دیا۔ کامل خود کو جمیل کا غلام بتلاتا تہا اور جمیل اس سے کہترانہ پیش آتا تہا۔ مین اسکی لیاقت اور شجاعت سے خوش ہون۔ مگر افسوس ہے کہ یہہ ملول رہتا ہے۔ مزید برآن اپنا حال نہین بتلاتا

صاحبقران اعظم سمجہا کہ ہمارا رفیق خسرو شیر دل اس سوداگر کا پسر ہے خسرو شیر دل اُس وقت مجلس عام مین تہا۔ اُسکو بلا کر کہا۔ اہل مجلس تمہارے قصہ سُننے کے مشتاق ہین۔ خسرو شیر دل نے جب قصہ اپنا یہانتک بیان کیا کہ اُسکی کشتی دریاے اندلس مین طوفان کے صدمہ سے ایک طرف بہ گئی۔ خواجہ شمس نے اپنے حجرہ مین سے بے تحاشا شور و غل کیا اور کہا مجہے حجرہ سے نکلنے کی اجازت دیجیے جس وقت خواجہ شمس حجرہ سے نکلا۔ خسرو شیر دل نے باپ کو پہچانا نالہ رہینا باتو زہسو ہوا۔ خواجہ شمس نے بہی مثل جان عزیز سینہ سے لگا لیا لہذا دونون غلبہ شوق سے پدر و پسر بیہوش ہوگئے اور ایسے بیہوش کہ کسی تدبیر سے ہوش مین نہ آئے۔ ناگاہ سالغ جنی داروغہ قصر حاضر ہوا اور اُس نے صاحبقران اعظم سے عرض کی بشہریار۔ فلان حجرہ مین فلان طاق پر حکیم سکندر نے کتاب طلسم کا راز بستہ رکہا ہے۔ اُسکا پڑہنا شوق سے بیہوش ہونے والون کی حیات ... اور ... فراق سے نابینا ہونے والون کو روشنی بے انداز بخشتا ہے

صاحبقران عمیم الاحسان نے بنفس نفیس حجرہ مین سے گلاب طلسمی کا شیشہ لایا اور چند قطرے دونون کے مونہ مین ٹپکائے۔ بفور اس عمل کے پدر و پسر ہوش مین آگئے۔ بعد ازان خواجہ شمس کے دیدہائے بے بصر پہ گلاب مذکور ملا۔ آنکھین روشن ہوگئین۔ خواجہ شمس وخسرو شیر زال بعد ادائے سجدہ شکر صاحبقران اعظم کے قدمبوس ہوئے

اُس وقت کامل نوجوان خواجہ شمس کے پسر خواندہ نے خواجہ سے کہا اے بزرگ اس ساعت سے زیادہ کوئی ساعت مسعود ومحمود نہ ہوگی کہ مدت دراز کے بعد پدر و پسر کی باہم ملاقات ہوئی۔ اِس لیئے مین التماس کرتا ہون کہ میرے حق مین بھی دعا کرو اور اجازت دو تو مین بھی اپنا قصہ صاحبقران بلند مکان کی خدمت مین عرض کرون۔ صاحبقران اعظم نے فرمایا۔ ہان صاحب تمہارا قصہ بھی خالی از غرابت نہوگا۔ بجائے خواجہ صاحب کے ہم اجازت دیتے ہین

قصہ کامل نوجوان

کامل نوجوان نے اول دعا دی۔ بعد ازان عرض کی۔ یا صاحبقران اعظم۔ غلام خواجہ سعید تاجر کا فرزند شوم بخت ہے۔ اصل نام میرا سعد نوجوان ہے۔ بحسب اتفاق مین اپنے والد کے ساتھ روم مین گیا۔ وہان خواجہ نظام جہانگیر کی دختر ماہ جاتون پہ عاشق ہوا۔ بعد عقد مطلوبہ کو ہمراہ لیا۔ طوفان سے کشتی ٹوٹی اور ہم دونو بحر فرقت فرنگی کی قید مین گرفتار ہوئے۔ سر دزقے نے مجکو خواجہ کبیر کے پاس فروخت کیا۔ اُس سوداگر کا ایک فرزند صاحب جمال کریم الطبع حسام نام تھا۔ ایکدن اثنائے شکار مین ایک خوک وحشی نے جو قدر وقامت مین خیمہ کے برابر تھا خواجہ حسام

پدر حشام کے باپ مین ہمراہ تہا۔ وہ درندہ میرے ہاتہہ سے ہلاک ہوا حشام نے سفارش کر کے اپنے باپ سے مجھے خط آزادی دلوا دیا۔ مین بھی اُنسے علیحدہ نہ ہوا تہا کہ شام مین وارد ہوئے۔ وہان چین سے ایک سوداگر آیا۔ اُسکے پاس بیشتر کنیزان چینی پری تمثال تہین۔ ایک کنیز کے خواجہ حشام اور ایک اور سوداگر زادہ خواجہ القم دو نو خواہان ہوئے۔ اور آخر حشام نے وہ کنیز خرید لی۔ القم نے رنجیدہ ہوکر ایک شب دو غلام حبشی الاصل خواجہ حشام کی ہلاکت کے واسطے بہیجے۔ اتفاق سے مین بیدار رہتا مین بہی باشمشیر عریان اُنکے عقب مین ہو لیا جس وقت حبشیون نے مجھے دیکھا۔ اُنمین سے ایک جوان میری طرف آیا اور دوسرا محلسرا مین گیا۔ مین ایک کو قتل کر کے دوسرے کے تعاقب مین گیا۔ وہ ایک اوچھی سی ضرب حشام کی پیشانی پر لگا چکا تہا۔ مینے اُسکو دوسری ضرب کی فرصت نہ دی اور ایک ہی ضرب مین کام تمام کیا۔ حشام اور اُسکے باپ نے خوش ہوکر مجھے مال کثیر دیا اور چاہا کہ مین خویشون کی طرح اُنکے پاس رہون اور تجارت کرون۔ مگر مجھے ملکہ خاتون کی تلاش مدنظر تہی۔ کسی امر کو منظور نہ کیا اور ایک طرف روانہ ہوا

چند قدم شہر سے دور ہوا تہا کہ ایک نوجوان وجیہ کو دیکھا۔ دیوانہ وار ہر طرف پہرتا تہا اور لباس کو پہاڑتا اور نالہ و فغان کرتا تہا۔ اُسکے چند ملازم و خدمتگار بہی اُسکے پس و پیش پہرتے تہے۔ مینے ایک ملازم سے اُسکا حال پوچہا یا صاحبقران فلک ایوان اُس نے کہا۔ اِس جوان کا نام جمیل بن جمشید ملک التجار اور خواجہ شمس کی ایک کنیز کا عاشق زار ہے۔ مین اُسکا قصہ مفصل سنکر پیشتر روانہ ہوا۔ ناگاہ ایک درویش سرخ چشم مہیب صورت گوشہ بیابان سے میرے پاس

آیا اور بہ نظر تند و تیز مجکو دیکھا۔ مینے خوف زدہ چار دینار بہ پیش کیئے۔ فقیر نے نہ
لیئے اور رہا۔ وگر میری صورت دیکھی۔ مین لرز گیا مگر پہر دل کو سنبہال کر پوچھا۔
فقیر صاحب۔ تم مجھے کیا بنظر غور دیکھتے ہو شاید کوئی شاخ خلاف خلقت بنی آدم
میرے سر پر ہے۔ فقیر نے بلب خندہ ریز کہا۔ البتہ شاخ محبت و ہمدردی
تیرے سر پر موجود ہے۔ دوئم تو درد رسیدہ ہے۔ محبوبہ تجھسے جدا ہوگئی ہے۔ خاطر جمعی
رکھ جلد تر اُسکی ملاقات سے خورسند ہوگا بشرطیکہ تو بہی کسی کا شریک درد ہو۔
یاد رکھ تا وقتیکہ اپنے کو مبتلائے جہان نہ سمجھے گا عزیز درگاہ خدا نہ ہوگا۔ یہ کہکر
فقیر صاحب نظر سے غائب ہوگئے۔ مین اس معمے کو نہ سمجھا اور اسی فکر مین شہر کی طرف
چلا آیا۔ دوسرے روز پہر بہی وان شہر گیا جمیل شامی کو بدستور گریان و نالان
دیکھا اور وہی شخص بچشم میرے پاس آیا اور وہی کلمات کہے۔ مینے کہا حضرت
مفصل فرمائیے کہ کسکا شریک درد ہوں۔ درویش نے خندہ کنان کہا۔ اے شخص عجب
بیوقوف ہے۔ ہر روز بچشم خود ایک تماشا دیکھتا ہے اور پہر نہین سمجھتا۔ مین اور کچھ
پوچھا چاہتا تھا کہ فقیر صاحب مثل باد تند روانہ ہوگئے

مین سمجھا کہ فقیر صاحب خواجہ جمیل کی غلامی کی ہدایت کرتے ہین جمیل کے پاس گیا
اور تخلیہ مین احوال پوچھا۔ اُسنے بچشم گریان خواجہ شمس کی کنیز کی نسبت جسکا
جبینی نام تھا اپنی فریفتگی طبیعت اور خواجہ شمس کی شرط سخت کی حقیقت بیان کی
مینے خواجہ شمس کی غلامی قبول کی اور جمیل اُس کنیز سے منعقد ہوا

جسقدر کہ کابل نوجوان اپنی حقیقت بیان کرتا تھا اُسیقدر حسن بصری اور عشرت وزرا
کی حالت متغیر ہوتی تہی مگر صاحبقران اعظم نے بغور دریافت کیا کہ اسنے اس بات کی

کہ کامل نوجوان دراصل سعد نوجوان ہے دونو شخصون کو مہتر سریع السیر کے ہاتھہ
اُنکے حجرون مین کہلا بھیجا تہا کہ تا خاتمہ داستان ضبط رکہین اِس لئیے اُنہون نے
بچار ناچار صبر کیا۔ لیکن جس وقت سعد نوجوان نے اپنا قصہ ختم کیا۔ دونون نے
ہائے کا نعرہ مارا اور بیہوش ہو گئے۔ سعد نوجوان سے بہی پہر ضبط نہ ہو سکا۔
اور ایک نعرہ ہائے کا مارکر بیہوش ہو گیا۔ مہتر سریع السیر نے حسب الحکم صاحبقران
اُن تینون دیدہ رسیدگان کے چہرون پر گلاب طلسمی چہڑکا۔ وہ ہوش مین آئے
بعد ازان سعید بصری کی آنکہون پر چند قطرے گلاب کے ملے۔ اُسکی آنکہین روشن
ہو گئین۔ اُس وقت خسرو شیر دل کو بہی ملکہ ناہید اندلسی کی یاد مین رقت طاری
ہوئی اور خود صاحبقران اعظم اپنی محبوبہ صاحب خواب کے تصور مین ایسا متغیر
الحال ہوا کہ بجز آب الواح الحزاد کوئی چارہ اہل مجلس کو نظر نہ آیا

جب صاحبقران اعظم کے حواس درست ہوئے مہتر سریع السیر نے ساغر کدورت زدا
مین رحیق روح افزا پلائی۔ اِس اثنا مین وزیر عالی فطرت نے اطلاع دی کہ
ارضیلائے عابد تشریف لائے ہین۔ ملکہ عشرت تاجدار و مہتر سریع السیر و خسرو شیر دل
و بشیر بن حارث استقبال کرکے عابد کو بیچ مینا مین لائے۔ صاحبقران اعظم تعظیماً تخت
پر سے اُتر آیا اور کہا کہ تخت پر میرے ہم پہلو بیٹھین۔ ارضیلائے عابد نے قبول نہ کیا
اور ایک کرسی جواہر نگار پر تخت صاحبقرانی کے روبرو بیٹھہ گیا

ارضیلائے عابد نے بعد مزاج پرسی کہا۔ یا صاحبقران والا شان حکیم بزرگ
کی ملاقات کی کیفیت مین خود حاضر ہو کر سنتا تا مگر بعض اشغال کے سبب حاضر
نہ ہو سکا اور نیاز نامہ پر کفایت کی۔ شہریار نے جو جواب اُسکے اشتیاق ملاقات

ظاہر کیا۔ اُس سے محجوب ہوکر چند روز کے بعد ارادہ حاضر ہونیکا رکھتا تھا کہ شب گذشتہ میرے مرشد و استاد تقیا زاہد عالم رویا مین تشریف لائے اور فرمایا صاحبقران اعظم شاہزادہ خورشید تاج بخش پیغمبر آخر الزمان کا نظریافتہ ہے پس یہ ہے کہ تو اُسکے جشن صحت مین شریک نہ ہو ہر چند کہ چند لمحہ کے واسطے ہو صاحبقران اعظم استاد و شاگرد دونون کی توجہات ظاہر و باطنی کا شکرگذار ہوا۔ القصہ تقیائے عابد ایک روز و شب مجلس مین شریک ہوا۔ بعد ازان رخصت ہوا

راوی کہتا ہے کہ بجائے چالیس دن کے ساٹھہ یوم جشن صحت قایم رہا۔ ملک اہواز کے علاوہ دیگر ممالک ملحقہ کی خلایق بھی جوق جوق آئی اور صاحبقران اعظم کی فیاضی سے مستفید ہوئی۔ صاحبقران نے اسقدر داد و دہش کی کہ قصر سکندر کے زر و مال سے ایک حبہ باقی نہ رہا

احوال روشن جبین پری بنت ملکہ حور طلعت

جلد ہشتم مین یہہ حال بیان ہوا ہے کہ ملکہ حارث تاجدار کی درخواست پر تقیائے عابد نے ملکہ حور طلعت پری کو کہ بادشاہ طلسم قاف ہے بدین غرض بلایا کہ اگر شہزادہ خورشید تاج بخش کسی پری کا دلدادہ ہے اُسمین ملکہ سے استمداد کیجائے ملکہ نے چندصد پریون کو جو اُمرزادیان اور حسن مین حور عین تھین شہزادہ کے روبرو کیا مگر اُسنے کیسیکو بنظر التفات نہ دیکھا۔ برعکس ملکہ کی دختر دوازدہ سالہ روشن جبین پری نے شہزادہ کا سودائے محبت خریدا

راوی کہتا ہے کہ جس وقت روشن جبین پری اپنے مادر نامدار کے ہمراہ قاف مین پہونچی

صاحبقران اعظم کی آتش مہر و محبت کو اپنے کانون سینہ مین ایسی تیزی سے برافروختہ
پایا کہ چند روز سے زیادہ صبر نہ کر سکی آخر زرین تاج پری کے مشورے سے جو خاص
ہلال پری وزیر سلطنت کی دختر تھی شہر سے اپنے ایک باغ مین آئی جو اُسکی قلمرو
کے اقصا مین واقع تہا اور زرین تاج کو شاہزادہ کی خبر واخبار کے واسطے اہواز
مین بہیجا

زرین تاج نے دیوان تخت بردا کو ایک کوہ پر ٹہرایا اور خود لاعبہ مصاحبہ وغیرہ
کنیزون کے ہمراہ بشکل طیور شہر کی راہ لی جس وقت اوج ہوا سے زمین کی طرف
متوجہ ہوئی قصر سکندری سے عجب طرح کی صدائے نغمات دلکش آئی - زرین تاج پری نے
لاعبہ سے کہا ہم سنتے تہے کہ یہ قصر عالی صاحب طلسم ہے - اس واسطے کوئی انسان
و پری زاد اُسکے نظارہ و سیر پر قادر نہین ہے لیکن آج تو یہان بار عام ہو رہا ہے
ایک نظر یہ کیفیت بہی دیکھ لین

اُس وقت خسرو شیر دل مجلس عام مین ایک نیم تخت پر متمکن تہا - زرین تاج پری
نے جو اُسکی صورت بنظر غور دیکھی متاع ہوش و حواس کہو بیٹھی - نادان مجلس خاص
مین آئی - دیکھا کہ صاحبقران اعظم مثل ماہ کامل تخت جواہر نگار پر متمکن ہے اور بجز
غم جانان اور کوئی بیماری نہین ہے

زرین تاج نے تمام شب اُس مجلس کا نظارہ کیا اور صبح کو کوہ پر آکر ملکہ
پریوش جبین پری کی خدمت مین روانہ ہوئی اور ملکہ کو صحت دلدار کا مژدہ
دیا - مہر عاشقہ صادقہ کو شاہزادہ کی تندرستی سے کمال مسرت حاصل ہوئی لیکن اس
بات سے حیران ہوئی کہ کسی کو خواب مین دیکھا اور اُسکے عشق مین گرفتار دولت

سے جدائی اختیار کی۔ زرین تاج پری سے یہ بھی کہا کہ میں شاہزادے کے ایک رفیق خسرو شیر دل سے دل لگا آئی ہوں۔ اس سے ملکہ کو ایک گونہ اطمینان حاصل اور زرین تاج پری پر بوجہ ہم رنگی اعتبار کامل پیدا ہوا

دو نوا میں سے جن میں تہمین پیشہ زادے سے لطف مین ناگاہ ملکہ خورشید طلعت پری بیمار ہو کر مر گئی۔ ملکہ روشن جبین پری نے بعد ادائے رسم تعزیت تاج فرمان دہی سر پر رکھا۔ تیسرے روز ظفر جنی کا نامہ آیا۔ ظفر جنی روشن جبین کا چچا زاد بھائی تھا اور ملکہ خورشید طلعت اُس سے اپنی دختر بلند اختر کے منسوب کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔ روشن جبین نے شاہزادہ خورشید تاج بخش کے عشق میں ظفر جنی کو جواب صاف لکھا۔ ظفر جنی نے کہ وہ بھی ایک ملک کا بادشاہ صاحب لشکر و شوکت ہے ستر ہزار دیو و پریزاد کی جمعیت سے روشن نگار پر فوج کشی کی جو روشن جبین کا دار القرار ہے۔ المع پریزاد سپاہ سالار دست راست اور طمطاق دیو سپاہ سالار دست چپ نے ایسی سعی مردانہ کی کہ ظفر شکست کھا کر اپنے ملک کو چلا گیا

بعد حصول فتح ملکہ روشن جبین پری نے طاؤس بال پری وزیر سلطنت اور المع پریزاد سپہ سالار کو امور سلطنت سپرد کیے اور زرین تاج پری اور دیگر پریزادان محرم راز کی جمعیت سے ملک اہواز کی طرف روانہ ہوئی

احوال خیریت مآل صاحبقران اعظم و قصۂ بشیر بن حارث

جب جشن صحبت ختم ہوا اور حارث تاجدار شہر میں چلا آیا صاحبقران اعظم نے بشیر بن حارث سے فرمایا۔ اے برادر تم نے کچھ حال نہ سنایا۔ حالانکہ تمہارے بشرے

سے ظاہر ہوتا ہے کہ کم و بیش کوئی غم نہانی رکھتے ہو۔ شاہزادہ بشیر نے کہا۔ اگر مجھے کوئی نقل یاد ہوتی ضرور گذارش کرتا۔ صاحبقران اعظم نے فرمایا۔ نقل نہ سہی کوئی خواب عجیب ہی دیکھا ہو۔ اُسی کا حال بیان کرو۔ بشیر بن حارث نے جو خواب کا نام سنا فی الفور رنگ رُخ متغیر ہو گیا اور آنکھ سے آنسو جاری ہوئے۔ صاحبقران اعظم بہی کہ خود صاحب درد ہے بشیر کے حال پر آبدیدہ ہوا اور فرمایا۔ اے فرزند اب اپنا حال چھپانا مناسب نہین

بشیر بن حارث نے عرض کی۔ ایک سال قبل اسکے جبکہ میری سالگرہ چہاردہم کا جشن برپا تہا شب مہتاب مین سقف بام پر بہ آرام تمام سویا۔ ناگاہ کیا دیکھتا ہون پلنگ میرا زمین و آسمان کے درمیان معلق ہے اور چند آدمی عجیب الخلقت وہ پلنگ کندہے پر رکھے ہوئے خیزا خیز لیئے جاتے ہین۔ حیران وار حمالان تخت سے پوچھا۔ تم کون ہو اور مجھے کہان لیئے جاتے ہو۔ اُنمین سے ایک نے کہا۔ اے شاہزادہ نیک اطوار متوہم نہ ہو۔ خواب و خیال ایسے ہی ہوتے ہین

دو چار لحظہ مین حمالون نے پلنگ میرا ایک ایسے قصر دلکشا فردوس منزل مین پہونچایا جسکی آرایش و کیفیت کی صفت زبان سے نہین ہو سکتی۔ اُس قصر کے تمام در و دیوار یاقوت نگار و مینا نگار تہے اور ایک محفل عشرت منزل محل کلان مین آراستہ ہو رہی تہی۔ اُس مجلس مین بجز نازنینان خورشید مثال و پریزادان حور تمثال کسی طرف مرد کی صورت نظر نہ آتی تہی۔ ایک طرف کنیزان چست و چالاک و خواصان زرین پوش دست بستہ استادہ تہین۔ دوسری طرف صدہا خواتین از سرتا پا زیور یاقوت نگار سے آراستہ صف بہ صف کرسیون پر بیٹھی تہین

اُنمین ایک زن معمر بہ لباس سفید تاج مرصع نگار سر پہ رکہے ہوئے تخت دولت و کامرانی پر بشوکت تمام متمکن تہی

جس وقت حاملون نے میرا پلنگ صحن کرسی پر رکہا ملکہ تخت نشین نے مجھکو قریب تخت طلب کیا اور ایک کرسی جواہر نگار پر بٹہایا - ہنگامہ رقص و سرود پہلے سے برپا تہا اُس وقت آتشبازی بہی چہوٹی جو مختلف الالوان اور نادر الوزن تہی - اہل مجلس شراب پیتے تہے مگر مجہے نہ دیتے تہے - ملکہ تخت نشین نے فرمایا - اے فرزند یہ مکان خواب ہے اور عالم خواب مین شراب کا سرور معلوم - کبہی تیرے مُنہ سے بو بہی گئی ہی

دو ساعت کے بعد کنیزون نے ایک نیم تخت زرنگار میری کرسی کے روبرو بچہایا اور دو شمع کافوری شمعدان ہائے بلوری مین دو طرف تخت کے روشن کین ناگاہ ایک طرف سے شور و غل کی آواز کان مین آئی - کیا دیکہتا ہون کہ گروہ گروہ اور خیل خیل نازنینان قمر دیدار و مہوشان شعلہ رخسار دوازدہ سیزدہ سالہ اُس طرف سے چلی آتی ہین ہر ایک کے ہاتہہ مین ایک ایک فانوس زمردی و یاقوتی روشن تہا - اُنکے وسط مین ایک دختر ماہ پیکر یازدہ سالہ تاج یاقوت نگار بسر نہادہ مین نازو انداز خندہ زنان بازی کنان چلی آتی تہی

کہ بعد از دیدنش ہرگز نماند وجود پارسایان را شکیبے

بعد ادا ہونے چند رسوم کے جو میری سمجہہ مین نہ آئین وہ دلربا تین ساعت کامل میرے روبرو اُسی نیم تخت پر بیٹہی رہی - بعد ازان ملکہ تخت نشین کے پہلو مین جا بیٹہی - خواصون نے اُس وقت ایک پردہ اُسکے اور میرے درمیان حائل کر دیا - بر وقت واقع ہونے حجاب کے مین نہایت بے قرار ہوا - آخر باین عشرت

فرشی پر سے اُٹھا کر ایک بار پھر اُس نگار زیبا کی صورت دیکھون۔ کنیزین اس حرکت سے مانع ہوئین۔ مین اُنکے روکنے سے ایسا رو یا کہ ہچکی بندہ گئی۔ ایک کنیز نے کہا۔ اے شاہزادہ عالم رویا کے واقعات پر اعتبار کرنا خوب نہین۔ اب تمکو رخصت ہے۔ حاملان تخت مجکو اُسی طرح تخت پر لٹا کر روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ مین مجھے ایسا خواب کا غلبہ ہوا کہ کچھ ہوش نہ رہا

جب وقت صباح آنکھ کھلی اپنے کو اُسی سقف بام پر موجود پایا جہان سو یا تھا چو کنیزین اطراف کی میرے پلنگ کے گرد و پیش جمع تھین اُنسے اس حادثہ کا بیان کیا وہ میرے بیان سے بہت حیران ہوئین اور بالاتفاق کہا۔ کیا حادثہ۔ دو بار تم پیشاب کے واسطے ضرور اُٹھے تھے۔ ہمسے کہانی کہنے کی فرمایش کی اور پھر سو رہے مین نے کہا۔ یہانتک مجھے بھی یاد ہے۔ یہ کہو۔ پھر میرا پلنگ موجود رہا یا غائب ہو گیا دائی نے کہا۔ قربانت شوم۔ شاید کوئی خواب تمنے دیکھا ہے جسکا حال ہم سے پوچھتے ہو۔ ہم نے چند بار لحاف تمہارے مونہہ سے اُتارا فضل الٰہی سے بہ آرام تمام آرام فرماتے تھے

پھر مینے اُس خواب بلائے جان کا حال کسی کے روبرو بیان نہ کیا۔ ہر دن اکثر ادعیہ جلیلہ اپنے قلب پر پھونکتا تھا اور ہر شغل مین دل بہلاتا تھا۔ مگر اُس ماہ پیکر کی صورت دلاویز اور اُس محفل فردوس منزل کا خیال سینہ پر ایسا نقش ہوا تھا کہ کسی طرح محو نہ ہوتا تھا۔ البتہ جس وقت سے ملازمت عالی میسر آئی ہے وحشت مزاج مین بہت فرق ہو گیا ہے۔ صاحبقران اعظم نے فرمایا اے بشیر تمہارا خواب بہتر از نقل ہے۔ اگر اسکی کچھ اصل ہے۔ خدا تمہاری

مراد بر لائے

جب عام و خاص رخصت ہوئے۔ صاحبقران اعظم نے سعد نوجوان عشرت افزا کو بھی بمطابق اُنکی درخواست کے رخصت کیا۔ سعد نے کہا میں اپنے باپ خواجہ نظام کی خدمت میں ایک بار ہو آؤن۔ پھر تمام عمر میرا ہاتھ ہے اور حضور کا دامان عاطفت۔ خواجہ شمس بھی اِس قصد سے رخصت ہوا کہ اپنا ملک موروثی پھر حاصل کرے

ہنگامہ جشن کے موقوف ہونے کے بعد صاحبقران اعظم کی طبیعت معشوقہ صاحب خواب کی یاد میں ایسی گھبرائی کہ کسی پہلو قرار نہ آتا تہا۔ نوبت بجائے رسید کہ ہر روز الواح الحزر کا پانی پیتا تہا اور ساغر کدورت زدا میں شراب کا استعمال کم تا تہا۔ حارث تاجدار نے کہا۔ حضور چند روز کیہ محروس کے واسطے میں صید و شکار کہیلین۔ تمام سرزمین گل دریاحین سے معمور ہے اور جانوران ہوائی و صحرائی کی کثرت ہے۔ صاحبقران اعظم بہتر سریع السیر و خسرو شیر دل و البشیر بن حارث و طلحہ شیر زور کی معیت سے اُس زمین رشک روضہ برین میں صید افگنی میں مشغول ہوا

ملکہ روشن جبین پری کا پردہ زمین پر آنا اور صاحبقران اعظم کو اپنے ہمراہ قاف مین لیجانا

ملکہ روشن جبین پری کی مع بہزاد ان مخصوص اپنے دارالخلافہ سے روانہ ہو کر اول بغیبانہ

کے مقام مین آئی جسکو بجائے بدر سمجھتی تھی۔ اسلیئے عابد اُس وقت عبادت آمرزگار
مین مشغول تھا۔ جب عابد کو ورد و وظائف سے فرصت ہوئی ملکہ روشن جبین پری
سے پوچھا۔ اے نور چشم یہ تکلیف و حرج تمھارا بیوجہ نہین۔ ملکہ سرنگون ہوگئی۔ زرین
تاج پری نے شاہزادہ خورشید تاج بخش کی نسبت ملکہ روشن جبین پری کی شیفتگی
کا حال بیان کیا عابد نے بعد انکا بسیار قرعہ اندازی کی اور فرمایا۔ ای زرین
تاج۔ مجھسے یہ توقع نہ رکہنا کہ بذات خود ملکہ کے معاملہ مین دخل دون۔ تم کسی آئین شائستہ
سے ملکہ کی شاہزادہ سے ملاقات کراؤ۔ اگر روشن جبین پری نے غلامانہ خدمت
کی تو عجب نہین کہ شاہزادہ اُسکے حال پر توجہ فرمائے مگر وصال حقیقی اُس وقت تک
میسر ہونا مشکل ہے کہ شاہزادہ اپنی معشوقہ صاحب خواب سے ملاقات کرے

ملکہ روشن جبین پری عابد سے رخصت ہوکر کوہ جبروس پر آئی۔ وہان سرحد تاجدار کا
ایک باغ تھا۔ زرین تاج نے اُس باغ کے مکانات کو آراستہ کیا۔ ملکہ نے اُسمین اقامت
اختیار کی اور زرین تاج پری شاہزادہ کی ملاقات کی فکر مین لگی

اُنہین ایام مین صاحبقران اعظم مع رفقا دامنہ کوہ مین شکار کی خاطر
خیمہ زن تھا کسی روز بہ جمعیت رفقا شکار کھیلتا تھا اور گاہے فرداً فرداً۔ ایک
دن شکار تنہائی مین خسرو شیردل سے دو بار اپنا بازسیہ پر اُڑ ایا مگر کچھہ ہاتھہ نہ آیا
عالم بے دماغی مین ایک درخت کے سایہ مین استادہ ہوگیا۔ ناگاہ ایک گرد
مختصر نظر آئی اور دامنہ گرد سے ایک نقابدار ابلق سوار شعلہ جوالہ کی صورت
باہر نکلا۔ وہ نقابدار براہ راست خسرو شیردل کے نزدیک آیا اور بہ ادب تمام
سلام کیا خسرو نے حیرت زدہ سلام کا جواب دلیرانہ پوچھا۔ اے جوانمرد تو کون ہے

نقابدار نے کہا۔ اے والا قدر مین راہ دور دراز سے آیا ہون۔ باغ اسد مین میرے ملازم مقیم ہین۔ تمہاری مانند مین بہی شکار دوست ہون بسم اللہ شکار کہیلو۔ خسرو نے کہا آج میرا باز صید کی طرف رخ نہین کرتا۔ زرین تاج کے ہاتہہ پر ایک باز سپید رنگ شاہباز ان قاف کا منتخب تہا اُسنے خسرو سے کہا یہ میرا باز حاضر ہے خسرو نے کہا۔ تمہاری مہربانی۔ اس وقت خود میرا دل شکار کی طرف متوجہ نہین ہوتا اس گفتگو مین چند کبک دراج تیز پر روبرو سے گذرے۔ اُنکے دیکہنے سے بارد گر خسرو کے دل مین ہوس صید پیدا ہوئی اور اپنے باز از کار رفتہ کو ایک کبک پر رہا کیا۔ باز نے اُسی طرح خطا کی۔ اس دفعہ خسرو شیر دل نے اُسکو اس زور سے زمین پر مارا کہ وہ جانور فوراً مر گیا

نقابدار نے کہا۔ اے جوانمرد۔ جانور پر اسقدر غصہ۔ اب تم میرا باز لو اور دیکہو کہ کس آسانی سے صید کرتا ہے۔ خسرو نے نقابدار کے اصرار سے باز لے لیا اور اُس سے چند کلنگ و کبک کا شکار کرایا۔ اُس باز نے ایک بار خطا نہ کی۔ خسرو نے نقابدار سے کہا بے شبہہ باز تمہارا نوادرات عالم سے ہے۔ جو کہو۔ ہم اِس باز کی قیمت دین نقابدار نے کہا۔ مین سوداگر نہین کہ قیمت لون۔ خیر تم قیمت دیتے ہو تو میرے قیامگاہ تک قدم رنجہ فرماؤ۔

خسرو کو نقابدار سے عذر کرتے ہوئے حجاب آیا اور عصر کے وقت اُسکے ہمراہ باغ اسد مین پہونچا۔ دیکہا کہ باغ مین اشجار تناسا اور ناشناسا اور گل دنمر کا وفور ہے اور ہر چمن در روش آب فیجار وب سے اسقدر مصفا ہے کہ خس و خاشاک کا نشان تک نظر نہین آتا۔ خسرو شیردل نے حیرت زدہ کہا۔ اے جوان

ہمنے عارف تاجدار سے بارہا سنا ہے کہ باغ چند مدت سے خراب و ویران ہو رہا ہے اور یہ برعکس ایسا باکیفیت و پرفضا ہے کہ کوئی باغ اسکا مقابلہ نہین کر سکتا نقابدار نے کہا جس دن ہم اس باغ مین آئے تھے واقعی نہایت خراب ہو رہا تھا مگر ہمارے آقا کے حکم سے تر ہو گیا۔ چند لمحہ مین تمکو سب حال معلوم ہوا جاتا ہے

نقابدار پشت مرکب سے اترا اور خسرو کو دست گرفتہ ایک محل عالی مین لایا اور خود ایکطرف چلا گیا۔ ناگاہ حجرون کے پردے زربفتی بلند ہوئے اور ہر حجرہ سے گروہ گروہ نازنینان شمع رخسار صبیح الوجہ مع سامان میکشی نکلین۔ انکے عقب مین اس صورت و شان اور حسن و جمال کی ایک نازنین تاجدار باہر آئی جسکے مشاہدہ حسن انور کی آنکھ کو تاب نہ ہوتی تھی اُس نے ایک تخت زرنگار پر جلوس کیا۔ اُسکے ہمراہ ایک نازنین تھی جسکے سراپا سے آثار شوخی و طراری اور اطوار دلربائی ہویدا تھے۔ وہ اُس ملکہ کے تخت کے روبرو خسرو شیردل کی کرسی کے برابر ایک کرسی مرصع نگار پر بیٹھی

ملکہ تخت نشین نے جو خسرو کو دریائے حیرت و استعجاب مین غرق دیکھا۔ کہا اے برادر والاقدر خسرو نامدار۔ ہم قوم پریزاد سے ہین۔ رخشن جبین میرا نام ہے ایزد جل جلالہ نے قلہ سوئم قاف کی فرمانروائی بلا شرکت غیرے مجھ نالایق کی ذات خاص سے متعلق فرمائی ہے۔ اور جو نقابدار تمکو یہان لایا ہے وہ بھی نازنین بادپیکر میرے وزیر کی دختر ہے جو تمہارے برابر بیٹھی ہے۔ اسکا نام زرین تاج پری ہے اور تمہاری عاشقہ صادقہ و کشتۂ تیغ محبت ہے۔ بالفعل ایک خوش بخت مین فسی رکھتی ہو ... وہی پردہ زنیا پر ہیرے آسنے کا باعث ہوئی

ہے خسرو شیر دل نے ملکہ روشن جبین کے کہنے سے بدیدۂ غور زرین تاج پری کی صورت دلاویز دیکھی اور فی الحال اُسکی محبت خسرو کے دل مین بھی پیدا ہوئی آخر کہا - اے ملکہ خدا میرے آقا اور مجھ مہجور کے مطالب دلی بر لائے - اس وقت زرین تاج کیطرف مطلب بھی سنا جائیگا - لیکن اس وقت تم اپنا مقصود بیان کرو ملکہ روشن جبین نے کہا - قاعدہ کلیہ ہے کہ اپنا حال بزبان خود بیان نہین کیا جاتا - بہتر ہے کہ زرین تاج سے میرا حال پر اختلال سنو

زرین تاج خسرو کو مکان خلوت مین لے گئی اور داستان خوش بیانی صاحبقران اعظم پر ملکہ روشن جبین کے عاشق ہونے کی حکایت بیان کی کہ خسرو شیر دل کو نہایت لطف آیا - اس اثنا مین ملکہ بھی تخلیہ مین آئی اور اس درد سے روئی کہ خسرو شیر دل کا دل بھی بھر آیا خسرو نے کہا - مینے تمہاری حقیقت سن لی اور بے قراری دیکھ لی - لیکن بطریق خیر خواہی نصیحت کرتا ہون کہ صاحبقران اعظم مال بیگانہ ہے - اُسکے خواستگار وصل نہو - باقی رہی میری جانب سے سعی سو مین کسی نہ کسی بہانے سے صاحبقران اعظم کو ایک مرتبہ تمہارے پاس لے آؤنگا

خسرو شیر دل باغ اسد سے اردوئے معلے مین آیا صاحبقران اعظم خیمۂ خاص مین تخت استراحت پر دراز اور اُس وقت دل بر جان نواز کا تصور حواس ظاہر و باطنی پر اس طرح محیط ہو رہا تھا کہ بے درپے ہُو کے نعرے مارتا تھا اور سیل اشک آنکھون سے جاری تھے - خسرو شیر دل نے بلا گردان ہو کر کہا عیاذاً باللہ یہہ درد دل کیا بلا ہے بے درمان ہے - آج میرا اتفاق حیدرباز کی مین باغ اسد کی طرف گذر ہوا - وہان ایک شخص مسافر کو ایسے حال بدمین گرفتار پایا

کہ مرغان ہوائی کو بہی اُسکے حال نزار پر رحم آتا تہا - طرفہ تر یہ کہ وہ اپنے عقدے کا حل ہونا خاص حضور کی توجہ پر منحصر سمجہتا ہے - صاحبقران اعظم نے فرمایا میرے اُستاد عالی نژاد کا حکم ہے کہ ہر ایک دردرسیدہ کا شریک حال ہون مگر اندنون اپنے حال مین ایسا گرفتار ہون کہ ہوش وحواس قائم نہین ہین - خسرو نے کہا - حضور ایک مرتبہ اُس مریض کو دیکہین خود بخود چارہ کار نکل آئیگا - وہ ایک ایسے بزرگ کا وسیلہ رکہتا ہے جسکا حق الخدمت شہریار کے ذمے ہے

وہ شب اسی حرف وحکایت مین گذری - دوسرے دن ہنگام طلوع آفتاب صاحبقران فلک آستان نے اپنے رفقا اور چند ملازمان مخصوص کو ہمراہ لیا اور گپ زنان باغ اسد کے دروازے پر پہونچا - وہان زرین تاج کے اہتمام مین دورویہ پریزادان ماہ رخسار وحہوشان خورشید دیدار بہ لباس گوناگون بشکل انسانی صف بستہ استادہ تہین - زرین تاج چند قدم آگے بڑہکر بعد بجاآوری تسلیم ومجرا چند بار بلاگردان ہوئی - صاحبقران نے زرین تاج کو نہایت حسینہ وجمیلہ دیکہا اور خسرو سے پوچہا - شاید وہ شخص دردمند صاحب مراد یہی عورت ہے - خسرو نے آنکہین نیچی کرلین - زرین تاج نے بعد دعا التماس کیا اے شہریار عالی وقار موافق گمان حضور کے یہ کنیز بہی دردرسیدہ تہی مگر برکت مقدم ہمایون سے درد دل کی دوائی بہم پہونچ گئی ہے - حضور چند قدم اور تکلیف فرمائین وہ جفا رسیدہ بہی ملازمت عالی سے شرف اندوز ہوگا جسکی طالع بلند نے شہریار کو اس باغ مین پہونچایا ہے

صاحبقران اعظم کو زرین تاج مکان صدر مین لائی اور جنت تماشا مسند سلیمان تبت کی

تخت زرنگار پر بٹھایا۔ صاحبقران اعظم نے چند لمحے کے بعد فرمایا۔ اُس دانا تندر کو
بلند بلا مو جسنے ہمکو طلب کیا ہے۔ زرین تاج ایک حجرہ مین گئی اور ایک لحظہ کے
بعد واپس آکر عرض کیا حضور کی کنیز صاحب درد سلام عرض کرتی ہے اور
الطاف و کرم شہریاری کی بدل مشکور رہے۔ مگر اس شرم و اندیشہ سے جرأت
نہین ہوتی کہ اظہار مطلب کرے اور حضور سوال نہ فرمائین۔ صاحبقران اعظم
نے اپنے دل مین سمجھا کہ کسی جناب مہم کے واسطے جبل قاف مین یہی نامنظور ہے
کہ اسقدر سخت ٹھہری جاتی ہے۔ آخر کہا۔ میرے مرشد برحق کا حکم ہے کہ جس بندہ
خدا کا مطلب تیری سعی و جہد سے برآئے زنہار دریغ نہ کرنا

ملکہ روشن جبین پری بعد حجت شرعی باین انداز دلربائی پردہ سے
باہر نکلی کہ اگر صاحبقران کی بجائے کوئی اور شخص ہوتا اُسکے حواس سلب
ہو جاتے۔ ملکہ تخت کے قریب آئی اور بعد ادائے رسم سلام و بلا گردانی خاموش
و سرنگون روبرو استادہ ہوگئی۔ صاحبقران اعظم نے بزبان لطف و مرحمت فرمایا
اے ملکہ ناف۔ ہمکو زیادہ تر منفعل نہ کرو۔ کسی جائے لایق پر بیٹھ جاؤ۔ زرین تاج
نے کہا شہریار۔ ملکہ جبتک اپنے روئے مطلب کا مژدہ حضور کی زبان مبارک
سے نہ سن لے گی۔ اسی طرح استادہ رہیگی۔ زرین تاج تقریر کرتی تھی اور روشن جبین
زار زار رو رہی تھی۔ صاحبقران اعظم کو ملکہ روشن جبین کی اشکباری پر کمال
رحم آیا تا حدیکہ اپنے مطلوبہ کے تصور مین خود بھی آبدیدہ ہوا۔ آخر اُسی عالم مین
فرمایا۔ اے زرین تاج۔ تمہاری ملکہ بھی میری طرح بلائے عشق مین تو گرفتار
نہین ہے۔ زرین تاج نے کہا۔ حضور کا خیال صحیح ہے۔ صاحبقران نے فرمایا۔

اُسکا نام کیا ہے۔ زرین تاج نے ملکہ کے اشارہ سے ایک آئینہ کلان بدن نما
روبرو رکھدیا اور کہا اِس آئینہ مین ملکہ کے محبوب کی شکل دیکھئے۔ جب صاحبقران
کو ثابت ہوا کہ ملکہ روشن جبین پری خاص مجھسے تعلق خاطر رکھتی ہے شرم حضوری
سے آنکھین نیچی کر لین

مہتر سریع السیر پس پردہ صاحبقران والا قدر اور زرین تاج کی گفتگو
سُن رہا تھا جس وقت صاحبقران کو محبوب دیکھا۔ دلیرانہ مکان خلوت مین پہونچا
اور بعد دعا کہا۔ حضور نے ملکہ سے بقید قسم شرعی وعدہ کیا ہے کہ ہم تمہاری روائے
حاجت مین سعی کرینگے۔ پہر اِس خموشی و سرنگونی کے کیا معنی۔ خسرو شیر دل نے بہی
ملکہ روشن جبین کی سفارش کی۔ صاحبقران اعظم نے بعد تامل زبان فرمایا۔ ہرگاہ
مجھے مطلوبہ صاحب خواب کا وصال میسر آئیگا پہر روشن جبین کو بہی اپنی ازواج
حلالہ مین داخل کرونگا۔ یہ مژدہ سُن کر ملکہ روشن جبین بار دگر بلا گردان ہوئی
اور عرض کیا۔ حضور بہر نوع دلجمعی فرمائین۔ اگر وہ ناہید سپہر حسن و شوکت عالم
شہود مین موجود ہے۔ انشاء اللہ العزیز کنیز کہین نہ کہین اُس کا ضرور سراغ
لگائے گی

ملکہ روشن جبین نے صاحبقران اعظم کی تفریح طبع کے واسطے مجلس طرب آراستہ
کی اور رقاصان پریزاد کو رقص و سرود کا حکم دیا۔ صاحبقران اعظم نے حارث تاجدار
کو بہی طلب کر کے شریک عیش کیا۔ دس روز ہنگامہ عیش و نشاط گرم رہا۔
استراحت کے وقت صاحبقران اعظم اپنا قصہ جانسوز سناتا تہا اور ملکہ روشن جبین
قاف کے حالات عرض کرتی تہی۔ روز یازدہم ملکہ روشن جبین پری ایک جام لبریز

ہاتھہ مین لیکر صاحبقران کے روبرو آئی اور بہ زبان عجز و نیاز کہا۔ یا صاحبقران گیتی ستان ولے مراد بخش مرادمندان یہ جام مرا حضور نوش فرمائین۔ صاحبقران نے فرمایا۔ اس جام کی علت غائی کیا ہے۔ روشن جبین نے کہا۔ بعد نوش فرمانے کے عرض کرون گی۔ صاحبقران نے کہ روشن جبین کو اپنا خیر اندیش جانتا تھا جام شراب پی لیا۔ اُس وقت ملکہ نے عرض کی۔ اے شہریار معظم۔ امیدوار ہون کہ حضور بدولت و اقبال کنیز کے ہمراہ سرزمین قاف کو نہضت فرمائین اور وہان کے بساتین وسیع الفضا او قصور دلکشا کا سیر و تماشا دیکھین۔ اس اثنا مین چھ پریزاد سے کہ میرا مصور پایہ تخت ہے حضور کی محبوبہ کی تصویر کھچواون گی حضور اُس بلقیس ثانی کی صورت و وضع کا حلیہ فرما دیجے گا۔ پھر مین چند پریزادان تیز پر کو ایک ایک ورق تصویر دیکر ہر ملک و اقلیم مین بھیجون گی

تمام حضار مجلس نے روشن جبین کی تجویز کو پسند کیا اور صاحبقران اعظم معظم بجانب قاف روانہ ہوا

احوال ملکہ روشن جبین ختائی بنت مالک اوہنگ خان شہنشاہ ممالک ختا

جلد ہشتم مین سرحلقہ محبوبان وفادار ملکہ مہر جبین ختائی کا حال بیان ہو چکا ہے کہ وہ جہ ... کی شہرت سے ... چ و حاکم ... نیدین ... ہے حرفانہ ... لالہ ... ہر وقت اسکی ... مین مصروف رہتی ہے ... ادی کہتی ہے کہ ...

کو جو فی الحال شملون کی سرکار مین خدمت شرابداری پر مامور ہے پھر ملکہ کے حق مین خیال فاسد پیدا ہوا اور اُس نے شملون کو شراب مین زہر قاتل دی۔ لیکن قبل اسکے کہ شملون شراب پیئے خدمتگارون مین سے ایک نے یہہ راز کہول دیا شملون نے جرئیل کے دست و پا قطع کرائے بعد ازان آگ مین جلا دیا حرفانہ نے ملکہ سے کہا مبارک ہو جرئیل تمہارا دشمن ناموس اس طرح آگ مین جلایا گیا۔ ملکہ نے فرمایا او ضعیفہ مجہے کیا مبارکباد دیتی ہے۔ مین اوسدن کی مرگ و ہلاکت سے اپنی مرگ بمراتب بہتر جانتی ہون۔ مین اپنا دشمن ناموس جان کر کس کسکی ہلاکت کی خواہان ہونگی

حرفانہ کو ملکہ کی دردناک باتون کا کچھ ایسا اثر ہوا کہ وہ اُسکی رہائی کے درپے ہوگئی۔ حرفانہ کا مذہب عیسائی ہے اور اُسکے خویش و اقارب شہر ارمنیہ مین رہتے ہین جہان حاکم بحران نصرانی ہے۔ اُس نے اپنے خالہ زاد بہائی کو ملکہ کا حال لکہا اور اُسکی رہائی مین امداد چاہی۔ حرفانہ کے بہائی نے جو بحران کا ندیم و مصاحب ہے حاکم ارمنیہ سے سب حال کہا۔ وہ شملون کا دشمن قدیم ہے اور ہمیشہ اس فکر مین رہتا تہا کہ کسی نہ کسی حیلہ سے شملون کو خراب کرے۔ اُس نے سلطان روم کی خدمت مین شملون کی شکایت مین عرضی بہیجی اور اُسکی گوشمالی کی اجازت لے کر بے خبر قیصریہ پر چڑہ آیا شملون بہی شہر سے نکلکر حریف کے ردبرو خیمہ زن ہوا

چند پہلوانون کے قتل و مجروح ہونے کے بعد بحران و شملون مقابل ہوئے شملون نے ایک زخم منکر بحران کے سر پر لگایا بحران اُسکا گریبان گیر

ہو گیا۔ چند ساعت کی کشش و کوشش اور ہشت و مشت کے بعد اُسنے شملون کو باندہ لیا۔ شملون کے گرفتار ہو جانے پر جنگ مغلوبہ واقع ہوئی۔ لیکن آخر شملون کا لشکر بہاگا۔ بحران شہر مین داخل ہوکر ملکہ زہرہ جبین ختائی کو ایک حصن مین بہیجا۔ اور شملون کو دربار مین بلا کر بعد لعنت و ملامت آزاد کیا اور کچہہ زر نقد بطور جزیہ لیکر سلطان روم کے خزانہ مین بہیجا۔

جب بحران بہ فتح و فیروزی ارمنیہ مین داخل ہوا ملکہ زہرہ جبین کو ایک مکان لایق مین اُتارا اور زبان سے دختر کہکر یہ قرار دیا کہ اگر یہ مہ جبین میرے پسر لیسران سے منعقد ہونا قبول کرے تو کمال بلند نامی کا باعث ہوگا۔ اِس خیال مین رحیم زانک کے پاس گیا جو ایک مرد عالی تقوے شعار اور ایسے رتبہ کا صاحب اثر تہا کہ رعایات حاکم اپ اسکے حکومت سے سرتابی کا یارا نہ رکہتے تہے۔ پادری رحیم نے تمام احوال سُنکر از روے علم نجوم کہا کہ اس دختر خانمان آوارہ کے درپے نہ ہونا۔ ورنہ پشیمان ہوگا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک وقت طالب و مطلوب ملین گے اور تو اُنکے سبب سے مرتبہ عظیم پر پہونچیگا

شدہ شدہ یہ حال ملکہ زہرہ جبین نے بہی سُنا۔ اُسی وقت بلباس مردانہ نقاب افگندہ پادری کی خدمت مین پہونچی اور ایک داستان وضعی بیان کرکے طالب جواب ہوئی۔ پادری نے ملکہ کو ایک مکان نزدیک مین اُتارا اور دوسرے دن کہا۔ اے فرزند۔ تیرا بیان ہے کہ مین سوداگر زادی ہون اور مجہے از روئے علم نجوم یہ حال دریافت ہوا ہے کہ ایک بادشاہ عالیجاہ کی دختر بلند اختر ہے۔ اگر اپنی حقیقت بے آمیزش کذب بیان

کہے گی مین بہی جواب باصواب دونگا۔ ملکہ نے بعد تامل دراز اپنا قصہ راست راست ازاول تا آخر بیان کیا۔ پادری نے کہا۔ مرحبا۔ اب تینے صحیح بیان کیا۔ لیکن دلجمعی رکھ۔ آخرکار فلک دوار حسب مراد تیرے گردش کریگا جس طرح تو تلاش جانان مین دربدر ہوئی ہے۔ اسی طرح تیرا طالب بہی شورش عشق مین سرگشتہ و آوارہ ہورہا ہوگا۔ دوئم اس حال سے بہی آگاہ ہو کہ تیرا یہان آنا ایک نقل عجیب کے رو سے امر یقینی تہا۔ ملکہ نے کہا۔ وہ نقل بیان فرمائیے

پادری رحیم دانا نے کہا۔ اے ملکہ ملک بحران کے وزیر کا ایک برادر حقیقی ہیسور نام تہا۔ ہیسور نے کسی تقریب سے ایک امیر جلیل القدر کی دختر ناکتخدا کی تصویر دیکھی اور بہزار جان اُسپر عاشق ہوگیا۔ ہیسور کے باپ نے اُس امیر کو اُس دختر کی نسبت کا پیام بہیجا۔ شخص درمیانی نے اس طرح گفتگو کی کہ امیر کو ناگوار گذرا اور اُسنے اپنی دختر کا ہیسور سے منسوب کرنا قبول نہ کیا۔ ہیسور یہ خبر سُنکر دیوانہ وار نعرہ ہائے مستانہ لگاتا ہوا سر بصحرا نکل گیا۔ وزیر نے ہرچند علاج و درمان کیئے کسی تدبیر سے مزاج اُسکا اصلاح پر نہ آیا۔ ناچار اس مرتبہ اُس امیر کی حد سے زیادہ منت و خوشامد کی اور بہزار مشکل راضی کیا۔ قضارا اُنہین ایام مین وہ دختر ایسی بیمار ہوئی کہ فقط پوست و استخوان باقی رہگیا۔ وزیر پسر کی التجا سے ہیسور کو امیر کے مکان مین لے گیا۔ بروقت دیکھنے مطلوب کے ہیسور کے ہوش و حواس بجا ہوگئے۔ عرصہ دراز تک بہ نظر غور اُسکی صورت دیکہتا رہا۔ بعد ازان اپنے باپ سے پوچہا۔ یہ وہی نازنین ہے جسکے تعشق مین مجھے اپنے سر اپا کا ہوش نہ تہا۔ وزیر نے کہا۔ جان پدر۔ یہی تیری محبوبہ ہے۔

یسور نے ہائے کا نعرہ مارا اور بیہوش مطلق ہو گیا جب ہوش مین آیا تا بسے
کہا۔ صد ہزار حیف مینے ایسے حسن ناپائدار کے عشق مین اپنی تضییع اوقات کی جبکو
سہل مرض مین تغیر و تنزل عارض ہو گیا۔ اب اُس ذات سے دلبستگی پیدا
کرونگا جسکی نسبت تغیر کا گمان نہین۔ آخر کار پھر اُسی طرح یسور کی آتش
جنون مشتعل ہوئی اور اُسی وقت چاک گریبان خاک برسر افشان صحرا کی راہ لی
اور شہر سے بالکل ترک تعلق کر دیا۔ البتہ فصول اربعہ سے ہر فصل کے اوائل
مین دو چار روز کے لیئے شہر مین ضرور آتا تہا اور دیوانون کی مانند عجیب و غریب
کلمات لطف آمیز زبان سے کہتا تہا۔ ایک دفعہ جو آیا تو بہ آواز بلند تین
بار کہا۔ اے اہل شہر۔ آفتاب و ماہتاب باہم معشوق ہوئے ہین عنقریب ماہ
مشرق سے اور آفتاب مغرب سے طلوع کیا چاہتے ہین۔ اُنکا باہم وصال ہوگا
اور یقین یہہ ہے کہ اُن دونون مین سے ماہ کا اِس سرزمین مین بہی گذر ہو۔
اتفاقاً مین بہی ایک کام ضرور کے واسطے اُس وقت بازار مین گیا تہا جب
یسور دیوانہ نے یہ جملہ ختم کیا۔ مینے کہا۔ اے شخص یہ معما واضح کر۔ یسور نے کہا۔
اے فلان تیرے گہر مین وہ ماہ فلک حسن و شہر یاری نزول اجلال
فرمائیگا۔ یہہ کہکر مثل باد تند جست کنان روانہ ہوا۔ پہر کسی نے شہر مین اُسکی
صورت نہ دیکھی۔ اُسکی معشوقہ اور اُسکے باپ نے چند ایام مین رحلت کی آج
یسور کا برادر عہدہ وزارت پر مامور ہے۔ اے ملکہ اب مین سمجہا کہ یسور نے
تمہارے وارد ہونے کی خبر دی تہی۔ ملکہ نے یہ نقل سن کر پادری کے پاس
سکونت اختیار کی اور اُس سے دین عیسوی کے اصول و فروع سیکھے

حسن وقت شملون بار دگر مسند ایالت قیصریہ پر مستقل ہوا اُس نے چند جوا سیس ارمنیہ مین بہیجے۔ وہ خبر لائے کہ ملکہ نے دین عیسوی اختیار کیا اور رعیم دانا کے پاس رہتی ہے۔ شملون بعد حصول اجازت سلطان روم کی خدمت مین گیا جسکا قیصر اعظم لقب تہا اور بعد ملازمت تخلیہ مین ملکہ زہرہ جبین کے حسن صورت اور آوارگی و بے خانمانی کی حکایت بیان کی۔ بر وقت استماع سلطان کے دل مین ملکہ کے دیکہنے کی ہوس پیدا ہوئی اور فرمایا۔ اے شملون اگر وہ نازنین فی الواقع ایسی ہی شکیلہ وجمیلہ ہے ہم اپنے فرزند شاہزادہ ہرمز کے ساتہہ اُسکا نکاح کر دینگے۔ بعد ازان شملون کو رخصت کیا اور بحران کے نام حکم بہیجا کہ بفور دیکہنے نامہ عالی کے اُس نازنین غریب الوطن کو بہ عزت و آبرو ہمارے پاس بہیجدو

ملکہ زہرہ جبین کو بجز عبادت و مناجات اور کچہہ کام نہ تہا۔ اِس شغل مین چہہ مہینے گذر گئے۔ ایک دن صبح کے وقت پادری رعیم دانا جبہ صوف مغربی پہنے اور عصائے دراز ہاتہہ مین لئے ہوئے ملکہ زہرہ جبین کے پاس آیا اور کہا اے فرزند ارجمند اِس شہر سے بارہ فرسخ دریائے شور مین ایک جزیرہ عروجیہ نام ہے بباعث نزہت و کیفیت اُسکو گلستان بہی کہتے ہین۔ اُس جزیرہ مین ایک کلیسائے بزرگ بنا ہوا ہے اور کلیسا مین علیحدہ علیحدہ مکان مین حضرت عیسیٰ اور مریم علیہم السلام کی قد آدم تصویرین لگی ہین۔ سال مین ایک بار خلائق کثیر شہر کے دور دراز سے اُس معبد مین جمع ہوتی ہے۔ تین روز ہنگامہ عظیم برپا رہتا ہے اور بعض مرد و زن ایک ہفتہ بہی وہان مقیم رہتے ہین

جسقدر زر نقد و جواہر بطریق نذر و نیاز معبد میں جمع ہوتا ہے۔ اسمیں سے نصف
سلطان روم کے خزانہ میں داخل کیا جاتا ہے۔ باقیماندہ سے
نصف بحران حاکم شہر کا حق ہے اور نصف مجھے بہ بابت تولیت
ملتا ہے۔ میرے حصہ میں سے مسکینوں اور محتاجوں کو تقسیم ہوتا ہے۔ یہ مجمع حضرت
عیسی علیہ السلام کی ولادت کی یادگار میں جمع ہوتا ہے۔ اگر تیری خوشی ہو کل اس
بزرگ کی زیارت کے واسطے میرے ہمراہ چل۔

ملکہ زہرہ جبین جسکو ہر دم تلاش اولاد کی فکر رہتی تھی اور اس شہر کی سمت
سے دم گھبرا گیا تھا وہان چلنے کو آمادہ ہو گئی۔ زعیم الملک نے ملکہ کو پالکی زرنگار
میں سوار کیا اور نہایت جلوس و تزک سے ساتھ لے کر جزیرہ کلت کی طرف
روانہ ہوا۔ تمام دن مسافت راہ میں گذرا۔ شام کے وقت اس جزیرہ میں پہنچے
ملکہ زہرہ جبین نے موافق بیان پادری کے وہ جزیرہ نہایت باکیفیت دیکھا۔ گرجہ
منقش و مذہب جزیرہ کے وسط میں واقع ہے اور اسکے گرد و اطراف میں صدہا
مکانات اور دوکانیں بنی ہوئی تھیں۔ پادری نے ایک مکان وسیع میں قیام کیا

دوسرے دن صبح کے وقت پادری ملکہ کو گنبد مریم میں لے گیا اور کہا
اے فرزند بچشم غور دیکھ کہ تخت کلان پر مریم علیہا السلام کی ہیکل مقدس رکھی ہوئی
ہے اور دوسرا تخت جو روبرو بچھا ہے اُسپر تو متمکن ہو۔ جو عورت طواف و زیارت
کے واسطے گنبد میں آئے اُس سے نذر و نیاز لے لینا اور قاعدہ کے موافق تبرک
دیدینا۔ ملکہ نے دیکھا کہ دمبدم معبد بزرگ میں انبوہ مخلوق زیادہ ہوتا جاتا ہے
شام تک بارہ ہزار زن و مرد کے قریب جمع ہو گئے اور تین دن میں پچاس ہزار

ہزار آدمیون سے زیادہ فراہم ہوئے - روز چہارم کہ تولد مسیح کی عید کا روز تہا رعیم دانا نے تمام خلائق کو نماز پڑہائی

روز پنجم چند عورتین گنبد مریم مین آئین - اُنکے ساتہہ ایک نازنین ہفتدہ سالہ شمع شبستان بیمثال ہی تہی - اُس نے بعد زمین بوسی و طواف بدیدۂ حسرت و یاس آسمان کی طرف دیکہا اور بہ زبان عجز و نیاز کہا - اے خداوند ارض و سما بحق مریم جسکو تو نے ایسا فرزند عطا فرمایا اور بحق عیسے جو بے پدر بطن مادر سے وجود مین آیا اور بطفیل خاتم النبیین جسکی امت مین پیدا ہونے کی مسیح علیہ السلام نے دعا کی ہے جلد تر مجہ دل افگار کو مطلوب روحانی و مطلوب جسمانی دونو کی ملاقات سے بہرہ مند فرما - ملکہ زہرہ جبین نے بگوش جان اُس نازنین کی دعا و التجا سنی فوراً ایک کنیز سے فرمایا تو اِس عورت کے ساتہہ جا اور خوب تحقیق کر کہ اصل مین کون ہے اور کہان فرزند ہے - وہ کنیز واپس آئی اور کہا - اے خاتون چند سوداگرون کی عورتین ملک مین سے یہان آئی ہین - وہ نازنین بہی اُنکے ہمراہ ہے - بعض کی زبانی یہ سنا کہ خواجہ اغراض حلبی کی دختر حقیقی ہے اور بعض کہتے ہین کہ فرزند خواندہ ہے

بوقت سہ پہر ملکہ ایک چالاک پا یو پر سوار ہوئی اور اُس کنیز کو ساتہہ لیکر خواجہ اغراض کے خیمہ پر پہونچی - کنیز نے ایک زن ضعیفہ سے پوچہا کہ فلان دختر کہان ہے - ضعیفہ نے کہا کہ وہ اکثر اوقات صحرا کی طرف نکل جاتی ہے - چنانچہ تیرے آنے سے چند لمحہ اول تن تنہا فلان طرف گئی ہے - ملکہ اُسی طرف روانہ ہوئی - ہنگام غروب آفتاب چند درختان سایہ دار کے قریب پہونچی - دفعتاً ایک طرف سے عجب طرح کی آواز حسرت انگیز درد ناک کان مین آئی - ملکہ نے جو بغور دہ

آواز سنی کوئی زن دررسیدہ یہ کہہ رہی تھی۔ خداوندا بحق عزت و جلال و بزرگی
وکمال ذات پاک مجھہ خستہ جان کو صاحبقران اعظم وخسرو شیر دل کی ملاقات
سے فیضیاب کر۔ ملکہ زہرہ جبین آواز کے اثر پر وہان پہنچی دیکھا کہ وہی نازنین در
رسیدہ یہ دعا کر رہی ہے اور اثنائے دعا مین زار زار روتی ہے۔ ملکہ اُسکے پاس
گئی اور فرمایا۔ اے خواہر عزیز القدر سلام علیک۔ آؤ ہم اور تم بغلگیر ہون کیا
معنی کہ تو بھی میری مانند فلک زدہ آفت رسیدہ ہے۔ اُس نازنین نے بچشم غور
ملکہ کا جمال آفتاب مثال دیکھا۔ اسقدر دبدبہ شوکت و جلال دل پر غالب آیا کہ
بے اختیار قدمبوس ہوئی۔ ملکہ نے سر اُسکا سینہ سے لگا لیا اور بکمال لطف و مہربانی
سے خیر و عافیت پوچھی۔ اُس نے کہا۔ اے ملکہ خوبان روزگار تمکو قسم ہے اُسی
آفرینندہ دو عالم کی جس نے تمکو یہ خوبی و شخصیت عطا فرمائی ہے سچ کہو کہ اصل مین
کس سلطنت کی شاہزادی ہو اور تمہاری سرگذشت کیا ہے۔ ملکہ نے فرمایا۔ اے
خواہر مین تیرا قصہ پر سوز سنا چاہتی ہون۔ تو برعکس مجھسے فرمائش کرتی ہے۔ خیر میرے
قیامگاہ پر چلو۔ وہان ایک دوسرے کا قصہ سنین گی

ملکہ اُسکو اپنے مقام پر لائی اور خلوت مین اپنا قصہ سنایا۔ وہ نازنین ملکہ کی مصیبت
دردخیز پر زار زار روئی اور کہا۔ اے ملکہ آفاق بنی لئے ناشریک ہمیشہ بنی ناخدا
ہوش رہ با صاحبقران بلند اقبال شاہزادہ خورشید تاج بخش بن سیف الدولہ
بہرام شاہ بادشاہ ملک مغرب کا ہے۔ ملکہ زہرہ جبین نے جو شاہزادہ خورشید
کا نام گرامی سنا خودبخود دل کو مسرت حاصل ہوئی۔ پھر سبب پایا۔ اُس شاہزادے
کا حال بیان کر جسکی مصیبت و آوارگی کو تونے بچشم خستہ حال کی پریشانی سرگردانی

سے شال دی۔ اُس نازنین نے کہا۔ اے خاتون خوبان عالم۔ مینے معبد بزرگ مین دو مطلب کی جناب باری سے استدعا کی تھی۔ ایک مطلب وصال روحی۔ دوئم وصلت قلبی۔ محبوب ثانی میرا وہی شاہزادہ عالیجاہ ہے اور محبوب قلبی شاہزادہ خسرو شیر دل ہے۔ دونو کا احوال میرے ضمن حال مین سُن لینا۔ ملکہ نے فرمایا بسم اللہ شروع کرو۔

اُس نازنین نے بعد دعا کہا۔ مین ملک زرتاج بادشاہ ملک اندلس کی دختر ہون۔ نام میرا ناہید ہے۔ ایک جوان شاہزادگان عرب سے خسرو شیر دل نام مجھپر عاشق ہوا۔ قصہ کوتاہ ملکہ ناہید نے تمام احوال اپنا وہان تک بیان کیا جو ہم جلد ہشتم مین بیان کر چکے ہین اور اُسکے ضمن مین صاحبقران اعظم کا احوال بھی سنایا۔ بعد ازان شاہزادہ خورشید تاج بخش کے حسن وجمال اور شوکت وجلال کی اسقدر صفت کی کہ ملکہ زہرہ جبین کو بالطبع ناگوار گذری۔ آخر ضبط نہ ہوسکا۔ فرمایا۔ اے خواہر ناہید تمہارے بیان کے مطابق شاہزادہ خورشید جوان رعنا خوشرو ہوگا لیکن بخدا جل شانہ جو حسن عالم فریب مینے اُس جوان صاحب خواب کا دیکھا ہے یقین کرتی ہون کہ بجز حضرت یوسف علیہ السلام کے وہ عالم پر کسی جن و بشر کو نصیب نہ ہوا ہوگا۔ ناہید اندلسی نے کہا۔ تمہارا فرمانا صحیح۔ مگر میرا خیال یہ ہے کہ کارکنان قضا و قدر نے شاہزادہ خورشید ہی کو تمہین خواب مین دکھایا ہو۔ ملکہ زہرہ جبین متامل ہوئی۔ بعد ازان کہا۔ اے خواہر آیا تجھے فن مصوری مین بھی کچھ مداخلت ہے۔ ناہید نے کہا۔ بخوبی۔ ملکہ نے کہا۔ ایک تصویر تو اپنے شاہزادہ ممدوح کی تیار کر اور ایک تصویر مین اپنے مطلوب کی تیار کرتی ہون۔ اِس فیصلہ پر دونو رضامند ہوگئین۔ دوسرے دن

ملکہ زہرہ جبین اور ناہید اندلسی سنے دونو تصدیرین مقابل کین۔ ملکہ زہرہ جبین نے دیکہا کہ دونو تصدیر دن مین ایک سر مو فرق نہین ہے۔ اُس وقت یقین ہوا کہ یہی شاہزادہ نامدار میرا مطلوب ہم طالب ہے۔ بمجرد اِس یقین کے بے اختیار ہمکنے کا نعرہ مارا اور اضطراب قلب سے بیہوش ہو گئی

جب ہوش مین آئی بعد سکوت بسیار ناہید سے کہا۔ اے خواہر خیر اپنے باقی احوال بیان کرو جس وقت تم دریائے ضعمان مین صاحبقران سے جدا ہوئین پہر تمہارے سر پر کیا گذری۔ ناہید نے کہا تختہ شکستہ میرا امواج تند بلاخیز کی صدمے سے ہر طرف دریا مین بہتا پہرا۔ ناگاہ خواجہ اغراض کی کشتیان نمودار ہوئین اہل کشتی نے بہ شکل تمام مجہے تختہ پر سے کشتی مین لے لیا۔ مین جناب باری مین سجدہ شکر بجالائی۔ لیکن وہان یہ وقت پیش آئی کہ ایک غلام نابکار بار بار میرے پاس آتا تہا اور کلمات ناشائستہ کہتا اور اشارات بے محل کرتا تہا حتی کہ ایک شب موقع پا کر میرے پاس آیا اور باصرار اظہار تعشق کرنے لگا جب مینے کوئی چارہ نہ دیکہا خنجر غلاف سے نکال کر بایں ضرب قوی اُسکے سینہ مین مارا کہ پشت سے گذر گیا۔ خواجہ اغراض نے جو غلام کے ہلاک ہونے کی حقیقت سنی بہت خوش ہوا اور مجہے دختر کہا۔ خواجہ موصوف ہر سال اِس معبد بزرگ کی زیارت کے واسطے آیا کرتا تہا۔ موافق معمول اِس سال بہی اُس نے سفر کی تیاری کی۔ مین بہی ہمراہ ہو لی۔ یہان شخص سیاح سے تمہاری ملازمت میسر آئی۔ تمکو کیا دیکہا۔ گویا صاحبقران کے شرف قدمبوس سے مشرف ہوئی۔ کیا معنی کہ اب مجہے بہمہ وجوہ اس امر کی صحت ہو گئی کہ تمہاری ذات مجمع صفات جہاں صاحبقران الخ

گیتی ستان کی طالب وہ ہم مطلوب ہے۔ ملکہ زہرہ جبین سے نغز یا یار شاید تیرا ہی گمان
درست ہو

ایک ہفتہ کے بعد معبد بزرگ خلائق سے خالی ہو گیا۔ ملکہ زہرہ جبین ختائی
اور ملکہ ناہید اندلسی نے پادری رعیم دانا اور خواجہ اغراض سے اُس جزیرہ مین رہنے
کی اجازت لی۔ کبھی معبد مین درگاہ باری سے وصال محبوب کی دعا کرتی تہین اور
گاہے اپنا اپنا قصہ جانفرسا ایک دوسرے کو سناتی تہین۔ جب ایک مضطر و بیقرار
ہوتی تہی دوسری اُسکی تشفی کرتی تہی۔ اسی طرح دو ہفتے گذر گئے

جب ملک بحران اور رعیم دانا جزیرہ گلستان سے ارینیہ مین آئے سلطان روم
کا نامہ پہونچا۔ ملک بحران نے حرفانہ کو بلایا جو جزیرہ مین ملکہ کی خدمت مین تہی اور
مضمون نامہ سنا کر اُس سے کہا کہ بہر حال قیصر اعظم کی خدمت مین جانے پر اُسکو راضی
کرو۔ حرفانہ بار دگر جزیرہ مین آئی اور نہایت آب و تاب سے ملک بحران کا پیغام ادا
کیا۔ ملکہ نے کہا مین ایک ہفتہ مین جواب دونگی۔ دوسرے دن بوقت عصر بطور
سیر معبد سے نکلی اور ساحل پر پہونچکر مع ناہید کشتی مین سوار ہوئی جو خاص ملکہ کی سیر
و تفریح کے واسطے رعیم دانا نے وہان مقرر کر رکھی تہی۔ ملکہ نے اُس روز ملاحون کو بہی
ہمراہ نہ لیا اور خود کشتی رانی کی۔ جس وقت کشتی کچھ دور نکل گئی اُسکے بادبان بلند
کر دیئے اور توکل خدا پر کشش و کوشش کو بند کر دیا۔ وہ کشتی عنان گسستہ دو روز تک
دریا مین لطمے کہاتی ہوئی ہر طرف بہتی پہری۔ یہ شاہزادیان گاہے مخاطرات
دریا کے سبب سے قریب المرگ ہو جاتی تہین اور کبہی بامید وصال پہر اُنکے قالب
بے جان مین جان آجاتی تہی۔ روز سوئم کشتی نے ایک سنگ کوہ سے ضرب کہائی

اور پاش پاش ہوگئی ۔ ملکہ زہرہ جبین اور شاہید اندلسی جدا جدا ایک ایک تختہ پر بسمت مختلف بہ گئین

جب ملک بحران سنگ کے دریائی ہونے کی خبر سنی متاسف ہوا اور یہ حقیقت قیصر اعظم کی خدمت مین لکھ بھیجی

داستان مشتری ستارہ طلعت بن قیصر اعظم

جس وقت مشتری ستارہ طلعت نے رستے مغرب مین صاحبقران اعظم سے جدا ہوا اسکا تختہ بادے و تموج عشان امواج بلاخیز ایک طرف بہ گیا اور تیسرے روز کنارہ دریا کے قریب پہونچا ایک کوہ سنگ بلند بر سر ساحل تھا مشتری بہ تکلف تمام تختہ پر سے اترا اور بیخ کوہ مین بیٹھ گیا ۔ وہان ایک درخت میوہ دار تھا جب ہوش و حواس درست ہوئے اسکا میوہ کھایا اور بہ ہزار زحمت و مشقت بالائے کوہ پہونچا ۔ شب بالائے کوہ بسر کی اور علے الصباح بعد ادائے نماز زیر کوہ آکر ایک طرف روانہ ہوا ۔ سہ پہر کے وقت ایک آبادی معقول مین پہونچا ۔ اُس شہر کو افریقیہ مغرب کہتے تھے اور حاکم شہر کا نام مالک افریقی تھا

شاہزادہ مشتری کاسیر کنان ایک سرائے مین آکر مقیم ہوا اور خرچ روزمرہ کے لیئے انگشتری کا خانہ طلائی فروخت کیا جب زر قلیل خرچ ہوگیا اوسکا نگین کہ یاقوت رمانی کا تھا سرائے دار کو فروخت کے لیئے دیا ۔ سرائے دار و فہ باشا دارنے سرائے دار کو پکڑ لیا کہ تیرے جیسے مفلوک کو ایسا جواہر گران قیمت کہان سے حاصل ہوا ۔ سرائے دار نے اصل حقیقت بیان کی ۔ داروغہ نے مشتری کو طلب کیا ۔ سرائے دار نے

کوتوال کے پاس اور کوتوال نے بادشاہ کی حضور مین مشتری کو پیش کیا۔ اُس
وقت بادشاہ نماز کے واسطے مسجد کو جاتا تھا۔ مالک افریقی نے اُسکو بھی ہمراہ
چلنے کا حکم دیا

بعد نماز و وعظ مالک افریقی نے واعظ سے کہا۔ تمنے یکشنبہ گذشتہ کو حضرت موسیٰ
کلیم اللہ کے قصہ مین بیان کیا تھا کہ حضرت جناب باری سے طالب دیدار ہوئے
اور جواب "لن ترانی" سُنا۔ مین یہہ پوچھتا ہون کہ اُس رسل برحق کو اِس سوال کیونے
اور ایسے جواب پانے کی کیا ضرورت تھی۔ گویا طالب محال ہوئے۔ شب گذشتہ
اسی کے متعلق مینے ایک خواب بھی دیکھا ہے۔ ایک کوہ نہایت بلند ہمدوش فلک
البروج ہے۔ مین بالائے کوہ گیا۔ وہان ایک مرد ریش سفید ملائک صورت پوست
شیر پر اقامت گزین تھا اور ایک جماعت دونو طرف دست بستہ خاموش و سرنگون
بیٹھی ہوئی تھی۔ مینے ایک شخص سے پوچھا۔ یہ کون بزرگ ہے۔ اُسنے کہا۔ ارسطاطالیس
معلم اول۔ مینے قریب جاکر بہ ادب تمام سلام کیا۔ معلم اول نے فرمایا۔ اے بادشاہ
افریقیہ تمنے کچھ پوچھنا ہے کہ یہانتک تکلیف کی۔ مینے پوچھا۔ اے برگزیدہ درگاہ
حق۔ تم نے اپنے خالق کو بھی کبھی دیکھا ہے۔ ارسطاطالیس نے بہ لب تبسم ریز فرمایا۔
حکیم علے الاطلاق نے روز اول سے ایک شمع روشن ہمین کرامت فرمائی ہے
اُسکی روشنی مین ہمنے اپنے معبود برحق کو دیکھا۔ وہ شمع نورانی تم کو بھی درگاہ یزدانی
سے مرحمت ہوئی ہے۔ مین کچھہ اور پوچھا چاہتا تھا کہ آنکھ کھل گئی

واعظ نے جسکا پادری طرمانوس نام تھا کہا۔ حضرت کلیم اللہ کا قصہ مینے از روے
کتب سماوی بیان کیا ہے کچھہ اپنے واسطے نہین تراشا کہ تمہین عجب ٹھہرون اور حکیم نے

جو یہہ کہا کہ ایک شمع روشن واسطے دیکھنے خالق کے ہمارے پاس ہے اُس سے مراد صنعت الٰہی ہو سکتی ہے اور کیا خوب بات ہو جو ہم نیر اعظم کو شمع روشن سمجھیں جو بہتر صنائع الٰہی سے ہے۔ مالک افریقی نے کہا۔ حالانکہ تمنے اپنی فکر کے موافق بہتر سے بہتر گلہائے معانی [illegible] دیا مگر اِس سے دلجمعی نہیں ہوتی۔ حضار مجلس مین سے ایک دانشمند نے کہا۔ شاید وہ شمع انسان کے دِل سے مراد ہو جو بحالت ریاضت و عبادت آئینہ صافی کا کام دیتا ہے بلکہ دل خانہ خدا مشہور ہے۔ مشتری ستارہ طلعت نے کہا۔ اسے بادشاہ دانا قدوۂ [illegible] آفتاب کو شمع سے نسبت نہیں دی اور نہ دل کو کہ تعبیر دل آفتاب کے غروب ہونے سے ناقص ہو جاتی ہے اور تعبیر دوئم سے صحیح ماننے سے معاذ اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام عدم عقل کے دل کا الزام آتا ہے حالانکہ انبیا حکما سے بڑے دانا ہوتے ہین مین ایسا جانتا ہون کہ وہ شمع عقل انسانی سے عبارت اور دیکھنا اور ادراک سے مراد ہے ظاہر ہے کہ انسان جزو عقل کے باعث ہر شے کی ماہیت اصلی ادراک کر سکتا ہے مگر صرف ذات باری کا ادراک بحضور بقدر فہم کے مطابق عقل ہی سے کر سکتا ہے نہ چشم ظاہر سے چنانچہ خدا فرماتا ہے لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر۔ اور یہ جو پوچھتے ہو کہ حضرت موسیٰ کس واسطے طالب محال ہوئے اِسکی اصل یہی ہے کہ اُنکی اُمت نے بہ جد و جہد کہا لن نؤمن لک حتیٰ نری اللہ جھرۃ ہر چند موسیٰ علیہ السلام نے اُمت کو سمجھایا کہ نور الٰہی کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ اُن جاہلون نے ہرگز نہ مانا ناچار کلیم اللہ نے درگاہ ایزد غفور مین عرض کیا۔ بجواب اُسکے صاعقہ آسمانی نے ستر ہزار کو جلا دیا جنہون نے بعد حیات تازہ باور کیا کہ موسیٰ کا قول درست و صحیح تہا

تمام عقلائے مجلس مشتری ستارہ طلعت کے دست بوس ہوئے۔ مالک الغیرتقی باعزاز و احترام مشتری کو اپنے ساتھہ شہر مین لایا اور احوال پوچھا۔ مالک سلطان سیف الدولہ بہرام شاہ کا باجگذار تھا۔ لیکن مشتری کی طبیعت نے قبول نہ کیا کہ حالت بیچارگی مین اُس سے تعارف پیدا کرے۔ کہا مین سوداگر زادہ ہون۔ میری کشتی تباہ ہوگئی۔ زندگی باقی تھی کہ اِس شہر مین پہونچا۔ ازان جملہ ایک یاقوت رمانی اور ایک بازوبند الماس مالک کی نذر گذرانا۔ مالک نے کہا۔ کوئی منصب اعلے لو ورنہ جس قدر ایام یہان رہو میری دعوت قبول کرو۔ شاہزادہ مشتری نے کہا۔ ہر حال مین مجھے اپنا ملازم سمجھو مگر کسی صورت مین ہمیشہ مزاحم و مانع شغل نہ ہونا

شاہزادہ مشتری اکثر اوقات صحرا و جبال مین نکل جاتا تھا۔ ایکدن ساحل بحر پر گیا۔ دیکھا کہ ایک ماہی گیر نے ایک عورت پانزدہ سالہ حسین و جمیل کو دریا سے نکالا ہے اور اُسکی رفع بیہوشی کی تدبیر مین ہے۔ مشتری ستارہ طلعت کو اُسکا حسن ملیح بہت پسند آیا۔ اُس مرد کو مشت زر دیا اور اپنے مکان مین اُٹھوا لایا۔ ہر گاہ علم طب مین بھی وقوف کامل رکھتا تھا۔ چند روغن بہت ہی مجرب نافع اُسکے جسم پر ملے۔ بارے تین دن کے بعد اُسنے آنکھ کھولی اور ہوش مین آئی۔ بر وقت رفع ہونے غارغہ کے اسطرح کا حسن اُسکے سراپا سے جلوہ گر ہوا کہ وزیرزادہ نگران رہگیا۔ آخر اُس سے بہ زبان نرم پوچھا۔ تو کس ولایت کی باشندہ ہے۔ اُسنے ایسی زبان مین کچھ کہا کہ مشتری صاحب سمجھا۔ البتہ ترکیب زبان سے معلوم ہوا کہ ملک ہندوستان کی متوطن ہے۔

اتفاق سے انہین ایام مین مالک الغیرتقی نے بھی ایک کنیز ہندی خریدی اور وہ بھی زبان غیر کے سبب سے متفکر ہوا۔ بعد غور تامل دونو کو یکجا مکان میں رکھا

جس وقت ایک عورت نے دوسری عورت کو دیکھا بے اختیار ہائے کا نعرہ مار اور گلے ملکر ایسی روئین کہ دونو کو عالم غشی طاری ہوا جب ہوش مین آئین اس طرح باتین کین کہ گویا باہم اپنی سرگذشت بیان کرتی ہین - مالک الفریقی نے اپنی کنیز کو بھی شاہزادہ مشتری طلعت کے سپرد کیا اور اُسنے دونو کے افعال و اقوال کی نگرانی کی اس طرح چند روز کے اندر اُنکی زبان سے آگاہ ہو گیا بعدازان زبان مغربی کی تعلیم دی

جب وہ عورتین زبان مغرب مین باتین کرنے لگین مشتری نے مالک الفریقی کی کنیز کو محل شاہی مین بھیجدیا اور اپنی کنیز سے اُسکا احوال پوچھا اُس نے کہا مین اور وہ بادشاہ کی منظور نظر باہم خواہران حقیقی ہین میرا نام کام گنوہ اور اُسکا نام سیام کوہ ہے وہ دو سال مجھسے بڑی ہے ہمارے باپ کو گیانی بیاس کہتے ہین گیانی بیاس اپنے علاقہ مین برہمنون کا سرگروہ اور جوتش یعنی علم نجوم و دقیقہ شناسی مین کامل اور مہا راجہ ارجن بان کا ملازم جلیل المرتبہ ہے جو کنارہ دریائے شور سے تا دریائے زبدا فرمانروائی کرتا ہے ہمارا مولد و منشا مچھلی بندر ہے جو کنارہ دریائے شور پر واقع ہے میرے باپ نے مچھلی بندر کے قریب بیاس نگر کے نام سے ایک شہر مختصر آباد کیا ہے میرا باپ نو برس مہا راجہ ارجن بان کی خدمت مین رہتا تھا اور دو برس بیاس نگر مین - ایک مرتبہ اسکی غیبت مین حاکم مچھلی بندر اور تجار فرنگ مین نزاع سخت واقع ہوئی - اہل فرنگ نے بلائے بے درمان کی مانند فوج جہازی سے مچھلی بندر کو گھیر لیا اور دست غارت و تاراج دراز کیا - بیاس نگر بھی اُس مخمصہ مین لٹ گیا - ہم اُس ہنگامہ و رستخیز مین بھاگا چاہتی تھین ناگاہ چند فرنگی

باشمشیر ہائے برہنہ ہمارے مکان مین گہس آئے۔ اُنہون نے میری مادر ضعیفہ کو
مع کنیز وخادمہ جان سے مارا اور ہم دونو خواہران کو جہاز مین لے آئے اور
ایک سوداگر متوطن بصرہ کے پاس فروخت کیا۔ ہم چندے عرصہ سوداگر کے پاس مین
ایک شب سوداگر اور اُسکے غلامون نے جبکہ قافلہ ایک صحرا سبز و خورم مین خیمہ زن تہا
حد سے زیادہ شراب پی۔ ہم دونو موقع پاکر بہاگین۔ لیکن جب مین قافلہ سے
نکل آئی خواہر کو ہمراہ نہ پایا۔ نالان وگریان ایک طرف روانہ ہوئی۔ صبح کی وقت
بالائے درخت ایک چشمہ پر آرام کیا۔ جب رات ہوئی خوف سے ایک درخت پر چڑہ
گئی۔ وہ درخت کنارہ دریا پر تہا۔ قریب صبح دریا کو ایسا مد حاصل ہوا کہ تمام صحرا
بحر موج زن نظر آتا تہا۔ ناگاہ سمت مشرق سے ایسی موج تند سر بفلک کشیدہ پیدا
ہوئی کہ تمام ارکان درخت کو متزلزل کر دیا اور درخت کو بہالے گئی۔ مینے
جان کے خوف سے درخت کو مضبوط پکڑ لیا اور چند ساعت کے بعد بیہوش
ہوگئی۔ پہر اُس وقت ہوش و حواس درست ہوئے کہ تم میرے جسم پر روغن مل
رہے تہے

مشتری نے مالک کو کام کنور کی سرگذشت سنائی۔ اُسنے محلسرا مین جاکر سیام کنور
کو یہ قصہ سنایا۔ اُسنے کہا کام کنور کا بیان صحیح ہے۔ لیکن جبکہ سوداگر کے ایک
غلام نے اِس سبب بے خبر کہ دوسری کنیز بہی بہاگی جاتی ہے قافلہ سے نکلتے ہوئے پکڑ
لیا اور سوداگر نے کام کنور کے بہاگ جانے سے متنبہ ہوکر مجھکو خواجہ عیسے سوداگر کے
پاس فروخت کیا اور وہ یہان مجھے لایا پہلے سوداگر کا نام خواجہ ونسام تہا
شاہزادہ مشتری نے ایک دن کام کنور سے اُسکے مذہب کی حقیقت پوچہی

اُس نے کہا پیشوایان دین ہنود کا بیان ہے کہ ذات باری نرنکار یعنی منزہ و بیچون بیچگون ہے۔ اُس نے اپنی قدرت کاملہ سے تین شخص پیدا کیئے برہما و بشن و مہیش۔ ایک کی ذات سے قوت آفرینش دوسرے سے قوت حیات و پرورش اور تیسرے کی ذات سے قوت مرگ و فنا متعلق کی۔ اِن بزرگان یا عقول ثلثہ کو بہ ہیئت اجتماع تردیب کارن کہتے ہین۔ مشتری نے کہا۔ خدائے بیچون کے کامون مین کوئی شریک نہین ہو سکتا۔ تجھکو چاہیئے کہ مذہب اسلام قبول کرے اور حضرت عیسیٰ کو مرسل حق سمجھکر پیغمبر آخر الزمان کی منتظر رہے جنکا نام انجیل مین احمد لکھا ہے۔ کام کنور بدل و جان موحدون مین داخل ہوئی

ایک روز مشتری نے اپنا حال کام کنور کو سنایا۔ اُس نے جو اُسکے ضمن مین شاہزادہ خورشید تاج بخش کی حقیقت سنی آبدیدہ ہو کر کہا ایسے شخص کو اہل ہند اوتار کہتے ہین اور اوتار بمنزلہ مرسلان حق شمار ہوتے ہین بلکہ کہتے ہین کہ معاذ اللہ باری تعالیٰ خود اُنکے جامہ مین حلول کرتا ہے۔ مشتری نے کہا۔ تیرے طرز بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ علم شاستر مین وقوف کامل رکھتی ہے۔ کام کنور نے کہا ہان مین نے اپنے باپ سے بید چہارگانہ کا سبق پڑھا ہے۔ مشتری نے کہا۔ بید کیا چیز ہے۔ کام کنور نے کہا۔ اصل نام بید کا ویدہے اور وہ چار کتابین ہین جنکو کتب آسمانی سمجھا جاتا ہے اور برہما نے اُنکا ترجمہ کیا ہے۔ اول رگ بید جو مشتمل بر شناسائی ذات و صفات باری تعالیٰ و حقیقت حیات و مرگ ہے۔ دویم سیمبر بید اُسمین مذہب و ملت کے قواعد اور عبادت کے طریقے درج ہین۔ سوئم سام بید اُسمین علم موسیقی ہے۔ چہارم اتہرون بید جسکو اتہروان بید بھی کہتے ہین اُسمین علم و فن ...

حرب صریح ہین مع ادعیہ موثرہ جو بہنگام مجادلہ و محاربہ پڑہی جاتی ہین۔ اگر اُن ادعیہ کی
مذکو تھوڑی تجلیئے تو یہہ قدرت حاصل ہوتی ہے کہ ایک تیر سو اور ہزار تیر کا کام
کرتا ہے۔ ملک زادہ مشتری نے کہا۔ یہ قوت اعمال سحر کو حاصل ہے۔ کام کنور نے کہا
حالانکہ جادوگرون کو بہی ایسی دستگاہ حاصل ہوتی ہے مگر وہ نمودی امر ہے جن اعمال
کا اتہروں بید مین ذکر ہے اُنکو پائداری حاصل ہوتی ہے اور خدا سے استمداد
لیجاتی ہے۔ خود میرا برادر کلان پرم بیاس برہم چاری شرب ہی یعنی تجرد گزین اور
اعمال علوی کا عامل کامل ہے جب پہلی مرتبہ وہ غائب ہوا میری مادر کا نور بصر اُسکے
فراق مین روتے روتے ضائع ہوگیا۔ جس وقت اُس نے والدہ کے نابینا ہونے کا
حال سنا ایک دن گہر مین آیا اور وہ آب سرو پر کوئی اسم دم کرکے مادر کو دیئے آنکہوں مین
کو ملا فوراً آنکہیں روشن ہوگئیں۔ اب وہ برہمار دکہہ یعنی درخت برہما کی لکڑی
لینے کو گیا ہے جسکے خواص عمدہ مین سے ایک خاصہ یہی ہے جو مین اتہرون بید کے
عامل کے تیرون کا قبل ازین بیان کرچکی ہون۔ فی الجملہ مشتری ستارہ طلعت نے کام
کنور سے مذہب ہنود کے دقائق و رموز بخوبی پڑہین اور سنین

ایک دن وزیر زادہ مشتری نے ہندوستان کے ذکر اذکار مین ارجن پانڈو اور
اُسکی اولاد کی حقیقت پوچہی۔ کام کنور نے کہا۔ مہاراج کا خطاب ارجن پان ابن
سے ہے کہ وہ ارجن کی طرح تیر اندازی مین بے بدل ہے اور راجہ ارجن اُن پانچ برادران
مشہور سے تہا جنکو اہل ہند پانڈو کہتے ہین۔ مہاراج کا ایک پسر رشید چندر نگہی
خطاب ہے جو ہم حسین و ہم پہلوان زمان ہے۔ دوئم ایک دختر پانزدہ سالہ قمر پیکر
خورشید منظر ہے۔ لیکن آجکل مہاراج کو سوائے آرائی سونا کے اور کسی طرف خیال

نہیں - اسی غفلت مین مچہلی بندر لٹ گیا

مشتری نے پوچہا - رانی سونا کون ہے اور مہارائے کس تقریب سے اُسپر عاشق ہوا - کام کنور نے کہا سمت دکن ایک ملک وسیع سیر حاصل ہے جسکا پایہ تخت سیتاکول ہے - اُس ملک کے راجہ بہیم سین کی ایک دختر رانی سونا نامی ہے - ایک دن رانی سونا نے اپنے باپ بہیم سین سے تصویرات کا مرقع منگایا جس وقت اُس نے مہارائے ارجن بان کی تصویر دیکھی بہزار جان و دل مفتون ہوگئی - جب نہایت وہ بیقرار ہوئی دایہ سے مفتونی دل کا حال بیان کیا - دایہ نے رانی سونا کی والدہ سے اور اُس نے بہیم سین سے یہ حال کہا - دایۂ مذکور کا ایک برادر حقیقی تہا گوپال نام - اُسکی تمام عمر سیر و سیاحت مین گذری تہی اور ایسا ساحر زبردست کامل العمل تہا کہ اِس فن ناپاک مین اپنے روبرو سامری کا بھی کچھ وجود نہ جانتا تہا اور زردشت کو طفل مکتب سمجہتا تہا - راجہ بہیم سین نے اُس سے اپنا درد دل کہا - اُس نے ایک گلدستہ نرگس دایہ کو دیا اور کہا یہ گلدستہ خاص رانی سونا کے ہاتہ مین دو وہ رکہے اور تین روز و شب برابر پلنگ کے سرہانے رکھے اور ہر روز صبح و شام سونگہے روز چہارم وہی گلدستہ کسی ایسے آدمی ہوشیار و معتمد کو دو جو اُسکو مہارائے ارجن بان تک پہونچا دے اور ایک بار اُسے سونگہا دے

روز چہارم راجہ بہیم سین کا ایک غلام رامداس گلدستہ لیکر مہا نگر کی طرف روانہ ہوا جو مہاراؤ کا تخت گاہ تہا - گوپال ساحر نے رامداس مکار کو ایک منتر بتایا اور کہا یہ منتر ہر روز صبح و شام پانی پر پہونکنا اور وہ پانی اِس گلدستہ پر چہڑکنا - پہر یہ گلدستہ ایکسال کامل بہی نہین مرجہلنے کا -

رامداس نے مہانگر پہونچکر سنا کہ مہاراو کی صید گاہ خاص مین ایک فقیر بیراگی کا استہل یعنی تکیہ مین ایک چمن نرگس کا بہی ہے۔ مہاراو شکار سے فارغ ہوکر دو چار لمحے کے واسطے اُس بیراگی کے پاس جاتا ہے اور وہ بیراگی بطریق پرشاد یعنی تبرک ایک گلدستہ نرگس کا مہاراو کو دیتا ہے۔ گوپالداس اُس تکیہ مین پہونچا اور چند روز ایسی خدمت کی کہ بیراگی اُسکو اپنا معتمد الخدمت سمجہنے لگا حتے کہ جب مہاراے اُس تکیہ مین آیا بیراگی نے گلدستہ بنانے اور پیش کرنے کی خدمت گوپالداس ہی کے سپرد کی

جس وقت مہاراے نے وہ گلدستہ سحر سونگہا طرفۃ العین مین قلب ماہیت ہوگئی اور رامداس سے پوچہا تو کون ہے اور کس ملک کا باشندہ ہے۔ رامداس نے کہا اے راجہ راجگان ہندوستان مین سیکاکول کا متوطن ہون۔ مہاراے کے دل کو سیکاکول کے نام سے خود بخود تفریح ہوئی۔ پہر پوچہا۔ درین ولا سیکاکول کا راجہ کس شغل مین مشغول رہتا ہے۔ رامداس نے کہا۔ فی الحال راجہ بہیم سین کو اپنی دختر قمر پیکر رانی سونا کے جشن سالگرہ کی تیاری کے سوا اور کچہہ شغل نہین ہے۔ رانی سونا کو بہار چہاردہم شروع ہونے والا ہے۔ ہرگاہ مہاراے ارجن بان نے رانی سونا کا نام سنا باثر سحر نادیدہ بہزار جان عاشق ہوگیا اور رامداس کو اپنے ساتہہ شہر مین لایا بعد ذکر داذکار و خاطر و مدارات اُسکو سیکاکول روانہ کیا کہ رانی سونا کی تصویر لائے

رامداس سیکاکول مین آیا اور چند روز مین رانی سونا کا ایک ورق تصویر مہاراے کو لا دیا۔ گوپال ساحر نے ورق تصویر پر بہی اسماے سحر دم کر دیئے تہے۔ بوقت دیکہنے

دیکھنے تصویر کے رانی سوناکے عشق کا شعلہ مہاراجے ارجن بال کے کانون سینہ میں زیادہ تر مشتعل ہوا اور راجہ بھیم سین کو رانی سونا کی خواستگاری مین ایک نامہ شوق انگیز لکھا اور اُسی را مداس کے ہاتھہ بھیجا بھیم سین بہت خوش ہوا اور بعد انکار و اصرار البشر اٗد چند در چند نسبت قبول کی

کام کنور نے جب مہاراجے اور رانی سوناکے عشق و عاشقی کی داستان ختم کی۔ مشتری ستارہ طلعت نے کہا۔ نی الجملہ مہاراجے ارجن بان کی دختر خورشید پیکر کا حال بھی بیان کرو۔ کام کنور نے کہا۔ اُس صنم زیبا کا نام رانی روپ سنگار ہے اُسکے حسن دلاویز و جمال عالم زیب کی صفت میری زبان سے نہین ہو سکتی

چہ گویم وصف آن شمع شب افروز کہ از عکس رخش شب گشتہ چون روز
بہ ہندوستان چہ آن گل رو نمود دلیل سبز بختی ہند و ست

اُس نے شہر ہانگر سے چار کوس پر ایک باغ جنت نظیر اس کیفیت و آرایش کا بنوایا ہے کہ ہر چمن بہار و لطافت مین باغ ارم کو خجل کرتا ہے۔ اُستادان ہیئت دان و منجمان دقیقہ شناس نے بت و ہشت گلشن یعنی منازل قمر کی شکل از روئے علم ہیئت باغ مین ظاہر کی ہے اور ایک قصر فلک پایہ اس صنعت کا بنایا ہے کہ اُسکی خوبی و زینت کے روبرو خورنق ہیراجی کو ایک نخانہ ویران و بے رونق تصور کرنا چاہیئے۔ اُس قصر مین رانی روپ سنگار کا ایک نشیمن ہے اُسکی تعمیر خشت ہائے طلائی و نقرئی سے ہوئی ہے۔ صناعان کامل نے تمام در و دیوار پر ایسے عجیب و غریب نقش و نگار بنائے ہین کہ اُنکے مشاہدہ سے دیدہ دلبشر کو سیری حاصل نہین ہوتی۔ اُس قصر مین چار مینار چوب صندل

ـکے بنے ہوئے ہین جنکا ارتفاع ستر گز سے بہی زیادہ ہوگا۔ ہر مینار کے سات درجے
ہین۔ ہر درجہ مین جانوران گویا خوش خوان از قسم طوطی و سوہا کے خانے ہین
تخمیناً چار ہزار جانور ہوگا۔ ہزار سفید ہزار سرخ۔ ہزار سبز۔ ہزار منقش۔ چار سو ہنرمند
صاحب علم و دانش انکی تعلیم و تربیت کے لیئے نوکر ہین۔ انمین بعض جانور ایسے
گویا ہین کہ سامعین متحیر رہ جاتے ہین غزل ٹھمری دوہرہ کے علاوہ حکایات
رنگین اور پند ہائے دلنشین کہتے ہین۔ یہہ جانور اہل ہند کو بہت عزیز ہے
اور مشہور رکہتے ہین کہ لاکہہ مین ایک جانور غیب دان بہی ہوتا ہے

شاہزادہ مشتری نے کہا۔ اے رفیق تنہائی بے اختیار جی چاہتا ہے کہ انی
روپ سنگار اور اُسکے قصر کو بچشم خود دیکہون۔ مگر یہ سراسر دروغ و کذب ہے کہ
جانور غیب دان ہو۔ کامکنور نے کہا۔ فی الحقیقت یہ امر قیاس مین نہین آتا کہ
طیور غیب دان ہون۔ مگر میرا بہائی برہمچاری اپنے اُستاد دوج بیاس کی
زبان سے بیان کرتا تہا کہ ایک فرقہ قوم اجنہ سے بشکل طیور و بہائم عبادت الٰہی
مین مشغول رہتا تہا۔ انمین چند جنسے بصورت طوطیان ناطق بہی تہے انہون نے
درگاہ یزدانی مین دعا کی کہ ہمین اسی شکل حیوانی مین داخل رکہنا تاکہ آلایش معصیت
سے پاک رہین۔ دعا انکی مستجاب ہوئی۔ بس انکی نسل سے یہہ طوطی پیدا ہوتے ہین
انکی عقل و نطق [illegible] ہے۔ ہرگاہ انکے آبا علم نجوم مین بہی دخل رکہتے
تہے۔ ہر [illegible] کی مانند [illegible] عقل و ہوش خبر و اخبار کا مادہ
[illegible]

چند روز کے بعد مشتری [illegible] سے خدمت طلب کی

اُس نے کہا اے جوان - اگر تو یہان رہے مین تجھکو اپنے فرزند غرق غضنفر نوجوان
کی جاے سمجھون - اُسکو شکار ماہی کا بہت شوق تہا - ایک دن جو موافق معمول
دریا پر گیا وقت شب بہی شکار کہیلتا رہا - وہ شب مہتاب تہی - ناگاہ شست ماہی
اسقدر سنگین ہوئی کہ گویا کسی نے ہزار من کا بوجہہ اُسمین باندہ دیا ہے - غضنفر نے
سمجہا کہ کوئی ماہی بزرگ و قوی گرفتار ہوئی ہے کشتی مین سوار ہو کر متواتر چند
زور کیئے - ناگاہ پانو نے لغزش کی اور بغلطک زنان دریا مین گرا - ملاحون اور
غواصون نے تمام قعر دریا چہان مارا کہین پتہ نہ لگا - منجمین کا قول ہے کہ غضنفر صحیح
و تندرست بار دگر والدین سے ملیگا مگر مجہکو باور نہین آتا - مشتری نے بہر نہج ملاک
کی تشفی کی اور غضنفر نوجوان کی تصویر دیکہ کر یہہ کام کنور ایک کشتی مختصر مین سوار ہوا

احوال رشک پری بنت عمدۃ التجار خواجہ ابراہیم

اس مہجورہ کا حال ہم یہانتک بیان کر چکے ہین کہ اُسکی ماں نزد سعدون کے پاس
اور خود رشک پری دردان زنگی حاکم جزیرہ [illegible] کے محلسرا مین رہتی ہے
اور اُسکا برادر صغیر السن مسعود بصنائع زنگی حاکم جزیرہ شتغافل کی تربیت مین ہے
[illegible] جب [illegible] خواجہ ابراہیم اور غیرت حور کی
قبرون پر جاتی ہین - ایک دن شدت گریہ و بکا سے ضعیف ہو کر اُن قبرون پر سو
گئین - رشک پری نے اپنے شوہر خواجہ ابراہیم [illegible] کو خواب مین دیکہا کہ لباس
[illegible] سرخ رنگ [illegible] آیا اور کہا [illegible] غضنفر
[illegible] مسعود [illegible] زنگی [illegible] گا اور اس جزیرہ

مین حکومت کریگا۔ اُسی شب رشک پری نے غیرت حور کو عالم رویا مین دیکھا
گویا بہشت برین مین ہے۔ رشک پری قدم برداشتہ خواہر کے پاس گئی اور نہایت
آرزو سے قدمبوس ہو کر کہا۔ برائے خدا مجھے بھی اس مقام عالی مین بلا لو۔ غیرت حور نے
بعد جبین بوسی کہا۔ اے خواہر عزیز القدر تشویش نہ ہو۔ جلد تر شاہزادہ خورشید
تاج بخش کی دولت وصال سے بہرہ اندوز ہو گی

اور وہ دختر نے بیدار ہو کر اپنے خواب کی حقیقت بیان کی اور دست د
بغل ہو کر خوب روئین جب کسی طرح دل کی حسرت نہ نکلی۔ رشک پری تا دو
دن ان کے مجلس مین اور دلکشا خاتون سعدون وزیر کے محل مین آئی۔ اُس خواب نے
دلکشا خاتون کو ایسا بیقرار کر رکھا تھا کہ پھر فراق پسر کی متحمل نہ ہوئی اور سعدون
سے رخصت ہو کر جزیرہ شفاقل کی راہ لی۔ رشک پری کو ان کے جانے سے
پریشانی ہوئی لیکن اس خیال سے مسرت بھی ہوئی کہ مادر و پسر یکجا ہو گئے
چند روز کے بعد قارون زنگی نے تیار ہفت روزہ کا سامان کیا۔ رشک پری
مقبرہ مین آئی اور بعد زیارت قبر غیرت حور کے مزار پر بیٹھی۔ اُس وقت
دل پر صاحبقران اعظم کا ایسا تصور بندھا کہ نہایت درد سے روئی۔ آخر ہوش سے
جاتی رہی۔ اُسی بیہوشی مین دیکھا کہ صاحبقران گردون سریر بہ ہزار تمکین و وقار
تخت استراحت پر دراز ہے مگر چشم باز اور بشرہ سے آثار حزن و ملال ہویدا
جس وقت شاہزادہ نے رشک پری کو دیکھا بہ لب تبسم ظفر فرمایا۔ اے دختر خواجہ
سبحان اللہ ایسی بیع و شرا بھی جہان مین ہوتی ہے کہ تو نے ہماری جنس محبت
بہ جان و دل خریدی اور ایک شخص مجہول الاحوال نا معلوم المقام کے ہاتھ

ہماری متاع عشق بیچی۔ اگرچہ تیری خواہر ہماری شورش محبت مین جہان فانی سے درگذری مگر ہمین بھی اپنی بدولت ایک نازنین بے نام و نشان کی دام الفت مین گرفتار کر گئی۔ ناگاہ رشک پری کی آنکھ کھلی۔ وہ سامان حسرت بخش دوبارہ پھر نظر نہ آیا۔ فرط الم سے بار دگر بیہوش ہو گئی اور عرصہ تک اسی حال مین مبتلا رہی

جب قارون زنگی شکار سے واپس آیا جاسوسون نے خبر دی کہ چند سفائن تجار اس طرف آ نکلے ہین۔ قارون نے اس قافلہ کو غارت کیا اور سالار قافلہ خواجہ رشید مغربی سے کہا کہ اگر تو دو ہزار اشرفی لا دے مین تجھے رہا کر دونگا خواجہ نے اپنے فرزند جمشید نام کو کہ ایک طفل دہ سالہ تھا اس کام پر مامور کیا

رشک پری ہنوز مقبرہ مین مقیم تھی۔ ایک دن ہنگام صبح آخر شب ایک برج مین گئی جو دریا کی طرف واقع تھا۔ ناگاہ ایک آواز حزین درد ناک کان مین آئی جب اس طرف کان لگائے سنا کہ کوئی شخص اپنے روز مطلب کی درگاہ ربانی مین دعا کرتا ہے اور ضمن مناجات مین بار بار شاہزادہ خورشید تاج بخش کا نام لیتا ہے۔ رشک پری بہ تحیر قدمی چار طرف برج کے پھری۔ دیکھا کہ دریا کے کنارے ایک کشتی مختصر پردہ دار استادہ ہے اسی سے وہ صدائے حزین آتی ہے۔ حسب اتفاق اس وقت ایسی ہوائے تند و تیز چلی کہ خود بخود ایک طرف سے کشتی کا پردہ بلند ہو گیا۔ رشک پری نے دیکھا کہ ایک نازنین نوزدہ سالہ مہر طلعت گیسوان مشکناب پریشان کئے ہوئے ہمہ تن دعا و مناجات مین مصروف ہے۔ ایک کنیز کو ملاحون کے پاس بھیجا۔ انہون نے

کہا۔ یہ کشتی خواجہ جمشید بن رشید سوداگر کی ہے۔ وہ اپنے پدر مقید کی نجات کے
واسطے زر نقد لینے جاتا ہے۔ رشک پری سمجھی کہ اسمین کوئی بھید ہے۔ جمشید
کو پس پردہ بلایا اور اپنا مختصر حال بیان کرکے کہا۔ اگر تو عورت ہے میرے پاس
آ اور اپنا صحیح حال بیان کر۔ وہ نازنین مردانہ لباس بے تکلف رشک پری کے پاس
آئی اور کہا۔ میرا نام ناہید ہے۔ ملک اندلس کی دختر صاحبقران اعظم کی کنیز
خاص اور خسرو شیردل کی طالب ہم مطلوب ہوں۔ بعد ازان نہایت درد سے
روئی اور عالم گریہ مین یہ اشعار بزبان سوز و گداز پڑھے

ابر را دیدم چون با چشم گریانی نداشت — برق ہم کم مایہ بود از شعلہ سامانی نداشت
بامسیحا درد خود گفتم ولے سودے نکرد — زانکہ چون بیماری آن چشم درمانی نداشت
سینہ ہا ہیچ گہ بے ناوک جبری نبود — این مصیبت خانہ کہ دیدم بہانے نداشت

جب کچھ افاقہ ہوا سلسلہ کلام کو یہانتک پہونچایا کہ جزیرہ ارمنیہ مین صاحبقران اعظم
کی معشوقہ صاحب خواب ملکہ زہرہ جبین سے ملاقات ہوئی۔ میرا قصد تھا کہ تا زیارت
صاحبقران اعظم و وصال خسرو اُس ملکہ عالم خوبی کی خدمت مین رہون۔ ناگاہ ملکہ
کو سلطان روم نے طلب کیا اور وہ اور مین ایک کشتی مین سوار ہوئیں بعد سہ دو شب
بعافیت و سلامتی گذرے۔ روز سیوم طوفان عظیم آیا اور کشتی پاش پاش ہوگئی۔ مین تختہ پارہ
ایک ہفتہ کامل اس بحر متلاطم مین ہر طرف بہتا پھرا۔ روز ہشتم خواجہ رشید کے سفائن
نظر آئے۔ اُسنے مجکو اپنی کشتی مین لے لیا اور میری سرگذشت سن کر کہا۔ خاطر جمع رکھ
صاحبقران اعظم و خسرو شیردل شہر ابدان مین صحیح و سلامت موجود ہین مین
تجکو اُنکے پاس پہونچادونگا۔ مگر خواجہ اپنی [illegible] یہ مجکو اسباب نہ ہو سکا۔

بادِ ناموافق نے ہمکو قارون مردود کا اسیر کیا۔ جب قارون نے بطمع زر مجکو آزادی دی۔ خواجہ رشید نے مجھسے کہا۔ تیری رہائی کا یہ حیلہ نکل آیا ہے۔ براہ راست شہر ایہوا زمین پہونچ

رشک پری مخلصہ میں گئی اور قارون سے کہا۔ خواجہ رشید میرا خالو ہے اور اُسنے جس جوان کو واسطے لانے زر فدیہ کے وطن میں بھیجا ہے وہ مرد نہیں خواجہ رشید کی دختر اور میری خالہ زاد بہن ہے۔ اگر تو میری زندگی چاہتا ہے ناہید کو دختر سمجھ اور خواجہ رشید کا مال و اسباب مع شئے زائد واپس کر کے اُسکو رہائی بخش۔ قارون نے جو رشک پری کا دیوانہ اور آخر امید وصال رکہتا ہے رشک پری کی باتون کو قبول کیا۔ خواجہ رشید کامیاب و کامران وہان سے روانہ ہوا۔ ناہید نے قیصر و خدیو والی کے نام عریضہ لکھ کر دیا اور رشک پری نے بھی ایک عریضہ نیاز آمیز و گداز صاحبقران کے نام خواجہ رشید کے حوالہ کیا

چند ماہ کے بعد قیلاب قیل زور زنگی حاکم جزیرہ قیلابیہ نے قارون زنگی پر چڑھائی کی بلکہ بعض حصہ زائرسیر حاصل پر قبضہ کر لیا۔ جس وقت قارون نے غنیم کی دست درازی کی خبر سنی بافوج جرار قارونیہ سے نکلا۔ رشک پری اور ملکہ ناہید قصر میں آئین وہان اُنکے ایما کے مطابق مفاتح و مفتوح و سلاح موجود تھے اور اُنہون نے اُس کشتی کے علاوہ جسمین ملکہ ناہید نے بوقت رہائی نیشنگ ارو سفر کیا تھا ایک اور کشتی ایسی سبک اور تیز رو تیار کر رکھی تھی جو شبا شب ہزار فرسنگ سے زیادہ راستہ طے کر سکتی تھی۔ یہ نازنان فولاد جگر بہ لباس مردانہ ہی تیز رفتار کشتی مین سوار ہوئین اور بقصد اہواز بادبان کشتی کہلوا دیئے

قارون زنگی نے قیلاب زنگی کو بہ سردی و مردانگی سر میدان قتل کیا اور منصور و مظفر نقارہ نوازان جزیرہ قاردیہ کی طرف معاودت کی۔ یہان آکر شاکر بری اور ناہید اندلسی کو مفقود پایا۔ بہت اضطراب کیا مگر اب کیا ہو سکتا تہا

داستان شاہزادہ صاحب فوج فرخزاد فرح روز تسخیر کنندہ ممالک سواحل فرنگ

جسمین یہ داستان بیان کی گئی ہی کہ شاہزادہ فرخ زاد بن شہباوت نے ابعد تسخیر و خلاصی ملکہ تاج افروز بنت اسمر شاہ و خلس نوجوان بن اطلس شاہ بوضع تجار باعزم اسمریہ کی طرف روانہ ہوا کہ ملک اسمر کو مسلمان اور اسکی دختر تاج افروز سے برضائے والدین عقد کرے

راوی کہتا ہے کہ شاہزادہ فرخزاد مع ہمراہیان اسمریہ مین پہونچکر ایک کاروان سرا مین ٹہرا اور دوسرے دن چند تحائف لیکر ملک اسمر کی بارگاہ مین گیا۔ ملک اسمر بہ خاطر تواضع پیش آیا اور تحائف قبول کرکے مہمانی کی۔ فرخزاد نے دیکھا کہ ملک اسمر بنہایت ملول و محزون ہے قیاس سمجہا کہ اپنی دختر تاج افروز کی گم شدگی سے رنجیدہ ہی۔ بازہم بہ تجاہل عارفانہ تغیر مزاج کا باعث پوچہا۔ ملک اسمر فرخزاد کو ایک مکان مکلف مین لیگیا۔ وہان تخت زرنگار پہ ایک پیکر طلائی ایسی صورت کی رکہی ہوئی تہی جسکے دونو پانو پائے خر کی مانند تہے اور ایک نازنین صنم چاردہ سالہ ازسرتاپا زیور رنگونا گون سے آراستہ جسمین بت طلائی کے دونو

دست بستہ استادہ تھی۔ اُسکی ترکیب سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا اُس پیکر تخت نشین سے کسی مطلب کی دعا مانگ رہی ہے۔ شاہزادہ فرخ زاد نے جو اُس نازنین کو خوب دیکھا ملکہ تاج افروز کی صورت سے اسقدر مشابہ پایا کہ سرمو فرق نہ تھا

ملک اسمر نے کہا اے مہمان عزیز مجکو خداوند جل الحکا نے بجز ایک دختر کے اور کوئی فرزند عطا نہیں فرمایا جب وہ بعمر چاردہ سالگی پہونچی ایک دن اسی باغ سے گم ہوگئی۔ قیاس کرتا ہوں کہ سارو تن بن اسلوق کج گردان نے اپنا کوئی عیار چالاک بھیجا اور وہ تاج افروز کو لے گیا۔ مینے جب اِس حادثہ کی خبر سنی دانشمان وزیر کو حکم دیا کہ تاج افروز کی خالی سواری اُسی طرح شہر مین لاؤ جس طرح گئی تھی تاکہ یہ خبر بد زیادہ مشتہر نہ ہو۔ اُس نے میرے اِس حکم کی تعمیل کی اور مینے موم کا فورسے تاج افروز کی پیکر بنوائی اور اِس بُت طلائی کے روبرو جس کا نام خداوند جل الحمار اور ہمارا معبود ہے بدین نیت استادہ کی کہ بار دگر تاج افروز کی ملاقات ہمارا نصیب ہو

شاہزادہ فرخ زاد نے کہا۔ تم باین دانش ایک بُت خود ساختہ کی پرستش کرتے ہو۔ اگر شرک وکفر سے توبہ کرو اور خالق ارض وسموات رجوع لاؤ عجب نہیں کہ تاج افروز پیدا ہوجائے۔ ملک اسمر نے کہا۔ اگر دختر میری پیدا ہو نیز اُسکے گم ہونے کی اصل حقیقت دریافت ہو جو ہمارے ملک مین معما سمجھا جاتا ہے تو مین بمع مال دین اسلام قبول کرونگا۔ فرخ زاد نے کہا۔ مین میل کنی کو تیار ہون۔ ملک اسمر نے کہا اُس میل صاحب ہمارا کا کندہ کرنا بجوان کا کہیں نہیں ہے زبس قت سب ہ بٹر وکلنڈ کی بہل ضرب ہی پہونچتی ہے۔ طرفۃ العین مین یہ یف دریا عقربان با دزیر سیل

بیہوش نالان ہوتا ہے - اگر ہزار ہا آدمی ہون اُنکی اذیت سے محفوظ نہین رہتے شاہزادہ
نے کہا - ہرچہ بادا باد مین کل تمہارے ہمراہ اُس میل طلسم تک چلونگا - اگر کندہ
کیا تمنے مع رعایا مسلمان ہو جانا ورنہ مین بیک بینی و دو گوش یہان سے
چلا جاؤنگا

فرخزاد ملک اسمر سے رخصت ہو کر فرودگاہ مین آیا اور اسمائے الہی سے ایک
اسم کا ورد شروع کیا - یہ اسم شہاہوت دانا نے بتایا تھا کہ ہنگام افکار و اضطرار
ورد کرنا - فرخزاد کی عین اوراد مین آنکھ لگ گئی - بقدرت ربانی ایک ہوکل کلان
عالم بالا سے حکیم شہاہوت دانا کی صورت خواب مین آیا - اُس نے کہا - ای فرخزاد
صبح یہی اسم باین اعداد پڑھنا اور میل طلسم کو کندہ کرنا - فرخزاد مسرور و بشاش بیدار ہوا
اور ملک اسمر اور اُنکے وزرا و امرا کو ہمراہ لیکر میل طلسم کی طرف روانہ ہوا - ملک
اسمر نے قریب میل خیمہ و خرگاہ برپا کرائے اور شاہزادہ فرخزاد اسم خوانان زیر میل
آیا - ہنوز میل پر کوئی ضرب نہ لگائی تھی کہ ایک طرف سے ایک نوجوان ہفدہ سالہ
پر لباس عیاری و یراق مرہٹی برق لامع کی مانند جست زنان پیدا ہوا اور قریب
آنکے شاہزادہ عالمیان باخلاص نہایت ادب سے سلام کیا - فرخزاد نے بدیدۂ حیرت
اُس عیار بچہ کی صورت دیکھی اور پوچھا - اے شخص تو کون ہے اور باشندہ کس مقام سے
تیرا کیا تعلق ہے

اُس نے کہا - غلام اُس جوان عالیقدر و مویدمن اللہ کے مقدم فیض توام کا منتظر ہی
جو اس میل فولادی کو کندہ کرے - میرا نام غریو ہے - اور میرے باپ کو ہتو
کہتے تھے - وہ فن عیاری مین ایک درویش صاحب کشف و کرامات قطب زمانہ درویش

ترسم کا مرید ہوا۔ درویش ترسم کو بزور کرامت اِس میل فولادی کی اصل ماہیت سے بخوبی واقفیت حاصل تھی۔ اکثر ہنگام تذکرہ فرماتے تھے کہ یہ میل طلسم سواحل شاہ بادشاہ ممالک سواحل نے بنوایا تھا اور کشائش طلسم خاص اسمائے الٰہی کے اوراد پر موقوف رکھی ہے اُسی زمانہ مین میرا تولد ہوا۔ جب مین بہ عمر چار سالگی پہونچا۔ درویش ترسم نے میرے باپ سے فرمایا اے ریو تم اپنے فرزند کو فنون عیاری و سرہنگی کی تعلیم دو۔ ہم اب جانتے ہین کہ یہہ طفل خوش طالع شاہزادہ میل کن کا عیار خاص ہوگا۔ میرے باپ نے فقیر صاحب کا ارشاد بجان و دل منظور کیا۔ ایک سال کے بعد درویش ترسم نے انتقال کیا اور خرقہ درویشی میرے باپ شیاہ ریو کو بخشا۔ جب مین یازدہ سالہ ہوا میرے باپ نے بھی رحلت کی اور بوقت مرگ مجھے یہ وصیت کی جو حضور کی خدمت مین گذارش کی گئی۔ اب یہہ طرفہ نقل سُنیئے۔ شب گذشتہ مین بستر خواب پر بے خبر سوتا تھا۔ درویش ترسم بصورت ملکی در خرقہ سبز رنگ عالم واقعہ مین تشریف لائے اور فرمایا۔ اے عزیز مژدہ ہو تجھے کہ روز فردا وہ شاہزادہ موعود تشریف لائیگا اور میل طلسم کو پرکاہ کی طرح زمین سے باہر نکال لیگا۔ پھر شاہزادہ اُس نامدار کی خدمت مین پہونچ۔ ریو کے بیان سے شاہ و وزیر کو مع دیگر خلایق کے یقین ہو گیا کہ یہہ جوان والاشان سوداگر نہین بلکہ کسی ملک کا شاہزادہ ہے

شاہزادہ فرخندہ نے یہ روایت سُنکر جناب باری مین سجدہ شکر بجالایا اور آفرینندہ ہژدہ ہزار عالم و ہزار در یک نام یاد کر کے ایک نعرہ مارا الحمد اُنہون اُس میل کو بغل مین ایک زور کر کے بتائید ربانی و زور بازو اول ہی مین نصف میل زمین سے نکل آیا اور زور دوم مین تمام و کمال مگر ساتھ ہی خود بھی جسم رخ خوردہ

سطح زمین پر گرا اور ایسا بے ہوش ہوا کہ حال و استقبال کی کچھ خبر نہ رہی۔ بر وقت کندہ ہونے میل کے چار طرف سے صدائے آفرین تحسین بلند ہوئی۔ لیکن شاہزادہ کے بیہوش ہو جانے سے تمام حاضرین کے دل پر صدمہ پہونچا۔ آ۔ مہتر غریو کہ اسکو مطلق رنج و افسوس نہ تھا بلکہ خلائق کی گریہ و زاری پر ہنستا تھا۔ ناگاہ اسمر نے مہتر غریو سے بسخت زبانی کہا۔ جملہ حضار معرکہ روتے ہین اور تو خندہ زن ہے۔ قسم ہے خداوند رجل الجبار کی اگر یہ جوان اوپر چند ساعت ہوش مین نہ آیا۔ ہم تجھے بھی بدترین عذاب سے ہلاک کرینگے۔ غریو نے کہا میری کیا تقصیر ہے حسب بشارت اِس جوان کو میل کنی کا مژدہ دیا۔ بارے الحمد للہ جو کچھ کہا تھا بے کم و زیاد ظہور مین آیا۔ مین قدرت مسیحی نہین رکھتا کہ مجھسے اِس موقع پر اثر ہو۔ اور اگر تم ایسے ہی جان نثار اِس والا شان کے ہو۔ مجھسے وعدہ کرو جو شے تم سے طلب کرون بے مضائقہ دیدو۔ مین کچھ تدبیر کرونگا۔ اسمر شاہ و دانشمان وزیر نے قبول کیا۔ مہتر غریو ایک طرف چلا گیا اور چند ساعت کے بعد ایک شیشہ پر از روغن سبز لایا۔ اُسنے بدست خود وہ روغن شاہزادے کے تمام جسم پر ملا تا آنکہ وہ حالت بے خودی رفع ہوئی۔ اسمر شاہ و دانشمان وغیرہ سرداران اسمر یہ نے

طلسم میل کی فتح کی مبارکباد دی

میل کی جگہہ ایک چشمہ آب شیرین پیدا ہوا۔ شاہزادے نے اُسکا پانی خالی کروا دیا۔ تہ چشمہ کی ایسی مجلی و شفاف نکلی کہ گویا زمین بلور تھی۔ بیلداروں نے بمشقت تمام تین روز و شب مین زمین کھود دی۔ روز چہارم ایک تہ خانہ کا دہانہ ظاہر ہوا جسکو قفل لگا تھا۔ فرخزادے نے غریو کی ہدایت سے بدست خاص پنجہ دست

کی قوت سے قفل کو کہولا اور تہ خانہ مین داخل ہوا۔ وہان ایک تخت مربع پر صندوق مقفل رکہا تہا۔ بقوت پنجہ دست اسکو بہی کہولا۔ اسمین سے سوا حل شاہ کے اسلحہ جواہر نگار مع ایک شمشیر نایاب کے نکلے۔ اسکے قبضہ پر سیف السحر و برق البحر کندہ تہا جس وقت شاہزادہ نے اس شمشیر تحفہ عالم کو ہاتہہ مین لیا ایک شخص سیاہ رنگ جسکی درازی قد اور جسامت فیل کلان کے برابر تہی پردہ زمین سے باہر نکلا مگر خزامہ نے اسکو شمشیر برق البحر سے ہلاک کیا۔ بروقت ہلاک ہونے حیوان طلسمی کے دو ساعت مستقیمہ تہخانہ مین تاریکی محیط رہی۔ بعد ازان میدان سے زیلوجہ مکان روشن ہوگیا اور باعتبار وسعت و ہم اندر سے آرایش و صفائی دولت خانہ شاہی سے بمراتب بہتر نظر آیا۔ چار طرف متعدد مکانات منقش و رنگین و مصور مزین و دلکشا بنے ہوئے تہے۔ ان مکانون مین حد شمار سے زیادہ صنادیق پر از جواہر و اشرفی رکھے تھے

تہ خانہ سے باہر ملکہ اسمر شاہ و ملکہ شمائل زمرد وغیرہ شاہزادہ کے بر آمد ہونے کے منتظر تہے ناگاہ اس شدت کی باد تند و تیز چلی اور گرد و غبار متصاعد ہوا کہ زمین و آسمان شب دیجور کی صورت سیاہ ہوگیا۔ تین ساعت مستقیمہ یہی طوفان بپا برپا رہا۔ بعد دور ہونے ظلمت طوفان کے حاضرین معرکہ نے دیکھا کہ تمام آسمان پر ابر غلیظ محیط ہو رہا ہے آخر اسقدر بارش باران ہوئی کہ صحرا طغیانی آب سے دریائے مواج کی صورت نظر آتا تہا۔ بعد موقوف ہونے بارش کے وہ صحرا نو خیز سبزہ معطر اور گل و ریاحین سے نمونہ بہشت بن گیا اور اس میدان مسطح و سیع الفضا مین ایک عمارت عالیشان رفیع البنیان فلک فرسا پیدا ہوا جسکی ترکیب عمارت سے

ظاہر تہا کہ زمانہ دراز کا بنا ہوا ہے۔ مہتر عزیو نے کہا۔ صاحبو اب مین تمکو اُس عجز ان
والا قدر صاحب اقبال کی خدمت مین لے چلتا ہون۔ جسنے آجتک اپنے کو سوداگرزادہ
ظاہر کر رکھا تھا۔ بہرحال اُس مسندنشین تخت عزت وجلال کا حلقہ اطاعت و انقیاد بخلوص
عقیدت و ارادتمندی آویزہ گوش کرو اور جو دین و ملت تلقین فرمائے اُسمین اپنی
رستگاری سمجہو۔ ہرچند کہ مرتبہ صاحبقرانی حاصل نہین مگر اُسکے صاحبقران کو جانے
ہونے مین شک و شبہہ نہین

ملک اسمر شاہ و دنشعاب وزیر و آذرمان قہرمان سپہ سالار و دیگر سرداران مہتر
عزیو کے ہمراہ اُس مکان مین گئے۔ قصر کا صحن گل و لالہ اور درختان مثمر و غیر مثمر اور
حوض و انہار اور فوارہاے آب افشان سے صفحہ ارژنگ کی مانند آراستہ و
پربہار ہو رہا تہا۔ اسی طرح ہر مکان کا فرش و سامان بہی ایسا مکلف دیکھا کہ وہم
و گمان بشر سے خارج تہا۔ اسمر شاہ نے کمال خلوص و ارادت سے شاہزادہ کے دست
حق پرست کو بوسہ دیا اور کہا۔ اے ذوالقدر دوران ہمین تیری طفیل سے ایسا تماشائے
ہوش ربا دیکہنا نصیب ہوا ہے کہ کبہی وہم و گمان مین نہ تہا۔ براہ عنایت
اپنے حال واقعی سے آگاہ اور ارکان شریعت اسلام تلقین فرماؤ۔ شاہزادہ فرخزاد
نے اپنا اور صاحبقران اعظم کا احوال بالتفصیل بیان کیا اور اسمر شاہ اور اُسکے سرداران
کو مع رعایا و برایا دائرہ اسلام مین داخل کیا اور حکم دیا کہ مہم اسلامیہ کیلئے فوج تیار
کرو۔ شاہزادے نے مہتر عزیو کے حال پر کمال نوازش فرمائی اور ایک
دست لباس مرواریدنگار مع چند پیراق عیاری عطا کرکے جلیسی خاص
کی خدمت سرہنگی بخشی۔ بعد ازان دریافت کیا۔ تمکو کیا امر اہم درپیش ہے

جبتک ہماری بیہوشی کے عالم مین تمنے اسمر سادہ و دانشمان سے عہد لیا۔ غریو نے کہا
مین وہ مطلب تخلیہ مین عرض کرونگا

شاہزادہ فرخزاد نے دیکھا کہ باوجود دیکھنے اور سُننے تو اور زمانہ کے تاج
افروز کی جدائی کے رنج کے باعث اسمر شاہ کی طبیعت شگفتہ نہین ہوئی نیز اُسکی
والدہ کے کرب اضطرار کی حقیقت سُنی۔ اب اور زیادہ مخفی رکہنا تاج افروز کا
مناسب نہ سمجہا اور مہتر غریو کو حکم دیا کہ ملکہ تاج افروز کی سواری محل شاہی مین
پہونچادو۔ اسمر شاہ بہی محل مین گیا اور مادر و پدر دختر سے ملکر ایسے خوش ہوئے
کہ سکتہ کی نوبت پہونچی۔ جب ہوش مین آئے سامان عروسی کی تیاری کا
حکم دیا

مہتر غریو شاہزادے کی خدمت مین حاضر ہوا اور ملکہ تاج افروز کی صحت ہوا
کا مژدہ دیکر کہا۔ الکریم اذا وعد وفا۔ شاہزادے نے فرمایا۔ اے مہتر مین تجہسے
زیادہ کسیکو اپنا رفیق و نوکر تنخواہ نہین سمجہتا۔ تو نے وہ حق عظیم میرے نسبت ثابت
کیا ہے کہ تمام عمر اُسکے بار سے سبکدوش نہین ہو سکتا۔ بہرحال اپنے مطلب کا اظہار
کر۔ اگر ہمارے دست قدرت مین ہوا اُسکے ادا کرنے مین ایک لمحہ کا درنگ
نہین کرینگے۔ مہتر غریو نے کہا۔ مین وزیر دانشمان کی دختر نازپیکر کا عاشق
زار ہون۔ اُس سے عقد کرا دیجے۔ گویا دولت و جہان مجکو بخشی۔ شاہزادے نے
اُسی وقت دانشمان وزیر کو بلایا اور غریو کو انگشتری دامادی دلوائی۔ بلکہ اپنے
منعقد ہونے سے قبل غریو کا نازپیکر سے عقد کیا

فرخزاد کو منعقد ہوئے پانچ روز گذرے تہے کہ ناگاہ اسلوق گنج گزان کا ایک

پہلوان لشکر باروق کج گردن نام بہ صیغہ رسالت اسمریہ مین آیا۔ شاہزادے نے پوچھا۔ کیا شہر اسلاقیہ کی تمام خلقت کج گردن ہے۔ اسمرشاد نے کہا۔ ملک اسلوق فقیر کی دعا سے کج گردن ہوا۔ اور کوئی شخص وہان کج گردن نہین ہے مگر بادشاہ کی نسبت سے کج گردن ایک خطاب عمدہ ہوگیا ہے۔ اور تمام سرداران عمدہ لقب کج گردن سے مشہور عام ہین

باروق نے قریب شہر اپنے خیام نصب کرائے اور اس امر کا منتظر رہا کہ موافق دستور پیشین اسمرشاہ کی طرف سے کوئی سردار عمدہ استقبال کے واسطے آئیگا۔ یہان سے شاہزادہ فرخزاد کے حکم سے کوئی سردار استقبال کو نہ گیا۔ ناچار روز چہارم باروق کج گردن خود سوار ہو کر آیا۔ اُس دن فرخزاد نے خدمت درگاہ سالاری مخلس بن اخش شاہ کو اور اہتمام بارگاہ بہتر غزنوی کو دیا تھا۔ مخلس نوجوان نے باروق کو دربارگاہ ٹھہرادیا اور شاہزادہ سے اجازت حاصل کرکے باروق کو حاضر کیا۔ باروق نے نامہ اسمرشاد کے ہاتھ دیا۔ اسمرشاد نے شاہزادہ کی حکم سے نامہ منشی کے حوالہ کیا اور کہا بہ آواز بلند پڑھو

خلاصہ مضمون یہہ تھا۔ ملکہ تاج افروز کو ملکزادہ ساروق نے اپنے ایک عیار کے ہاتھ طلب کیا۔ ارادہ تھا کہ اُس سے عقد کرے۔ اُسکے منگیتر نے موقع پاکر تاج افروز کو صندوق مین بند کرکے دریا مین بہادیا۔ وہ صندوق بعجب اتفاق اُن جوان مسافر کے ہاتھ آگیا جسکو تم کچھ شے سمجھے ہوئے ہو اور اُسکو اپنا داماد بنایا ہے بہتر ہے کہ تاج افروز کو اُس سے طلاق حاصل کرکے ہمارے پاس بھیجدو اور اپنی زمین آبائی پر قائم رہو۔ ورنہ اسمریہ پر حملہ کیا جائیگا

اسمر شاہ نے بعد چند روز شاہزادہ مختصر آیا یہ جواب لکھا کہ تمہارے ساتھ ہمارا
ہمارا لشکر اسلاقیہ میں پہونچیگا چنانچہ سفیر جواب نامہ لیکر رخصت ہوا فرخزاد
نے شاہزادہ مخلس کو لشکر کی خدمت سپرد کی – وہ اسی وقت دس ہزار سوار
جرار کی جمعیت سے روانہ ہوا دوسرے دن شاہزادہ نے سلوک تاجدار آسمر شاہ
کے فرزند پنجسالہ کے نام فرمان سلطنت رقم اور نشان وزیر کو اسکا نائب کیا
اور خود مع اسمر شاہ کے پچیس ہزار سوار رکاب میں لیکر اسلاقیہ کے قصد سے
سوار ہوا

جب ملک اسلوق کج گردن جواب نامہ کے مضمون سے آگاہ ہوا ایک لاکھ بیس ہزار
سوار جرار اور چالیس پہلوانان نامدار کی جمعیت سے جنمیں زبردست ترین
اسکا فرزند نامبرخوردار ساروق کج گردن تھا بہ تہیہ جنگ مقابلہ شہر سے باہر
نکلا کوچ کرتا ہوا دس کوس پر شاہزادہ مخلس کے لشکر سے مقابلہ ہوا اور اسکو اہل
اسلاقیہ فی الجملہ غلبہ رہا۔ دوسرے دن شاہزادہ فرخزاد لشکر میں داخل ہوا
اور ایک نامہ مشتمل بر پند و نصیحت ملک ساروق کو لکھا۔ بہتر غریو نے باصرار خدمت
رسالت اپنے ذمے لی اور نامہ سربستہ ملک اسلوق کے بارگاہ پر پہونچا اور
بہ آواز بلند فریاد کی منم نامہ دار صاحبقران ممالک ساحل شاہزادہ بلند ارادہ
فرخزاد عالی وقار ملک سندر کے نے جو یہ کہ اگر دشمن خداوند جل جلالہ کا خیال دل بارگاہ
پر ایستادہ ہے بارادۂ نصیحت بیرون بارگاہ آیا اور کہا اے مرد ملک فرخزاد
کی سرکار میں کوئی سردار اس خدمت کے لائق نہ تھا کہ تیری جان اتنی مبتذل
کئے نامہ پہنچایا۔ بہتر غریو نے کہا۔ شاہزادہ فرخزاد کے لشکر میں جو شان

وعظمت کے امرائے جلیل القرتبہ موجود ہین جنکی ہیبت سے رستم وسہراب کا پیتا بہ
خطا ہو جائے۔ شاید اُس عالیجاہ نے مجھکو فرد ترین نوع انسان سمجھا کہ مجھکو امر رسالت
پر مامور فرمایا۔ او نالایق مین وہ مبتذل ہون کہ اگر چاہون بے تکلف تیر سے
سر پر سے تاج شاہی اُتارون۔ اِس گفتگو سے ملکزادہ سارو ق کو نہایت غصہ
آیا اور مہتر شہدیو اپنے عیار سے کہا۔ اِس عیار پاجی کو گرفتار کرو اور نامرے لو
شہدیو نے چاہا کہ مہتر غریو کو کمند سے اسیر کرے۔ غریو نے ایسی جست کی کہ کمند گردن
تک نہ پہونچی۔ بعد ازان بہ این چالاک دستی شہدیو کے بازو پر خنجر آبدار مارا
کہ نوک خنجر دوسری طرف نکل گئی۔ حاضرین دربارگاہ نے مہتر غریو کو چار طرف سے
گھیر لیا۔ مہتر نے دو چار کو زخمی کیا اور جست زدہ بارگاہ میں پہونچا۔ اُسکے عقب مین
سارو ق بھی بارگاہ مین آیا اور چاہا کہ غریو پر دست درازی کرے مگر کہر دق وزیر
نے باز رکھا۔ ملک اسلوق نے بعد تعظیم منشا رنامہ لیا اور بعد استماعت مضمون کہا
اِس نامہ کا یہی جواب ہے کہ بے جنگ وجدال گزشتہ خدان کا ملک ہمسے اپنا دین
قدیم ترک نہین ہوسکتا

بعد روانہ ہونے غریو کے اسقیل قومی ہیکل کہ ہمچشم عیاران ہم پہلوان زبردست
تہا۔ سارو ق کے اشارہ سے باپن ہیئت لشکر اسلام مین گیا کہ سر دربار غریو کو
ملکزادہ کی فضیحت وبیدائی کا عوض لے۔ اسقیل ایسا جلد قدم تیز رفتار تہا کہ
غریو سے اول لشکر اسلام مین پہونچا اور جس وقت مہتر غریو آیا۔ وہ نابکار
بھی ساتھہ ہو لیا۔ جب مہتر غریو اپنی سرگزشت کے عرض کرنے مین مشغول ہوا
اسقیل نے نہایت چالاکی سے نیمچہ عیاری غریو کے سر پر مارا مہتر نے ایسی جست کی

کر ضرب ہیچہ خالی گئی۔ بعد ازان اُس سے دست و بغل ہوگیا۔ دو ساعت کامل
دونو عیار جنگجو کلہ بہ کلہ جنگ مشت و لگد کرتے رہے۔ بالآخر غزیو نے اسقیل کو بایں
ضرب سخت زمین پر مارا کہ غش ہوگیا اور سینہ پر سوار ہو کر سر ناپاک اُسکا تن
سے جدا کیا۔ جب اپنے خیمہ مین آیا۔ اسقیل کے سر کو ایک خوان مین رکھا اور اُسپر
پر تکلف خوان پوش ڈال کر اپنے ایک شاگرد غزان کے حوالہ کیا غزان اُس وقت
سارق کے درخیمہ پر پہونچا کہ وہ تنہا شراب پی رہا تھا غزان نے دربانون سے
کہا۔ شاہزادہ کے ایک دوست نے ایک میوہ نادر بھیجا ہے۔ داروغہ بارگاہ
اجازت لیکر غزان کو خیمہ مین لیگیا۔ غزان نے خوان روبرو رکھدیا۔ سارق نے
ایک غلام الماس نام سے کہا۔ اسکا خوان پوش اٹھا۔ الماس کے سر پہ کلاہ رنگا
رکھی ہوئی تھی۔ جس وقت وہ خوان کی طرف متوجہ ہوا غزان نے کلاہ اتار لی اور
برق لامع کی مانند خیمہ سے نکلکر روانہ ہوا

بعد روانگی غزان کے سارق نے دیکھا کہ اُس خوان مین سقیل کا سر بریدہ
رکھا ہے۔ ایک حالت غیظ و غضب مین اپنے باپ کے پاس آیا اور کہا اسی وقت لشکر
مین طبل جنگ بجواؤ۔ اب مجھ سے ضبط نہیں ہو سکتا۔ سلوک اسلوق نے طبل
رزمی بجوا دیا۔ جواسیس نے شاہزادہ فرخزاد کی خدمت مین اطلاع کی۔ شاہزادہ
نے بھی کوس حربی کے بجنے کا حکم دیا

یہان پہونچ کر صاحبقران اعظم اور اُسکے رفقا کی داستان ختم ہوئی
صاحبقران اکبر نے حکم دیا کہ حسب معمول حکیم ابو المحسن صاحبقران اصغر کی
داستان بیان کرے بایں

روانگی صاحبقران اصغر بجانب احراق بغرض شکست طلسم حکیم اشراق و استیصال غولان آدم کش

ہمنے جلد ہشتم اِس بیان پر ختم کی تہی کہ جب شاہ شاہان آفاق شاہ جنگ جدل
مین عاجز آیا صاحبقران اصغر شاہزادہ مہربان مہر طلعت بن آفاق شاہ کو بہ
رہبش تن بخت احراق شاہ کی نجات کی درخواست کی جو طلسم حکیم اشراق مین
گرفتار ہوگئے ہیں اور صاحبقران اصغر شاہزادہ بہر نیر نے توکل بخدا آفاق شاہ
کی یہ درخواست منظور کی اور لشکر مین حکیم بزرگ دانش کو اپنا نائب مقرر کرکے
خود بارہ ہزار سوار کی جمعیت سے روانہ ہوا

راوی کہتا ہے کہ صاحبقران اصغر نے چار منزلین بہ خیر و عافیت طے کین روز
پنجم ایک جنگل کے قریب لشکر کا مقام ہوا جو با فضا اور گلزار آراستہ تہا صاحبقران
اصغر چند رفقا کے ہمراہ تکیہ مین تشریف لایا۔ فقیر تعظیم و تکریم سے پیش آیا اور
طعام رنگا رنگ تیار کرایا۔ صاحبقران اصغر اُسکی تواضع اور مدارات سے بہت خوش
ہوا۔ لیکن اُسکے پاؤن خلاف خلقت انسانی اور بت پرستون کا فر مطلق تہا۔ اسواسطے
اُسکی دعوت قبول نہ کی۔ فقیر نے تمام کہانا پہنکوا دیا اور مکدر و ملول اپنے خیمہ خلوت
مین چلا گیا۔ صاحبقران اصغر بہی بارگاہ معلی مین تشریف لے آیا

دوسرے روز فقیر دربار گاہ پر حاضر ہوا صاحبقران اصغر نے فقیر کو بارگاہ
مین بلا لیا۔ اُس نے زمین بوسی عرض کیا۔ یا صاحبقران عالیشان یہین وقت شب

سوتا تھا۔ عالم رویا میں کسی مرتبہ غیب نے مجھسے فرمایا۔ یا ابن سلوک و شر وجہ تو اسکا رد ان
سے گزرتا ہے خداے زمین و آسمان کی معرفت نہیں رکھتا۔ اگر تجکو صاحبقران
نامدار کی ملاقات بدل منظور ہے اُسکی ہدایت سے مسلمان ہو ورنہ بعد مرگ ابد الآباد
جہنم میں جلایا جائیگا۔ یہ بیان کرکے اُسنے بُت طلائی گردن سے اُتار کر زمین
پر پٹک دیا اور کہا اب حضور رہنمائے ارکان شریعت اسلام تلقین فرمائیں۔ صاحبقران اصغر
نے اُسکو کلمہ عیسوی بتایا اور اُسکی دعوت کہائی۔ اُسنے کچھ زر نقد بھی پیش کیا
صاحبقران اصغر نے قبول نہ فرمایا بلکہ اپنی طرف سے ایک خلعت گران بہا مع زر و
جواہر عطا کیا۔ فقیر نے دوسرے وقت وہ زر و جواہر بہتر توفیق کی نذر گذرانا بلکہ اسی
طرح ہر ایک سردار و امیر کو تحائف دئیے اور جملہ ارکان کو اپنا مخلص بنالیا

روز سوم صاحبقران اصغر نے وہان سے کوچ کیا۔ فقیر نے کہا اگر حضور مجھکو
چند منزل مشایعت کی رخصت دین مین راہ قریب سے لشکر صاحبقرانی کو آخر منزل
پہونچادون۔ صاحبقران نے فرمایا ازین چہ بہتر۔ فقیر ایک اشتر تیز رفتار پر سوار ہوکر
لشکر کے پیشاپیش ہولیا۔ تین روز کوئی امر خلاف معمول واقع نہوا۔ الا یہ کہ بعض
اوقات گرد باد ہے عظیم سد راہ ہوتے تھے۔ روز چہارم ایک صحراے سبز و خرم
مین پہونچے جہان آب روان و گل و اشجار کے علاوہ چرند و پرند کا ذخیرہ تھا
صاحبقران اصغر نے بخیال صید و شکار وہان قیام مقام کا حکم دیا اور دوسرے دن
شکار کے واسطے امراے نامدار کی جمعیت سے سوار ہوا

زخرہ زن لادر بھی ہمراہ تھا مگر وہ ایک آہو کے تعاقب مین صاحبقران اصغر سے
جدا ہو گیا۔ یہین دنبال وحش مین اُسنے دیکھا کہ ایک عورت شکیلہ و جمیلہ زیر درخت

بیٹھی ہوئی ہے اور ایسی نگاہ سے دیکھتی ہے کہ خواہ نخواہی دوسرے کو بھی تعلق پیدا ہو۔ فرخروز اُسکے پاس گیا اور اُسکا حسب نسب پوچھا۔ اُس نے کہا۔ اے جوان یہان سے قریب میرا باغ ہے۔ میرے ہمراہ چل۔ مین اپنا حال بیان کرونگی فرخروز بے وسواس اُس نازنین کے ساتھہ ہولیا۔ وہ فرخروز کو ایک مکان مین لائی جسکا چار سو گز سے زیادہ طول و عرض ہوگا۔ وہان ایک غول قوی ہیکل بلند قامت مہیب صورت بیٹھا ہوا تھا اور وہ فقیر اُسکے پہلو مین جاگزین تھا اور بہت سے غول گرد و پیش کار و خدمت مین مصروف تھے فرخروز غولون کو دیکھکر متوہم ہوا مگر فقیر کی موجودگی سے مطمئن ہوکر بطریق اہل اسلام سلام کیا۔ اِن نابکارون نے جواب کے عوض بلند قہقہہ مارا۔ فرخروز کو اُنکے خندۂ بےمحل سے کمال حیرت ہوئی اور فقیر سے پوچھا۔ یہ کیا مقام ہے اور تیرا ان سے کیا تعلق ہے فقیر نے پوچھا۔ تو اول اپنا مطلب بیان کر۔ فرخروز نے کہا۔ مین اِس پری پیکر پر مفتون ہوگیا ہون۔ فقیر نے کہا۔ اے شاہ رگ شاہ غولان۔ صاحبقران کے لشکر کا ایک امیر عمدہ ہے۔ بہتر ہے کہ اُس سے اپنی دختر دوشاخہ خرس مو کا عقد کردے۔ شاہ رگ نے کہا۔ اے درویش کافرکیش۔ ہمارے خاندان کی یہ رسم قدیم ہے کہ عروس کا مہر اول داماد سے لے لیتے ہین اِس مرد مسافر کے پاس اور تو کچھ نہین ہے آتا خیر اسپ و اسلحہ دیدے۔ فرخروز کا دل گواہی نہ دیتا تھا مگر دوشاخہ کے اشارہ اور کافرکیش کی فہمایش سے اسپ و اسلحہ دیدیے۔ غول اُسی وقت فرخروز کی گھوڑی کا گوشت خام تقسیم کرکے کہا گئے اور اسلحہ شاہ رگ نے اپنے جسم پر لگائے۔ فرخروز نے

بہ نظر قہر ایک ایک کی طرف دیکھا - وہ شاخ پر جو نظر گئی اُسکی قلب باہیبت ہو گئی تھی
شکل بکردہ دہیب کے علاوہ از سر تا پا شبل خرس پر پشم تھی - فرخروز نے کہا - او کافر کیش
شاید تو بھی انہیں کی جنس سے ہے اور بہ نفاق مسلمان ہو کر ہمکو غولستان مین لایا -
کافر کیش نے کچھہ جواب نہ دیا اور غولون نے فرخروز کو گھیر لیا - اُس دلاور نے دو چار
غولون کو بضرب مشت ہلاک کیا آخر گرفتار ہو گیا - شاہ رگ نے اپنے توابعین سے
کہا - جب تک جملہ پہلوانان اسلام گرفتار ہون اِس جوان کو قید رکھو - غولون نے
ایسی ریسمان سے فرخروز کے ہاتھہ پانو باندہے جو زنجیر آہنی سے بھی مضبوط و مستحکم تر تھی
اور ایک غار مین قید کر کے اُسی غول کی حراست مین سونپا -

شام کے وقت صاحبقران صغر شکار سے واپس آیا - فرخروز کو ہر طرف تلاش
کرایا - کہین اُسکا نشان نہ ملا - مہتر توفیق نے کہا - آج فقیر ہی گم ہے - مہتر توفیق کے
ایک شاگرد اسد عیار نے کہا جب ہم اِس شہر مین داخل ہونے تھے ایک مینار سنگ
سرخ کا شارع عام سے چند قدم دور واقع تھا - اُسپر لکھا تھا - اِس مینار سے بیشتر
غولان آدم کش کا دشت ہے - بنی آدم کو چاہیئے کہ اِسی جا سے مراجعت کر جائے
مہتر توفیق نے کہا - اے ظالم - تو نے غضب کیا کہ اُسی وقت اُس میل کی خبر نہ کی -
بے شائبہ ریب اُسی فقیر نے ہمین دشت غولان مین گرفتار کرایا - صاحبقران اصغر
نے فرمایا - متشوش نہ ہو - اگر منظور الہی ہے ہر عجائب کی طرح یہ بیابان بھی تمام بلیات
سے پاک و صاف ہو جائے گا

دوسرے روز بہمن زاد بہادر فرخروز کی تلاش مین ایک طرف روانہ ہوا چند
قدم کے بعد ایک شخص تنومند سرخ چشم از سر تا پا مسلح روبرو آیا اور کہا - اِس دشت

اجل کا مین حاکم ہون - مجھے کچھ خوف نہین آتا کہ اس طرح بے خوف ہر طرف
پہر رہا ہے - اگر کچھ زا شہ بہادری رکھتا ہے مرکب سے اُتر کر میرے مقابل ہو بہمن زاد
پشت اسپ سے اُتر کر گریبان گیر ہوا چاہتا تھا کہ وہ مرکب پر سوار ہو کر ایک
سمت خیز کر گیا - بہمن زاد نے پاپیادہ اُسکا تعاقب کیا - ناگاہ ایک پیر مرد
متشبہ صورت پیدا ہوا اور اُسنے پوچھا - اے جوان تو کہان جاتا ہے بہمن زاد
نے کہا - میرا بھائی اِس صحرا مین گم ہو گیا ہے - اُسکی تلاش مین سرگردان ہو رہا
ہون - اثنائے تلاش مین ایک شخص نامرد جہان مجھسے ملاقی ہوا - مین اُسکی درخواست
پر زور آزمائی کے لیئے پشت مرکب سے اُترا - وہ میرے مرکب پر سوار ہو کر چلا گیا
پیر مرد نے کہا - شاید تیرے بھائی کا نام فرخروز ہے - اُسکو غولان صحرائی نے
پکڑ لیا ہے - میرا پسر بھی اُنہین کی قید مین گرفتار ہے اور غولون نے مجھسے کہا ہے
کہ جب تو ہمین نمک لا دیگا - ہم تیرے فرزند کو رہائی دینگے اور اِس جوان تازہ
فرخروز کا گوشت کہائین گے - بہمن زاد پیر مرد سے کچھ کہا چاہتا تھا کہ یکایک چند
غول اِدہر اُدہر سے پیدا ہوئے اور بہمن زاد کو حالت غفلت مین گرفتار کر لیا
اور کشان کشان شاہ رگ کے پاس لے گئے - سردار غولان نے حکم دیا کہ اِس جوان
کو جوان اول کے پاس قید کر دو - وہ بہمن زاد کو اُسی غار مین لے گئے اُسنے
دیکھا کہ فرخروز سر بر زانو بیٹھا ہے اور دوشیزہ خرس ہوا اُسکی منت لجاجت
کر رہی ہے

اِسی طرح ایک ہفتہ مین اکثر سرداران نامی و امرائے گرامی لشکر صاحبقرانی
کے غائب ہو گئے - صاحبقران والا قدر سخت تشویش مین مبتلا تھا او ر ...

کوشش میں تھا کہ کسی طرح غولوں کا مقام و مسکن معلوم ہو۔ ناگاہ غولوں کا لشکر نمودار
ہوا۔ صاحبقران اصغر کو اس سے مسرت ہوئی اور اپنے لشکر کو صف آرائی کا حکم دیا۔
بعد تسویہ صفوف جنگ ایک غول خرماس نام میدان میں آیا اور نعرے دست بدست
زد و شور و غل مچایا اور مرد مقابل مانگا۔ لشکر اسلام سے جوان روز نامدار اسکے مقابلہ
کیلئے گیا۔ خرماس غول نے داشمنتا دمصری بقوت تمام جوان روز کے سر پر لگائی
اُسنے بفن سپاہگری اس ترکیب سے وہ ضرب سخت دفع کی کہ داشمنتا دہاتھ سے نکل گئی
بلکہ خود اُسکے لنگر سے اوندھا گرا۔ دوسری دفعہ جوان روز نے اپنی شمشیر پر اسطرح
پناہ کی کہ داشمنتا دو لخت ہوگئی۔ تیسری مرتبہ غول نے وہی نصف جوان روز کے
شانہ پر مارا۔ جوان روز نے وہ سلاح شکستہ چھین لیا اور ایک ہی ضرب تیغ بیدریغ
مین غول کے دو حصے کر دیئے۔ خرماس کا برادر خورد سوختہ و برشتہ شور کنان آیا اور
وہ بھی جوان روز کے ہاتھ سے اسفل السافلین مین پہونچا

دوسرے دن طمغال غول میدان مین آیا اور اُس نے بآواز بلند کہا۔ مین غول دند
ابلیس کی توجہ اور خداوند کوچک شہرگ کی مہربانی سے روئین تن اور اسلحہ انسانی
لایا ہون۔ دیکھون کہ مجھے کون انسان قتل کرتا ہے۔ آج بھی جوان روز میدان
مین گیا مگر طمغال کے ہاتھ سے زخمی ہوا اسی طرح دیگر دس پہلوان لشکر اسلام
کے مجروح ہوئے۔ حالانکہ اُن دلاوروں نے بھی طمغال کے سر و سینہ پر ضربات
شمشیر و نیزہ لگائیں۔ مگر طمغال کے جسم پر خط تک ظاہر نہ ہوا جب صاحبقران
اصغر نے دیکھا کہ یہ مردود واقعی روئین تن ہے خود بنفس نفیس مقابلہ کے لئے بڑھا
گیا اور اُسکے ہاتھ سے شمشیر چھین لی۔ بعد ازان عمود کوہ شکن خانہ کوب

پھر اُسکا کسی انسان و جن کے ہاتھ سے قتل ہونا محال ہوجاتا ہے الا یہ کوئی تخمِ
موجودین اسد آئے اور بہ ترکیب خاص ہلاک کرے۔ شیاطین اسکو کچھہ پانی ہمراہ
دیتے ہین کہ وہ اپنے مصاحبون کو پلائے۔ یہ چشمہ جسپر تم متمکن ہو گویا اُس چشمہ
کا جواب ہے تم اسکی یہ خاصیت ہے کہ جو انسان و جن شمشیر و خنجر وغیرہ آلات حرب
کو چشمہ کے پانی مین غوطہ دے تو اُسکا دم زمین شگاف ہوجاتا ہے۔ یہ چشمہ
غولان دشت و شیاطین کی نظر سے مخفی ہے مین اِس چشمہ کا نگہبان ہون ح
امین حبشی میرا نام ہے۔ جس شیر نے نیل گاؤ کا گوشت کہایا وہ مین ہی تہا۔
حضرت خضر نے مجھکو اس چشمہ کا محافظ مقرر کیا تہا۔ تمہارے اسلحہ تو زمین شگاف
ہوگئے۔ مگر ایک اور چیز تحفہ عالم تمہارے واسطے اِس چشمہ مین امانت ہے

امین حبشی نے چشمہ مین غوطہ مارا اور چشمک زدن مین ایک ریسمان نکال لایا
مہتر ریسمان کو دیکھکر بہت منغض ہوا اور امین سے کہا۔ اے برادر مین سمجہا تہا کہ
چند دانہ ہائے مروارید یا پارچہ ہائے یاقوت بیش بہا ہونگے۔ یہ ریسمان کہنہ
کس کام کی ہے۔ امین نے کہا۔ یہ کمند اُس گوسپند کے روئدون کی بنائی گئی ہے
جو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے فدیہ کے واسطے فردوس برین سے آئی تہی۔ حکمائے
عصر نے اِس کمند کو بنایا اور اسپر نوبت بہ نوبت طلسم بندی کی تا اینکہ حضرت
لقمان نے اُسکے اعمال کو انجام دیا اور یہ حبل المتین نام رکہا۔ لقمان نے یہ کمند
حضرت خضر کو تفویض کی۔ حضرت خضر نے بہی چند اسمائے اعظم اسپر دم کیے اور
اِس چشمہ مین تمہارے لئے امانت رکہی۔ حضرت خضر تمہارے نام اور احوال سے
بخوبی واقف تہے۔ اِس حبل کی متعدد خواص ہین۔ اول یہ کہ جب کسی دشمن قوی

ہوا بعض غولوں کے پاس ایک مہرہ ہوتا ہے جسکو غول مہرہ کہتے ہیں جس
مکان کو مخفی کرنا منظور ہوتا ہے اُسکے چاروں گوشوں پر ایک ایک غول مہرہ وال
متعین کیا جاتا ہے۔ مہتر توفیق نے کہا میں یہ چاروں مہرے حاصل کرونگا اور غنیمت
گران صاحبقران اصغر کے تحفہ نذر کرونگا۔ امین نے کہا۔ چاروں مہرے حاصل
نہینگے۔ جب تم ایک غول کو قتل کروگے۔ باقی تین گریز کر جائینگے۔ مزید بران
انسان اُس مہرہ کے سبب غائب نہیں ہوسکتا۔ یہ خاصیت محض نسبت قوم غول کے
واسطے ہے۔ البتہ انسان مہرہ دار مار و عقرب وغیرہ جانوران گزندہ کے اثر زہر سے
محفوظ رہیگا

مہتر توفیق خاتم الاسرار کے ذریعے غائب ہوا اور حسب نشاندہی امین جنوبی ایک
طرف پانچ سو قدم شمار کی جاکر ایک دیوار کو شگاف زار بذریعہ کمند بالائے دیوار
پہونچکر دست راست نیچے مارا۔ اُس وقت باغ نظر آیا اور غول مہرہ دار کی
لاش بھی ہاتھ میں جنبی پہنے غول مقتول کے پہلو سے مہرہ نکال کر دیا۔ وہ ایک تختہ
سیاہ رنگ براق و صیقلی اور پتھر کی مانند سنگین تھا۔ مہتر توفیق مہرہ حاصل کرکے
باغ سے جانب جنوب روانہ ہوا اور اُس غار میں پہونچا جہاں فرخروز اور بہمن اور
دو غیرہ تھے۔ اُسی وقت دو شاخہ چند مادہ غولوں کے ہمراہ غار میں آئی اور
فرخروز کے قصد قتل پر کہا اے آدمی مجھسے نفرت نہ کر میں فقط تیری صورت
دیکھنے اور باتیں کرنے پر کفایت کرونگی۔ میرا باپ شاد رگ اُس قبیلہ کا فرکیش
ہے اور غولستان تمہارے قتل کے درپے ہے۔ اگر تو مجھسے راضی ہوجائے تو میں تجکو غار
ظلمانی زمین سے چلاؤنگی۔ یہ طاقت مجکو شاد مہرہ غولان کی وجہ سے حاصل ہے

جو میری نادری سے تجھکو نصیب ہے بجز اس جوہر کے کوئی غول غار ظلمانی میں نہیں
پہونچ سکتا - وہان سے میں تجھکو کسی زمین دشت آئین میں لے چلونگی
اور بادشاہ بنادونگی - فرخ روز نے بجز دشنام کچھہ جواب دیا - غول نے فرزند
سے ناامید ہوکر بہمن زاد سے کہا - تو اپنے بھائی کو مجھسے اختلاط پر راضی کر ورنہ
دو چار دن مین قتل کئیے جاؤگے - بہمن زاد نے کہا - اگر ہمارے بند تیرے
کھولدے ہم تیرے خسرو زر دلاور کی خدمت مین تیری سفارش کرینگے - غول
نے کہا - اس مقام مین تمکو رہائی دینا میرے دست قدرت سے خارج ہے -
یہ کہکر میوہ و شراب وغیرہ سامان خورد و نوش ہر ایک جوان کے
روبرو رکھدیا اور خود باہر چلی آئی

مہتر توفیق بھی دوشاخہ کے ساتھہ غار سے نکل آیا اور جو اسم کہ تبدیل
صورت کے لیئے مقرر تھا اُسکو دعا پڑھا - خدا کی قدرت سے اسی
وقت مہتر کی صورت اسقدر مہیب و بوالعجب ہوگئی کہ آئینہ مین دیکھکر
خود ڈر گیا - مثل گاؤمیش دو شاخین بلند و کج سر پر نکلی ہوئی تھین - رنگ
رخ سیماب کی مانند چمکتا تھا - پیشانی سراسر سرخ مطلق اور رخسار ابرو
زنگاری تھے - بہمین شان و وضع خرامان خرامان دیوزادون کے مجمع مین آیا
اُنہون نے جو مہتر کی یہ صورت مہیب کبھی نہ دیکھی تھی تماشہ دیکھا غل مچایا اور
ایسے حالت سراسیمگی مین ہر طرف پراگندہ ہوگئین - مہتر نے آواز خوفناک
کہا - اے دوشاخہ بنت شاہ رگ مہتر امیر خیر - مین خداوند غولان تیرے لیے
یہان آیا ہون کہ بضرورت تیرا نکاح کردون - دوشاخہ نے جو یہہ جملہ سنا

بے وسواس مہتر کے پاس چلی آئی۔ اور نہایت عجز و اخلاص سے پاؤن کو بوسہ دیا۔ مہتر نامدار دو زانو بیٹھ گیا اور دو قطرے پند و نصیحت کہکر شراب مین دارو بیہوشی کہلائی۔ ماده ہائے غول کو بیہوش کر کے مہتر بصورت زشتان غار مین آیا اور بصدائے سخت و مہیب کہا اے پہلوانان لشکر اسلام بہ خطوص عقیدت میرے قدمبوس ہوئیے تمہاری رہائی کے واسطے آیا ہون بیعت سے سرداران خائف ہوئے۔ مگر فرخ روز بہمن زاد نے لاحول خوانان کہا۔ اے شیطان توبہ این ہیئت مکروه ہمارے اغوا کے واسطے آیا ہے۔ حاشا ہم تیرے ذریعے سے اپنی رہائی نہین چاہتے۔ مہتر نے کہا اے فرخ روز شیطان تو روز ازل سے راندہ درگاہ الہی ہے ہم بہی اُس پر ہزار ہزار لعنت کرتے ہین لیکن تجھکو حسب الحکم ہمارے دوشاخہ سے عقد کرنا ہوگا ورنہ پشیمان ہوگا فرخ روز نے کہا استغفر اللہ ایسا حکم بیہودہ قابل تعمیل نہین ہے

المختصر بعد خوش طبعی ہائے چند در چند مہتر توفیق نے اپنے کو ظاہر کیا پہلوانان لشکر اسلام اسقدر خوشحال ہوئے کہ ہر ایک نے اپنے بند ہائے قید مثل تار عنکبوت پارہ پارہ کئے۔ مہتر تمام جوانون کو وہان لایا جہان ماده ہائے غول بیہوش افتادہ تہین۔ اُنہون نے اُنہی ریسمان ہائے پوست خر سے جو اُنکے دست و پا مین بندہے ہوئے تہے ماده ہائے غول کو باندھ کر درختون مین لٹکا دیا۔ اور دوشاخہ بنت شاہ رگ کہ اُسکو مہتر ہوش مین لایا اور تمام حقیقت بر سبیل راستی بیان کی سو دوشاخہ بصدق نیت مسلمان ہوئی اور اُسکی ہدایت سے دیگر ستر ماده ہائے غول نے بہی طریق اسلام اختیار کیا۔ باقی اُسی صورت سے

آویزان و نالہ کنان مرگیں

اِس اثنا میں اُس باغ کے غول جو کہ چاروں گوشوں پر غولان مہرہ دار مامور تھے شور سن کر آئے اور چار طرف سے حملہ آور ہوئے۔ مہتر نے سرداروں سے کہا۔ تم ہرگز تکلیف نہ کرنا اور خود ایک ہاتھہ میں نیمچہ اور دوسرے ہاتھہ میں خنجر سنبھال کر غولوں کے انبوہ میں در آیا چونکہ مہتر کے اسلحہ چشمہ روئین تن کاف کے پانی میں غوطے دیے ہوئے تھے جو غول روئین تن ہو خیر رو لیکن تن دم خنجر و نیمچہ پر آتا تھا دو لخت ہو جاتا تھا۔ جب سو غول قلبند قتل ہوا اور مہتر کے دوست و پا درد کرنے لگے حبل المتین کمر سے کہولی اور غولوں کے انبوہ میں پہینکی اور حضرت اسمٰعیل کا واسطہ دیکر خدا سے یاری مانگی۔ وہ کمند مانند طول امل اہل حرص و آز دراز ہوئی اور اُسمیں آٹہہ سو حلقے پیدا ہوئے اور ہر حلقہ میں ایک ایک غول گرفتار ہوا۔ مہتر نے بہ چالاکی تمام ایک سرا ایک درخت سے اور دوسرا دوسرے درخت سے باندہ دیا اور کہا اے حبل المتین بہ خدائے اسمٰعیل تاوقتیکہ میں نہ آؤں۔ یہ غول ہلاک نہ ہوں اسی طرح آویزان رہیں۔ بالآخر این جنی کو اُس باغ کا جو سکندر ذوالقرنین کے عہد میں تیار ہوا تہا اور بعد ویرانی ملک غولوں کے تصرف میں آیا تہا حبل المتین کا موکل کیا اور خود مع فرخروز و دیگر سرداران لشکر ظفر اثر کی راہ لی

یہاں صاحبقران اصغر نے روئین تنوں کو اور سرداروں نے دیگر غولوں کو قتل کر کے شاہر گلہائے ثبات قائم نہ رہنے دیا اور بقایائے لیف غولوں کی جمعیت سے گریز کا قصد کیا۔ صاحبقران اصغر نے اُسکے خطرہ دار

سے آگاہ ہوکر پانی پر اسم اعظم دم کیا اور رؤس پانی سے اُسکے لشکر کے گرد دائرہ کھینچ دیا۔ جب غولون نے راہ گریز نہ پائی جنگ مغلوبہ کردی۔ لشکر اسلام نے سہل کوشش میں سب کو قتل کیا اور شاہرگ اُسکا فرکیش کو مع چند توابعین کے اسیر کر لیا۔ صاحبقران صغیر نے اُنکو مذہب اسلام کی ہدایت کی مگر سوائے سمغال بن طلمغال دیو کے اور کسی غول نے اسلام اختیار نہ کیا۔ صاحبقران صغیر نے کافرکیش کو آگ میں جلا دیا اور شاہرگ کے حلق میں سرب گداختہ ڈلوا دیا۔ اِس اثنا میں مہتر توفیق مع فرخروز و بہمن زاد وغیرہ کے حاضر ہوا۔ دو شاخہ خرس مع حبش مع دیگر ستر ہزار سے غول کے اُنکے ہمراہ تھی۔ صاحبقران صغیر کو خوشی بالائے خوشی حاصل ہوئی اور اسلم کا دو شاخہ سے عقد کر کے اُسکو اُس دشت کی نگہبانی تفویض کی اور تاکید فرمائی کہ مسافرون کو تکلیف نہ دے بلکہ رہنمائی کرے

احوال شہزادہ بہرام مہر طلعت جو طلسم اشراق مین گرفتار ہو گیا ہے

شہزادہ بدر منیر کی داستان مین مکاشفات زناق شاہ یہ ذکر آچکا ہے کہ آفاق شاہ اپنے فرزند رشید بہرام مہر طلعت کو ہمراہ لیکر طلسم اشراق مین گیا اور وہان ملکہ کوکب روشن تن بنت اشراق شاہ سے شہزادہ کی رسوم نسبت عمل مین آئین۔ ہنوز مجالس جشن ختم نہ ہوئی تھین کہ ایک دن بہرام مہر طلعت سیر کنان حد طلسم سے گذرا اور گرفتار ہو گیا۔ اب راوی اسی قصے کی تشریح

کرنا چاہتا ہے

مین صید بازی مین ایک آہوے خوش جمال خرامان شہزادے کے
روبرو سے گذرا۔ مہر ان مہر طلعت نے اُسکے عقب مین عنان مرکب اُٹھائی وہ
آہو کہ ایک بلائے طلسم تھا مثل باد تند روانہ ہوا اور ایک کوہ پر جو سبزۂ
نوخاستہ اور گل و ریاحین کے وفور سے بہشت کا نمونہ تھا چڑھ گیا
شہزادہ بھی بالائے کوہ گیا سوائے دو شاطر یعنی شمیم و نسیم کے اور تمام [illegible]
پیچھے رہ گئے۔ چند فرسنگ طے کرنے کے بعد ایک درہ نظر آیا اُسکے منہ پر
ایک تکیہ رشک باغ عدن واقع تھا۔ ایک پیر مرد فرشتہ صورت اُس تکیہ سے
برآمد ہوا اور اُس نے آہو کے تعاقب سے منع کیا۔ لیکن جب تک پیر مرد قریب آئے
شہزادہ اور شمیم درہ مین داخل ہو گئے۔ نسیم چند قدم پیچھے تھا۔ پیر مرد نے
اُسکے رخسار پر ایک تپانچہ مارا اور کہا تو واپس جا اور اُنکے ورثا کو خبر دے
کہ مخدوم و خادم بلائے طلسم مین گرفتار ہو گئے۔ نسیم گریان و نالان واپس ہوا

درے مین وہ آہوے بلائے طلسم مثل باد صرصر دوان و جست کنان چلا
جاتا تھا اور شہزادہ مع شمیم کے اُسکے عقب مین تھا۔ قلیل مسافت طے کرنے کے
بعد درہ ختم ہوا اور ایک ایسے صحرائے سبز و خرم مین پہونچے جسکا یہ قطعہ
زمین گلستان سے زیادہ آراستہ و باکیفیت تھا۔ ناگاہ ایک ایسا چمن بہشت نظیر
نظر سے گذرا جسکے طول و عرض کی نہایت خدائے تعالیٰ کو معلوم ہوگی ہر سو
[illegible] جب نگاہ [illegible] صد برگ [illegible] ہوا [illegible] تھا [illegible] ہوا [illegible]
سے گلاب کی بو آتی تھی اور ہر شاخ پر ایک جانور [illegible] بیٹھا ہوا

بہ الحان دلفریب و صدائے حزین بول رہا تھا۔ ہرن اُس چمن مین سے بھی شرارۂ آتش کی مانند گذر گیا۔ اور ایک حوض مدور کے کنارے پر پہونچا۔ شہزادے نے دیکھا کہ حوض کے کنارے پر لعل بدخشانی اور یاقوت رمانی نصب ہین۔ اور پانی ایسا صاف و شفاف ہے کہ شاید چشمۂ حیوان کا پانی بھی مقابلہ نہ کر سکے۔ ہرن نے شہزادے سے آنکھ ملائی اور جست زدہ حوض مین داخل ہو گیا۔ شاہزادہ مرکب سے اُتر کر حوض کے کنارے پر آیا۔ اب جو غور سے دیکھا حوض مین بجائے آب شیرین گلاب چار آتشہ بھرا ہوا تھا اور ابر سپید رنگ تمام حوض پر اسطرح سایہ افگن ہو رہا تھا کہ مطلق حرکت نہ کرتا تھا۔ شاہزادہ مہران حیرت زدہ ہر ایک امر پہ غور کرتا تھا مگر کچھ سمجھ مین نہ آتا تھا

اِس اثنا مین مرکب سواری خود بخود ایک طرف روانہ ہو گیا شمیم عیار بھی اُسکے پیچھے بھاگا اور دو نو نظر سے غائب ہو گئے۔ شاہزادہ بھی اُسی سمت روانہ ہوا۔ رفتہ رفتہ شام کے وقت بہ حال خراب ایک آبادی مختصر مین پہونچا۔ شہر کے دروازہ مین ایک مرد دراز قد کشادہ پیشانی سے ملاقات ہوئی۔ اُسنے پوچھا تو کون ہے۔ شاہزادے نے علے الاجمال اپنا حال بیان کر کے کہا۔ اگر تو نے میرے اسپ و ملازم کو دیکھا ہو تو بتلا دے۔ خدائے اکبر تجھے جزائے خیر دیگا۔ اُس شخص نے کہا۔ ثابت ہوتا ہے تو مشرک ہے۔ خیر ہمین اِس سے کیا بحث۔ مگر اب اسپ کا دستیاب ہونا محال ہے بلکہ تو خود ایسے مقام مین وارد ہوا ہے جہان سے نکلنا ممکن نہین۔ اِس جواب تلخ سے شاہزادہ مہران کو غصہ آیا اور کہا۔ او مرد کیا بیہودہ بکتا ہے۔ اُس نے کہا مرد کی جنسہے کہ

کلام واقعی کو دروغ سمجھتا ہے۔ شاہزادے نے جواب نہ دیا حق مین لفظ مردکے سنا
ایک تپانچہ قوی اُسکے گال پر مارا۔ اُس نے دیگر اشخاص کی مدد سے شاہزادے
کو گرفتار کیا اور حاکم شہر کے پاس لے گیا۔ حاکم نے کہا۔ بوقت شب اس جوان
مسافر کے حق مین کچھہ حکم نہین دیا جاتا فی الحال داروغہ محبس کے پاس لے جاؤ
داروغہ محبس نے زنجیر طلائی شاہزادے کے پانؤ مین پہنایا اور اطعمہ لذیذ کھلائے
صبح کو حاکم نے طلب کر کے شاہزادے سے کہا۔ تو نے سنبل کو بے وجہ تپانچہ
مارا اور اُسکو ذلیل کیا۔ بہتر ہے کہ اُسکو رضامند کرو۔ شاہزادے نے کہا۔ اے
بادشاہ تم اس حال سے بے علم ہو کہ مین کون ہون۔ ورنہ برعکس یہ فیصلہ کرتے
کہ سنبل نے میری توہین کی۔ یا اور کہو۔ میرا باپ تمہارے ملک و دولت کو خاک سیاہ
کر دیگا۔ بادشاہ نے کہا۔ مین لاعلم نہین ہون بلکہ تم لاعلم ہو۔ آگاہ ہو۔ یہ سرزمین
حکیم اشراق رشک نغیمہ کے طلسمات متعلق ہے۔ اب تو ایران اس مین شمار ہوتا
ہے تیرے باپ کا کیا مقدور کہ میرے علاقہ مین قدم رکھے۔ مین طلسم کے حصہ
ثلثہ کا بادشاہ ہون اور مجھے مالک اشراق کتابین اپنی اسلحہ ہمارے حوالہ کرو
اُنکی قیمت کا ایک حصہ سنبل کو دیا جائیگا اور دوسرا حصہ تجکو کتب عیاشی کے
واسطے عطا ہوگا۔ شاہزادے نے کہا۔ مین تمہارے دربار مین کسی فرد بشر
کو اس حوصلہ کا نہین پاتا کہ میرے اسلحہ اُتار لے۔ مالک اشراق نے ایک جماعت
زرین پوش کو بلایا اور شاہزادے سے کہا۔ اِنمین سے کسی پر ضرب لگا۔ شاہزادے
نے ایک زرین پوش کے سر پر شمشیر ماری۔ اُسکے سر پر خط تک ظاہر نہ ہوا
برعکس غلامون نے دست بدست شاہزادے کو گرفتار کر لیا۔ جب کسی طرح

بعشرت نہ دیکھی ناچار شاہزادے نے اسلحہ دیدیئے

ملک اشراق نے اُسی وقت مقیم کو بلایا اور اُس سے اسلحہ کی قیمت مشخص کرائی اور قیمت کا ایک حصہ سنبھال کر دوسرا حصہ شاہزادے کو دیکر کہا اِس سے وجہ معاش کی کوئی صورت کرو ورنہ گرسنہ رہیگا شاہزادہ مہران ملول بے دماغ دربار سے چلا آیا اور جس طرف سے آیا تھا بخیال خویش اُسی طرف روانہ ہوا تاکہ افراقیہ مین پہونچ جائے - لیکن بجنت شاہ پیر اُسی آبادی مین پہونچ گیا - اُس وقت سمجھا کہ اِس مقام حیرت انجام سے نکلنا محال ہے - اِس فکر و تردد مین ملکہ گوہر روشن تن یاد آئی اور اُسکے غم جدائی مین زار زار رویا - اِس اثنا مین ایک مرد خوش رو شاہزادے کے پاس آیا اور بزبان شائستہ احوال پوچھا - شاہزادہ نے بالتفصیل اپنا حال زار بیان کیا - اُسنے کہا اے شاہزادہ والاقدر - مین افراقیہ کا متوطن اور اِس وقت اسیر طلسم ہون میرا نام ارقم نوجوان ہے - میرا باپ خواجہ الکم پیشہ بزازی کرتا تھا - مین بھی اُسی آہوے خوش رنگ بلاے طلسمی کے عقب مین روانہ ہوکر طلسم مین داخل ہوا تھا - اب میرا دل یہی چاہتا ہے کہ تمہاری خدمت مین رہون اور تمکو کسی ہنر و کسب کی تعلیم دون - مگر یہان کا ضابطہ ہے کہ اسیر طلسم سے کسی طرح کی رعایت نہین کی جاتی - پس مین التماس کرتا ہون کہ جو کچھ تم سے ہو سکے قصور نہ کرو

شاہزادہ مہران شہر کی سمت سے دو سطر دن آہنگر کی دوکان پر گیا اور اُس سے ایک تبر نہایت وزنی خریدا اور وہ چار مرد و دیگر ساکنان شہر سے

بجالائے - اِس اثنا مین ایک مرد چالاک و چست بہ لباس سرہنگان چشمہ سے باہر
نکلا اور اُسنے اُن جانورون کو کچھ اشارہ سے کہا - بہ مجرد اشارہ کے تمام
جانورون نے بالاتفاق حوض مین غوطہ مارا - پھر باہر نہ نکلے - چند لمحہ کے بعد
فراشان چابکدست زرین کمر وہان آگئے اور اُنہون طرفة العین مین حوض
کے گرد قنات و سراپچہ ہائے زردوزی کھینچ دئیے - بعد کشیدہ ہونے قنات کے
ایسی صدائے خوش و آواز نغمات دلکش شروع ہوئی کہ جملہ حاضرین و سامعین
کو محویت کی نوبت پہونچی جس وقت تمام حاضرین معرکہ بیہوش مطلق ہوگئے اِلّا
شاہزادہ مہران و ارقم کہ اُنکے فی الجملہ ہوش بجا تھے حوض کے گرد سے قناتین
دور کی گئین - بمجرد دور ہونے پردہ کے شاہزادہ مہران مہرطلعت نے یہ دیکھا
کہ ایک محفل بہشت منزل نازنینان پریزاد حور نژاد کی آراستہ ہے - ہزار
در ہزار پری زادان قمر دیدار و نازنینان شمع رخسار حوض کے گرد اُسی فرش
زربفتی و صندلی و کرسی ہائے طلائی پر بہزار ناز و انداز دلربائی متمکن تھین
اور زنان رقاصہ و مطربہ نواگری مین مصروف تھین

شاہزادہ مہران نے ارقم سے کہا - اے برادر عزیز القدر یہ امر بھی ممکن ہے
کہ ہم اِس محفل مہوشان مین چلین یا چند قدم فاصلہ سے اُنکے حسن جہان سوز
کا نظارہ کرین - ارقم نے کہا - بندہ پرور جو شخص اپنی زندگی سے بیزار ہو
وہ اِس مجلس فردوس منزل مین جائے مجھے باوجود اسیری طلسم اپنی جان
بہت عزیز ہے - شاہزادہ مہران ارقم کے امتناع کو خیال مین نہ لایا بے خطر مجلس
کی طرف روانہ ہوا - جس وقت پریزادون نے شاہزادے کو آتے دیکھا

بالاتفاق شور مچایا اور تمام ساز ہاتھہ سے زمین پر رکھدیئے اُسی شخص نے جو بہ لباس شاطری حوض سے نکلا تہا یہ فریاد کی۔ اے ساکنان شرقی آباد معلوم ہوا کہ تمکو خدا تعالیٰ نے دیدہ ہائے بصیرت عطا نہین فرمائے ورنہ اِس جوان تازہ وارد کو مجلس خاص تک نہ آنے دیتے۔ بر وقت فریاد جملہ حاضرین جلسہ ہوش مین آئے اور باتیغ و تبر شاہزادہ کے گرد و پیش جمع ہو گئے اور قریب تہا کہ شاہزادہ اُنکے ہاتہہ سے قتل ہو۔ ناگاہ ابر مین سے یہ آواز آئی اے پیک منظور احوال اِس جوان کے حسب و نسب کی حقیقت حضور مین بیان کرو۔ بمجرد اِس آواز کے اہل معرکہ جدا ہو گئے اور پیک منظور نے ابر کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے سلطان شرقی آباد۔ یہ جوان سلطان السلاطین ملک آفاق شاہ بادشاہ آفاقیہ و شہنشاہ ممالک قہستان کا فرزند ہے۔ نام اِس شاہزادے کا مہران مہر طلعت ہے۔ شاہزادہ بہی بہ نگاہ غور ابر کی طرف دیکھ رہا تہا اور دل پر اسقدر رعب سلطانی غالب تہا کہ کچھ دم نہ مار سکتا تہا۔ طرفہ تر یہ کہ اُس وقت ابر کا رنگ بعینہ طلائے احمر کی مانند روشن و مجلّی ہو گیا تہا گویا آفتاب ہنگام شام پس ابر نہان ہے

جب پیک منظور مہران کے حسب و نسب کی حقیقت بیان کر چکا۔ ابر مین سے یہ آواز باریک آئی۔ اِس جوان سے پوچھو کہ تیرا ملت و طریق کیا ہے پیک نے شاہزادہ سے سوال کیا۔ مہران نے کہا۔ میرا باپ ایک بُت بزرگ کو سجدہ کرتا ہے جسکا نام منات اکبر ہے۔ یہی میرا طریق ہے۔ بر وقت اِس بیان کے وہ روشنی آفتاب مثل ابر سے برطرف ہو گئی اور اِس طرح کا گریز ہوا

متصاعد ہوا کہ زمین و آسمان نظر آتا تہا۔ وہ ساعت کامل یہی تاریکی عالم طلسم پر محیط رہی۔ جب روشنی ہوئی شاہزادہ مہران نے اُن پریزادان مہوش اور اسباب و سامان کا نشان نہ پایا۔ البتہ جانوران خوش رنگ بدستور شاخہائے گل پر مجتمع تہے اور ابر بہی اُسی طرح برنگ سپید موجود تہا

جملہ حاضرین معہ کہ وہان سے شہر کی طرف روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ مین شاہزادہ نے راقم سے کہا۔ اے برادر عجیب و غریب سامان نظر سے گذر رہا ہے۔ زیادہ تر اس سے حیران ہون کہ یادہ مہربانی کہ بادشاہ نے مجہے قتل ہونے سے بچایا بلکہ چشمک زدن مین تمام ہنگامہ مثل کوکب سحری آنکھ سے غائب ہو گیا۔ راقم نے کہا مین تم سے زیادہ حیران ہون کیونکہ ہمیشہ اسی صورت سے تمام شب ہنگامہ رقص و لہو ابر پارہ برپا رہتا تہا آج خلاف قاعدہ قبل از شام مجمع متفرق ہو گیا

ایک مہینہ کے بعد پہر وہی روز تماشا آیا۔ تمام مخلوق شہر حوض کی جانب روانہ ہوئے۔ وہی سامان ہوا۔ تازہ بات یہ تہی کہ ملک اشراق حاکم شرقی آباد مع غلامان و ملازمان زرین پوش شاہزادہ مہران سے دور ایک طرف استادہ ہوا اور ہر غلام کے ہاتہ مین شمشیر برہنہ تہی۔ مہران نے راقم سے پوچہا ان غلامون کے شمشیر برہنہ ہونے کی کیا علت ہے۔ راقم نے کہا مین چار برس سے اس شہر مین اوقات بسر کرتا ہون نہ اُس مقام مین کوئی پہونچا تم پہونچے تہے نہ کبہی کسی نے شمشیر برہنہ کی پاس گفتگو مین ملک اشراق ... ادہ مہران کے پاس آیا اور کہا۔ اے جوانمرد ہمین جہنا ... ابا ... سے

یہ حکم ناطق پہونچا ہے کہ آج اِس جوان تازہ وارد کو مدعو رہ سے ایک قدم
بیشتر نہ رکھنے دینا۔ سو ہم تجکو نصیحت کرتے ہین کہ اِس مقام سے مجلس کا تماشا دیکھنا
ورنہ جان تیری مفت ضائع ہوگی۔ شاہزادہ نے بادل ناخواستہ بکدر تمام
اِس دفعہ اُسی مقام سے تماشا دیکھا۔ تماشا ایک روز و شب برابر قائم رہا
جب صبح ہوئی شاہزادہ اور راقم اہل شہر کے ہمراہ آبادی مین آگئے

اِس دفعہ کے انتظام و امتناع سے شاہزادہ ایسا منقبض ہوا کہ کسی طرح
دل نہ لگتا تھا کہ کب روشن تن کی جدائی کا خیال جدا ستاتا تھا۔ آخر پھر ایک دن
بدین غرض شہر سے نکلا کہ جس راہ سے آیا تھا اُس راہ کو تلاش کرون اور
طلسم سے نکلجاؤن۔ وہ راہ تو نہ ملی مگر رفتہ رفتہ ایک آبجو کے کنارے پر
پہونچا۔ اُس وقت بے اختیار یہی جی چاہا کہ ندی مین داخل ہو ہرگاہ فن شناوری
مین مہارت رکھتا تھا۔ چند عرصہ تیرتا رہا۔ جب کہ تھہ پاؤن مین قوت نہ رہی
اُس آب تند مین بہے و دبے ہو تیون غوطے کھائے۔ ہنگام غوطہ خوری جسقدر
مناجات اکبر کا نام لیتا تھا اُسیقدر غوطے کھاتا تھا۔ جب قریب ہلاکت پہونچا
بے اختیار خدائے لاشریک کی نصرت طلب کی۔ بمجرد اِس خطرہ کے بسہ مدد قوت
نے عود کیا اور بسہل حرکت دست و پا مین کنارے پر پہونچگیا۔ اور وہان سے آگے نخورد
سکا کہ بیشتر روانہ ہوا۔ قریب شام ایک کوہ پر بہار پر پہونچا۔ وہان ثمر درخت
کھائے اور ایک چشمہ سے پانی پیا

وقت صبح ایک طرف سے ذکر الٰہی کی آواز مہرابن کے کان مین آئی اُس
آواز کا اثر پڑگیا۔ دیکھا کہ ایک درویش ضعیف العمر ہمہ تن ذکر الٰہی مین مستغرق

چند لمحہ وہان توقف کیا۔ دو ساعت کے بعد فقیر صاحب نے مراقبہ سے فرصت پائی اور شاہزادہ کی طرف متوجہ ہوا۔ شاہزادے نے اپنا احوال از اول تا آخر بیان کرکے کہا۔ اول مجھے دین حق تلقین کیجیے بعد ازان طلسم سے خارج ہونے کی راہ بتلایئے۔ درویش نے دین صالح علیہ السلام شاہزادے کو تلقین کیا جو اُس عہد میں طلسم میں مروج تہا بعد ازان کہا گرفتاران طلسم کو بے ذات وذات صفات طلسم کشا کوئی شخص نجات نہین دیسکتا۔ لیکن تو دل قوی رکھ۔ وہ وقت قریب پہونچا ہے۔ اِسی کوہ پر ایک میل آہنی بنا ہوا ہے اور اُس میل پر ایک نازنین خوش جمال کی پیکر ہے۔ بنائے طلسم کے وقت سے وہ نامعلوم حرکت کر رہی ہے۔ جس وقت اُسکا مونہہ مشرق کی طرف اور پشت مغرب کی طرف ہو جائے گی قیامت طلسم آئے گی۔ چنانچہ اب سہل تفاوت رہا ہے کہ رخ تمثال بجانب مشرق ہو۔ علامت دوئم فتح طلسم کی یہ ہے کہ دو عاشق و معشوق ایک دوسرے کے بعد طلسم مین داخل ہونگے۔ شاہزادے نے کہا۔ آپ دعا کرین کہ کوکب بھی طلسم مین داخل ہو اور علامت تکمیل پائے۔ درویش نے کہا عجب نہین کہ ایسا ہو کیونکہ عمر طلسم ہزار برس کی مقرر ہے اور ایک دو سال ہی باقی رہے ہین۔ شاہزادے نے پوچھا حضرت کب سے وارد طلسم ہین اور ان حالات سے کسطرح واقف ہوئے اور یہ اسم مبارک کیا ہے۔ فقیر صاحب نے فرمایا مین وارد طلسم سے نہین ہون۔ میری پندرہ پشت کا نات طلسم مین گذری ہین۔ میرے جد کلان کا نام یزدان شناس تہا اور میرا نام درویش ذاکر ہے۔ یزدان شناس حکیم اشراق زردشت نمیر کا رفیق و ہم شاگرد رشید تہا۔ شاہزادے نے کہا۔

فی الحال اِسی قدر کارروائی کیجیے کہ میرا عیار و اسپ مِلجائے۔ درویش خدا گیر نے
کہا کہ طلسم اشراقیہ کے چار دور چار بانک سبع واقع ہین۔ ایک شرقی آباد
جہان تم مقیم ہو۔ اور غربی آباد و جنوبی آباد و شمالی آباد۔ بنائے طلسم سے یہ قاعدہ
مقرر چلا آتا ہے کہ ایک آباد کا [illegible] دوسرے کی آبادی مین نہین جا سکتا
شاہزادہ مہران نے کہا ممکن ہو تو مین اُس تمثال ہی کو دیکھ لون جسکی حرکت
نہایت طلسم کی دعوت کرتی ہے۔ درویش نے کہا اِس کو [illegible] سمت
چلے جاؤ۔ ایک فرسنگ طے کرنے کے بعد زیر [illegible] جا پہونچوگے۔ مگر وہان توقف
نہ کرنا

مہران مہر طلعت زیر [illegible] پہونچے۔ دیکھا کہ ایک چار دیواری سنگ مرمر کی بنی ہوئی
ہے اور چار دیواری کے وسط مین [illegible] واقع ہے۔ وہ [illegible] ضخیم تہا کہ
چار آدمی دراز دست کی بغل مین آتا تہا [illegible] پر ایک پیکر [illegible] صاحب
جمال کی نصب تہی جو سر تا پا [illegible]
ہو رہی تہی [illegible] باقی رہا تہا [illegible] کی طرف ہو جائے۔ اُس
پیکر کا حُسن صورت ایسا دلفریب تہا کہ شاہزادہ دیکھنے سے [illegible] ہوتا تہا
ناگاہ یہ آواز غیب کان مین آئی۔ اے مہران [illegible] جدا ہو۔ ورنہ ایک
تیر قضا تیرے سینہ مین لگیگا۔ یہ زیارت معشوقہ کی [illegible] نہین
آنے کی۔ مہران مہر طلعت اُس آواز کے خوف سے ایسا [illegible] کہ فقیر صاحب کے پاس
لوٹ آیا اور جو دیکہا اور سنا تہا بیان کیا۔ فقیر صاحب نے فرمایا۔ [illegible]
ہو [illegible] اوقات معینہ مین فتور آ جاتا ہے۔ مہران نے پوچہا۔ کہان [illegible]

فقیر صاحب نے فرمایا - اُسی شہر شرقی آباد مین جہان روز اول پہونچے تھے - مہران نے کہا - اثنائے راہ مین ایک آبجو اسقدر عمیق و عریض ہے کہ اُسپر سے بے کشتی گذرنا محال ہے - فقیر صاحب نے فرمایا - زیر کوہ دست راست کنارے کنارے ندی کے چلے جاؤ بعد طے کرنے تین فرسنخ زمین کے ایسی جا سے پہونچوگے کہ وہان دو درخت عظیم الشان چنار کے ہین - اُن درختون کی شاخون پر دو جانور زرد رنگ بیٹھے ہونگے اُنکو بشل السلام سلام کرنا اور کہنا - مین طلسم مین تازہ وارد ہون - مجھے اپنا مقام سکونت کا رستہ یاد نہین رہا - درویش ذاکر نے تمہارے پاس بھیجا ہے - جس وقت وہ جانور یہ جملہ سنینگے بالاتفاق اُس آبجو کے ایک مقام مین غوطہ مارینگے - تم بھی اُسی مقام سے گذر جانا

شاہزادہ مہران اُن جانورون کی رہنمائی سے شرقی آباد مین آیا اور قصہ گذشتہ ارقم نوجوان کے روبرو بیان کیا - ارقم اُسی وقت مسلمان ہوا - اُس دن سے اہل شہر اُنکا کمال احترام و اعزاز کرنے لگے - ایس عرصہ مین وہی روز تماشا آیا - جب شاہزادے نے پریزادون کی مجلس مین جانیکا قصد کیا کوئی شخص مزاحم نہ ہوا بلکہ پیک منظور نے بہ آواز بلند کہا - اے حاکم شرقی آباد حکم والا صادر ہوا ہے کہ جس حال مین شاہزادہ مہران کائنات طلسم کا مہمان عزیز ہے ہم نے اُسکو مجلس خاص مین آنے کا مجاز مطلق کردیا

شاہزادہ اُنہی پریون مین داخل ہوا - اُس ابر سے کہ ہمیشہ سفید اور بوقت جلسہ شفقی ہوجاتا تھا یہ آواز آئی - اے منظور اس شاہزادہ مہمان جدید کا ملاحظہ کر

فلان صندلی زرنگار پر بٹھاؤ اور پریزادان درجہ اول مین سے جو پریزاد شاہزادے کے پسند آئے بے تکلف اُسکا ہاتہہ شاہزادے کے ہاتہہ مین دیدو واضح ہو کہ اُس محفل عشرت منزل مین پریزادان حاضر بزم کے تین درجے تھے۔ درجہ اول کی پریزادین صندلی و کرسی ہائے زرنگار پر اور درجہ دویم کی کرسی ہائے نقرئی پر اور درجہ سویم کی کرسی ہائے سادہ پر بیٹھی تھین۔ پریزادان قاصرہ و مطربہ اور خدام فرش پر نشستہ و استادہ تھے۔ شاہزادے نے کوئی نازنین اُس تمثال برنجی صاحب میل کی ہمشکل و مقابل حسن نہ دیکھی۔ مہ جبین ملکہ کوکب روشن تن بنت احراق شاہ کا شعلۂ عشق و محبت ایسا سینہ مین روشن ہو رہا تہا کہ کسی نازنین کو بہ نظر خریداری و التفات نہ دیکھتا تہا۔ تاہم ان پریزادان قمر دیدار کے مجمع سے ایک نازنین شوخ ادا شیرین حرکات کو کہ فی الجملہ ملکہ کوکب کی صورت سے مشابہ تہی ساقی گری کے واسطے پسند کیا

جب شاہزادہ کا دماغ بادہ ناب سے گرم ہوا منصور پریزاد نے کہا۔ ارقم نوجوان جسمی پیری مانند دار طلسم نیز جدید الاسلام ہے حضور عالی مین اُسکی سفارش کرنی چاہئے۔ پیادے حوض کے کنارے پر گیا اور ارقم کی حقیقت عرض کی حکم سلطانی صادر ہوا۔ جوان دویم کو بہی مجلس خاص مین بلاؤ اور بطیب تمام کے پریزادون مین اختیار دو جسکو پسند کرے بے تامل حوالہ کرو منصور نے ارقم کو مجلس مین بلایا۔ اُسنے ایک نازنین حسینہ پسند کی اور شاہزادہ عالی کا شکر احسان بجا لایا

تطلب غیب دانی معنی شاہزادہ اور ارقم یاسمن مکھن مین [illegible]

علے الصباح اہل شہر کے ہمراہ اُس پریزاد کو لیکر شہر مین آئے۔ قاضی شہر نے
موافق ملت اہل اسلام ارقم اور اُس پریزاد کا جسکا نام مقسومہ پری تہا عقد باندھا
مگر اُسکو بجز گریہ آہستہ اور کچھ کام نہ تہا۔ جب شاہزادہ مہران اور ارقم نوجوان
کی دلداری و دلجوئی کا درجہ حد سے گذرا مقسومہ نے ایک ساز خوش آواز ہاتھ
مین لیا اور بالحان جان گداز و صدائے حزین خواجہ حافظ علیہ الرحمہ کے اس شعر
کا تکرار کیا

من ملک بودم و فردوس برین جایم بود ۔ آدم آورد درین دیر خراب آبادم

ایک ماہ کے بعد پہر وہ مجمع ہوا تو ملک اشراق نے ارقم کو حکم امتناعی بہیجا اور شاہزادہ
تنہا تماشا مین گیا۔ بدستور ایک اور نازنین خوش ادا ملک کے ہاتہ سے شراب
ارغوانی پی اور کوکب روشن تن کے تصور مین کسی پریزاد کو بنظر خریداری دیکھا

راوی کہتا ہے کہ یہ جلسہ ایسا نمونہ جشن اعظم کا تہا جو ایک سال کے بعد قلعہ اشراقیہ
مین برپا ہوتا تہا۔ جس وقت نیر اعظم برج حوت کے درجہ سوئم مین پہنچا جملہ اہل
شرقی آباد قلعہ اشراقیہ کے جانے کو مستعد و تیار ہوئے۔ شاہزادہ مہران مہر طلعت
اور ارقم نوجوان نے بھی لباس مکلف پہنا اور اہل شہر کے ہمراہ ہولیے۔ مقسومہ پری
ارقم نوجوان کی منکوحہ کو جو دروازہ سے باہر قدم رکہنے کا حکم نہ تہا وہ مظلومہ
تنہا گھر مین رہ گئی

اہل شرقی آباد کو ایک ہفتہ مسافت راہ مین گذرا۔ روز ہشتم ایک ایسے مقام
مین پہنچے جسکی دونون طرف کوہ ہائے سربلند تہے اور وسط کوہ مین ایک
دروازہ منقش تہا جسمین شہزادے مع ہمراہیان داخل ہوئے۔ چند قدم راہ طے کی تہی

ایسی تاریکی پیدا ہوئی کہ شاہزادہ مہران کا دم گھبرا گیا۔ ملک اشرق نے صدہا
مشعلیں روشن کرائیں۔ بیس کوس کامل درہ کا طول تھا۔ اثنائے راہ میں
شاہزادہ مہران نے ملک اشرق حاکم آبادی سے پوچھا۔ شاید ظلمات کی یہی راہ
ہے۔ ملک اشرق نے کہا۔ ہاں یہ درہ ظلمات طلسم مشہور ہے۔ روز سیوم بہزار
مشکل درہ سے نکلے۔ دور سے ایک روشنی مثل صبح کاذب نظر آئی۔ شاہزادے نے
ارقم سے پوچھا۔ اے برادر یہ کیا تماشا ہے۔ ارقم نے کہا مجھے کیا معلوم میں
چار برس سے اس طلسم میں ہوں اتا کبھی حضور معلے سے تماشائے بزرگ کے دیکھنے
کی اجازت نہیں ہوئی۔ سال اول دہنہ درہ تک میں آیا تھا۔ وہاں سے حاکم شرقی آباد
نے مجکو واپس کر دیا

ایک روز اسی روشنی کاذب میں مسافت راہ قطع کی۔ دوسرے دن جو
روانہ ہوئے تو روشنی زیادہ تر تھی۔ تیسری منزل میں ایک روشنی صبح صادق
کی مانند پیدا ہوئی اور دور سے ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ ہمدوش منطقۃ البروج
اس شان وصورت کا نظر آیا جسکے تمام در و دیوار آئینہ حلبی کے تھے اور در و برج
کی دیوار پر بارہ برج عالیشان بنے ہوئے تھے اور بارہ دروازے آئینہ
یاقوت نگار کے تھے۔ مگر کوئی دروازہ کھلا نہ تھا۔ ہر برج کا قبہ مثل ستارہ روشن
تھا۔ ستارہ بھی وہ جو صبح کے وقت طلوع کرتا ہے۔ وسط قلعہ میں ایک مکان
وسیع و رفیع خوش قطع بنا ہوا تھا۔ بالائے مکان ایک مہتابی نہایت وسیع تھی
مہتابی کے وسط میں نہایت عالیشان بلور کا برج واقع ہے جسکا قبہ بعینہ ماہ چاردہ
کی مانند درخشاں تھا۔ قلعہ میں درخت بہت سے عظیم الشان کثیر الفروع چار گوشے

زنگارنگ اسقدر بلند و سرکش تھے جنکی شاخین قلعہ کے باہر سے نظر آتی تہین جس وقت شاخ ثمر ئے درخت کو ہوا لگتی تھی ایسی بوئے مشک بیز عنبر آمیز آتی تھی کہ تمام صحرا معنبر و معطر ہو جاتا تہا۔ طرفہ تریہ کہ وہ وقت صبح صادق برقرار تہا ہرگز زائل نہ ہوتا تہا۔ اس اثنا مین فراشان چابکدست نے ملک اشرق کے حکم سے اس میدان مسطح مین دروازون کے روبرو خیام باناتی و سقرلاتی برپا کر دیئے۔ شاہزادہ وارقم کے لیئے بہی حسب حیثیت ایک ایک خیمہ ستادہ ہوا۔

شاہزادہ مہران نے ملک اشرق سے کہا۔ یہ کیا تماشائے حیرت افزا ہے فی الجملہ اسکی ماہئیت سے آگاہ کرو۔ ملک اشرق نے کہا۔ تمکو مناسب نہین کہ اسرار طلسم کی نسبت سوال کرو۔ سوالات غیر محل کے سبب خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی رفاقت سے جدا کر دیا تہا۔ شاہزادہ نے کہا۔ خیر مین کوئی محل و غیر محل سوال نہین کرونگا البتہ یہ اجازت چاہتا ہون کہ اس ہنگامہ عظیم کا تماشا دیکھون۔ ملک اشرق نے کہا۔ چار دور قلعہ کے جہان چاہو بے تکلف سیر و تماشا دیکھو بشرطیکہ عالم محویت مین اپنے حال و استقبال سے غافل نہ ہو جاؤ اور شام کے وقت بجز اپنے قیام گاہ کے کسی جائے نہ ہو۔ شاہزادے نے کہا یہان ہر وقت صبح صادق کا ظہور رہتا ہے پہر کسطرح تمیز کرونگا کہ اب شام کا وقت آیا۔ ملک اشرق نے ایک ساعت نجومی بہت صحیح شاہزادہ مہران کو دی اور کہا اس سے طلوع و غروب کا حال بخوبی دریافت ہو جائے گا۔ لیکن خود اپنے پاس رکہنا کیونکہ جس وقت دوسری تخت قلعہ کے جلانے کے ارادہ کرو گے سوائے ارقم کے کوئی واحد ساتہ نہین ہونیکا خدم و حشم فوراً علیحدہ ہو جائینگے

شاہزادہ مہران بے جلوس وتجمل فقط ارقم کو ساتھ لیکر شمال کیطرف روانہ ہوا جب برج شمالی سے گذرے اس صورت کا صحرا ملا سبز و خورم دیکھا جیسے نمونہ بہشت بریں وہم قرینہ اعلائے علیین کہنا سزاوار ہے۔ خدا کی قدرت سے اُنکے پانو میں خود بخود بسقدر قوت و توانائی پیدا ہوئی کہ بلاد شندگی منزلین طے راہ کرتے تھے۔ ایک ساعت نجومی میں اُنہوں نے چار کوس کا فاصلہ طے کیا کہ اعلام سبز رنگ نظر آئے۔ یہ دونوں اُن علامات کے نشان پر پہونچے۔ وہان دیکھا کہ ایک لشکر جرار آراستہ ملک الشرق کے لشکر کا ہم پایہ و ہمکفو ہے اور اُس لشکر کے روبرو بھی ہمی قسم کی دیوار او دروازے اور برج و قبہ او مینار چیدہ و مرزنگار موجود ہیں جنکی شعاع سے آنکھ خیرہ ہوتی تھی اور دیسے ہی عالیشان مرتفع وسط قلعہ میں نظر آئی جسکے قبہ طلائی مجلی کی روشنی ماہ و خورشید کی مانند تھی اور وہی وقت صبح صادق یہان بھی نمودار تھا

شاہزادہ مع ارقم لشکر میں آیا تمام اہل لشکر وجیہ و جوان تھے۔ جو شخص شاہزادہ مہران وارقم نوجوان کو دیکھتا تھا۔ اُنکا طریق وملت پوچھتا تھا۔ یہ دونو خدا کی توحید بیان کرتے تھے اور جواب میں اہلاً وسہلاً و مرحبا سنتے تھے سیر کنان اُردو بازار میں اور وہان سے اصطبل شاہی میں گئے۔ ہر چند کہ بہت مرکبان ترکی و عراقی طویلہ میں موجود تھے۔ مگر وسط طویلہ میں ایک خیمہ وسیع زربفتی استادہ تھا اور اُسمیں ایک توسن پریزاد دریسما ہائے کلابتونی سے بندھا ہوا تھا اور اُسکے سرپہ ایک جیغہ مرصع کار اور پشت پر جل اطلس زر دوزی اور گردن میں ہیکل جواہر نگار تھی اور بادہ شاطر اُسکی خدمت کے واسطے

سعین تھے۔ شاہزادہ نے نظر اول ہی مین پہچان لیا کہ یہ وہی اسپ ہم خود میری سواری کا ہے۔ راقم نے ایک سائیس سے پوچھا۔ یہہ لشکر کس بادشاہ کا ہے اور یہ مرکب پری تمثال کیون معزز ہے۔ اس نے کہا۔ یہ لشکر ملک الیسر کج کلاہ بادشاہ شمالی آباد کا ہے اور یہ مرکب دو روان طلسم سے ہے اسی سبب سے اسکی عزت و توقیر ہوتی ہے حتے کہ چند بار ملک الیسر نے اس اسپ پر سوار ہونا چاہا الا بادشاہ کوچک کی طرف سے ہرگز اجازت نہ ہوئی اور حکم ہوا کہ اس عقدہ کا حل ہونا بادشاہ بزرگ کے حکم پر موقوف رکھو۔ شاہزادہ مہران نے سائیس کو ایک مشت زر دیا اور کہا۔ ہم پوچھتے ہین کہ بادشاہ کوچک کون ہے اور بادشاہ بزرگ کا اسم گرامی کیا ہے۔ سائیس نے زر نقد بہتیرا دیا اور کہا۔ اگر مین زندہ رہونگا اس سے زیادہ زر و مال پیدا کرونگا۔ تم وہ راز و اسرار دریافت کرتے ہو جس سے میری سات پشت مین بھی کوئی آگاہ نہین ہوا۔ ایسے سوالات کے سائل و مجیب دونو کو یہان تعذیر ملتی ہے۔ شاہزادے نے کہا۔ اگر بادشاہون کا نام نہین بتلاتا تو یہ بتلا کہ یہ مرکب جو دراصل میرا ہے مجھکو کیونکر ملے۔ سائیس شاہزادے کو میر آخور کے پاس اور میر آخور بادشاہ کے پاس لے گیا۔

ملک الیسر نے سرو قد تعظیم دی اور نہایت عزت و آبرو سے تخت پر اپنے پہلو مین بٹھایا۔ راقم نوجوان بھی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ ملک الیسر نے اول ایک ایک جام مے گلفام ان جوانون کو دیا بعد ازان شاہزادے سے کہا۔ اے جوان عالیقدر ہرگاہ یہ خبر مشہور رہے کہ شکنندہ طلسم ایک جوان خداپرست ہوگا اس وجہ سے تمام طلسم مین ہر شخص خداپرست کی توقیر و آبرو کیجاتی ہے۔ خصوص جوانان

بلند اقبال بمقام طلسم مین ہدایت یافتہ ہو وہ کمال معزز و ممتاز ہوتا ہے پس
جسقدر مرکب تجکو درکار ہوں حسب پسند اپنے میرے اصطبل سے لیجا مگر مرکب آبی کا
لینا آئین طلسم کے برخلاف ہے کیونکہ یہ میری سرحد مین وارد ہوا ہے البتہ اس
صورت سے یہ مرکب تیرے ہاتھ آسکتا ہے کہ ملک الشرق کے پاس سے میرے پاس جس دم آے
مین مرکب معہ شے زائد نذر کردونگا۔ شاہزادے نے کہا۔ اے حاکم شمالی آباد
حالانکہ یہ حیوان مجکو نہایت عزیز ہے۔ مگر یہ حرکت آئین انصاف کے مقتضائے
شرافت سے بعید ہے کہ ملک الشرق کی مانند شفیق و قدردان سے جدائی اختیار
کرون۔ یہ کہکر شاہزادہ بعزم روانگی تخت سے اٹھا۔ ملک البرق نے متعدد سمند
صبا دش برق رفتار حاضر کیے۔ شاہزادہ مہران عادر قمر زمین سمت دوم مرکبان
پر سوار ہوکر اپنے لشکر کو روانہ ہوے

جس وقت زیر برج یعنی دیوار شرقی و شمالی کے مابین پہنچے سائیسون نے
بہ ادب تمام سلام کیا اور معہ مرکبون کے رخصت چاہی۔ شاہزادہ وار قمر کمال
ناراضگی سے مرکبون پر سے اترکر پیادہ پا اپنے لشکرون کی طرف راہی ہوے
جب لشکر کے قریب پہونچے انکے ملازم سواری لائے اور ملک الشرق تا دربارگاہ
بطریق استقبال آیا۔ شاہزادے نے جو دیکھا اور سنا تھا سب کم و زیاد بیان کیا
بعد ازان کہا۔ دل میرا اپنے مرکب کے واسطے کہ معشوقہ کا یادگار ہے نہایت
بے قرار ہو رہا ہے۔ کسی طرح ملک البرق سے طلب کرو۔ ملک الشرق نے کہا۔ وہ
حیوان بحیلہ شعبدہ [illegible] کی سرحد مین جو پہنچا۔ ہمارا اسپر کچھ اختیار نہیں سب سے
[illegible] اپنے متعرض سے عرض کرینگے۔ شاید کار برآری ہو جاے۔ ملک البرق

متبوع ہر امر مین میرے متبوع کا پاس و لحاظ مد نظر رکھتا ہے - مہران نے پوچھا -
ملک الیسر کا بہی کوئی متبوع ہے - ملک اشرق نے کہا - اے جوان والا قدر - ہر سر حلدار کی
سرحد مین اسی صورت کا چمن و حوض گلاب و ابر سپید رنگ موجود ہے جو تمہارے
نظر سے گذری اور ہر سر حلدار کا متبوع یعنی بادشاہ کوچک اُسی ابر سپید مین تخت
شاہی پر جلوس فرماتا ہے - شاہزادے نے پوچھا - بادشاہان کوچک اور بادشاہ
بزرگ کس جنس سے ہین اور بادشاہ بزرگ کہان رہتا ہے - ملک اشرق نے کہا -
بادشاہ بزرگ اسی قلعہ مین جلوس فرمائیگا اور یہہ جشن اُسی کے سالانہ جلوس سے
تعلق رکھتا ہے - باقی حصہ سوال قابل جواب نہین ہے

دوسرے دن صبح کے وقت شاہزادہ مہران ارقم کو ساتھ لیکر بقصد جنوب
لشکر سے نکلا - آج جو قلعہ طلسم کو دیکھا عجیب تماشائے حیرت انگیز نظر آیا - یعنی کیا
دیکھتا ہے کہ ہر کنگرے کے روبرو ایک شجر موزون لگا ہوا ہے جسکا ہر برگ زمرد کی
مانند مجلی تہا اور تمام شاخین طلائے احمر کی تہین اور ہر شاخ پر وہی جانوران
عندلیب شکل ہزار در ہزار چہچہ زن تہے جنکو حوض گلاب پر دیکھا تہا اور ہر
شجر از سر تا پا گلہائے سرخ و زرد سے آراستہ ہو رہا تہا - اُن اشجار پر از گل کے
مشاہدہ سے کمال کیفیت و فرحت حاصل ہوتی تہی - شاہزادہ سیر کنان برج
جنوبی کے قریب پہونچا - یہی تماشا اور جلوہ یہان بہی دیکھا - جب دروازہ
جنوبی کے قریب آیا تو اُس دروازے کو بہی مثل دروازہ ہائے گذشتہ بند
پایا اور جو مکان کہ قلعہ کے وسط مین واقع تہا اُسکے صحن کرسی پر ایک شامیانہ
مزرد اور یدبکار استادہ جسے مرصع کار کشیدہ ہو رہا تہا اور ایک

تخت یاقوت بے جرم زیر شامیانہ بچھا تھا اور سمت شرقی و شمالی کی مانند
یہاں بھی دروازے کے روبرو ایک لشکر فرد کش تھا۔ شاہزادہ مہران اور ارقم
نوجوان لشکر کا سیر و تماشا دیکھتے چلے جاتے تھے کہ دور سے ایسا انبوہ کثیر نظر آیا گویا
کسی کی سواری آتی ہے۔ جس وقت وہ مجمع قریب تر پہونچا شاہزادے نے
دیکھا کہ شمیم ہیرا شاطر بچہ ایک توسن برق رفتار پہ سوار عجب شان و تجمل سے چلا
آتا ہے اور صد ہا شاطران زرین کمر تند رفتار اُسکی جلو میں ہیں شمیم نے جو
شاہزادے کو دیکھا پشت مرکب سے اُتر کر نہایت عجز و اخلاص سے سر اپنا شاہزادے
کے پانو پر رکھدیا اور زار زار رویا شاہزادے نے شمیم کو سینہ سے لگا لیا اور کہا
اپنا حال بیان کر

شمیم شاہزادہ اور ارقم کو اپنے خیمہ میں لایا اور بعد خاطر و مدارات عرض کیا
جب میں حضور کے مرکب سواری کے عقب میں اس تعجیل سے بھاگا کہ اسکو پاؤن
ایک فرسنگ طے کرنے کے بعد ایسی ہواے تند و تیز چلی اور گرد و باد متصاعد
ہوا کہ زمین و آسمان سیاہ ہو گیا جس وقت تاریکی رفع ہوئی مرکب کا نشان نہ پایا
ہنوز ہوش و حواس بجا نہ ہوئے تھے کہ اوس سے زیادہ ہواے تند چلنی شروع
ہوئی ہر چند اپنے کو زمین پر قایم کرتا تھا مگر ہوا کے زور سے ہرگز قدم
نہ جمتے تھے بے اختیار افتان و خیزان ایک طرف چلا جاتا تھا۔ چار روز و شب
اسی آفت آسمانی میں گرفتار رہا۔ روز پنجم جو طوفان باد کم ہوا اور میں ایک
مقام میں پہونچکر ہوش سے جاتا رہا۔ جس وقت ہوش میں آیا بھوک کی شدت
سے ایسا حال تباہ تھا کہ مجھ میں گفتار و رفتار کی مطلق طاقت نہ تھی [illegible]

ایک مرد چہل سالہ آیا اور ایک نان خمیری مجکو دی۔ مینے بخواہش نفس وہ نان
نمک کہائی اور چشمہ سے پانی پیا۔ بارے فی الجملہ میری طاقت بحال ہوئی اور
مینے اُس مرد کے استفسار پر اپنا حال بیان کیا۔ وہ مجھے اپنے ساتھہ شہر مین لایا اور
مہتر شاطران کے پاس لے گیا۔ مہتر نے میرا حال سنکر کہا۔ الحمد للہ ایک شخص آوارہ
و سرگشتہ اس سرحد مین پہونچا مگر خدا کرے جنس انسان سے ہو ورنہ حیوانات سے
بدتر اسکی قدر ہوگی۔ مہتر نے بہ تکلف میری دعوت کی اور دوسرے دن حاکم آبادی
کی ملازمت سے سرفراز کرایا۔ حاکم نے جو ملک امین کہلاتا تہا کہا۔ اول اس جوان تازہ
وارد سے یہہ پوچھو کہ نوع انسان سے ہے یا جنس حیوان سے۔ اگر حسب تقدیر
ربانی نوع انسان سے نکلا تو ہم اپنا طالع ملک الیسر سے زاید النور سمجھینگے اور بالفرض
جنس حیوان سے ہے جنوبی آباد اقلیم شمالی آباد سے مقابلہ نہین کر سکتا۔ مہتر
شاطران مجھے بارگاہ کے ایک گوشہ مین لے گیا اور بہ زبان لطف و مہربانی پوچھا
اے جوان سچ کہہ تیرا اثبات طریق کیا ہے۔ مینے کہا۔ جو طریق ملک آفاق شاہ
و احراق شاہ وغیرہ سلاطین قہستان کا ہے وہی میرا بہی طریقہ ہے۔ مہتر نے
کہا۔ ہم آفاق شاہ و احراق شاہ کو نہین جانتے کہ کون جانور رہتے اور کیا
ملت رکہتے ہین۔ اس دفعہ مینے کہا۔ ایک بت طلائی منات اکبر نام جسکا لااقل
سو من وزن ہوگا جملہ اہل قہستان کا معبود خالق ہے اُسی کی مین بہی پرستش
کرتا ہون۔ مہتر شاطران نے افسوس زدہ سر ہلایا اور کہا۔ حیف صد ہزار حیف
ہمارا گمان صحیح نکلا یعنی اے مرد تو بدتر از حیوان نکلا۔ بادشاہ نے جو یہ سنا
اُسکے بشرہ سے آثار ناخورسندی و ملال ظاہر ہوئے اور مہتر سے فرمایا۔ خیر مقدر تہا

ابھی تک کچھ علاج نہیں ہو سکتا۔ اِس جوان بہائم طبیعت کو گاؤخانہ میں بہیجدو اور
ایک نان خشک و کوزہ آب ہر روز شب میں بلاناغہ کردو۔ مہتر مجھکو گاؤخانہ میں
لے گیا۔ اِس نان خشک و کوزہ آب کو تو میں نے بہت غنیمت سمجھتا تہا مگر گاؤ میش
و دیگر جانوران کی ایذا ہلاک کئے دیتی تہی۔ دو روز بست و کم وہی شخص جو اول آتا تہا
اور جسکا نکو روز نام تہا میرے پاس آیا اور کہا۔ اے ظالم۔ کوئی انسان ذی عقل
صاحب ہوش پیکر سنگ کی پرستش کرتا ہے۔ ہمنے تیرے حال پر بہت رحم کہایا
اور محض اِس نظر سے گاؤخانہ میں بہیجدیا کہ وارد طلسم تہا ورنہ اِس طلسم میں ایسے
بدمذہب سیاہ باطن کا گوشت و پوست سگان بازاری کو کہلایا جاتا ہے۔ بس مصلحت
یہی ہے کہ براہ درستی دیوان شاہی میں چلا جا اور عرض کر

نہ بت خداست نہ خورشید نے ستارہ و ماہ ۔ کہ جملہ آمدہ بر ہستی خدا گواہ
خدائے اوست کہ بیرون بود ز وہم بشر ۔ بکنہ قدرت او عاجز است فہم بشر
خدائے اوست کہ چون بندہ را نگار کند ۔ ہزار صورت زیبندہ آشکار کند

بادشاہ جس وقت یہ عبارت تیری زبان سے سنے گا کمال اعزاز و آبرو سے
اپنے پاس بٹھا لیگا اور پوچھیگا اِس عقیدہ درست کی کس شخص نے تجکو ہدایت کی ہے
تم کہنا کہ بجز عقل سلیم و طالع سعد کی رہنمائی کے کسی کا نشان نہ دوں۔ خبردار ہرگز نام
نہ لینا ورنہ میں بعذاب سخت ہلاک کیا جاؤنگا۔ اسکا سبب یہ ہے کہ سوائے تعلیم
ہدایت و تلقین کے مجاز نہیں ہیں۔ میں نے کچھ فہمائش اور زیادہ تر بہ تہدید
دل نکو روز کے کہنے پر عمل کیا۔ ملک امین اور مہتر سرہنگان نے اول مجھے خوب
دہمکایا اور پوچھا۔ سچ کہہ کس شخص نے تجکو دین خداپرستی تعلیم کیا ہے وہ

کلمات کہے جو نکو روز نے تعلیم کئے تھے۔ اس دفعہ بادشاہ نے مجھکو سینہ سے لگایا اور
بزبان خود فرزند کہا اور یہ قدر و منزلت بخشی جو حضور ملاحظہ فرماتے ہین حتے کہ
مہتر شاطران بھی میرا محکوم حکم ہے۔ قبول اسلام کے بعد مین عمائد شہر کے ہمراہ ہیبات کے
جلسہ مین گیا۔ وہان بھی ایک چمن و حوض تھا اور ابر سپید محیط ہو رہا تھا۔ الا گل و
چمن اور جانور سب اشجار کا رنگ خلاف تھا۔ یکبار مرغان اشجار خیل خیل و جوق جوق
اوس ابر کے تصدق ہوئے۔ بعد ازان بالاتفاق حوض مین غوطہ مارا۔ بمجرد اس کے
فراشون نے قنات و سراپردہ ہائے زرنگار حوض کے گرد و پیش کہینچ دیئے۔ بروقت
نشین ہونے قنات کے ایسی صدائے ساز دلکش و آواز نغمہ خوش آئی کہ حاضرین جلسہ
محو و سہو ہوگئے۔ مجھے جو فرصت ملی قنات کے نزدیک جا کر اندر نگاہ کی۔ وہان
پریزادان زہرہ صفات و گلرخان شیرین حرکات کا ایسا مجمع نظر آیا کہ مین بھی محو ہوگیا
ایک مرد شاطر لباس جو بروقت غوطہ مارنے جانورون کے حوض سے نکلا تھا شمشیر
عریان ہاتھ مین لئے ہوئی بارادہ قتل میرے پاس آیا۔ ناگاہ ابر سے صدا آئی۔
اس جوان نادر طلسم کی ہلاکت کا مرتکب نہو تاکہ اسکی پیشانی سے نور خدا پرستی
جلوہ گر ہے۔ فلان کنیز خاص ہماری اس جوان کے شغل اوقات کے واسطے
حوالہ کر دو۔ شاطر نے حسب الحکم ایک نازنین ماہ پارہ میرے حوالہ کی بعد ازان
وہان سے نکالدیا۔ اب مین اسکے ساتھ یہ عیش و آرام بسر کرتا ہون

شاہزادے نے بھی اپنی سرگذشت شمیم کو سنائی بعد اوسکے کہا کہ میرے ہمراہ
چل۔ شمیم نے کہا چند امر مانع رفاقت ہین۔ اول یہ کہ ملکہ یمین سبز پوش کی رفاقت
کا ترک کرنا شیوہ آدمیت و طریق مروت سے بعید ہے۔ دویم حسب ضابطہ طلسم

کوئی شخص ایک سرحد سے دوسری سرحد میں نہیں جا سکتا۔ سو پہرہ دہ تر نہیں
صرف بالفعل جبکہ یہ تو حال ہے مجھکو جہان ہر دشمن نظر آتا ہے اپنی حد سے میں قدم
باہر نہیں رکھ سکتی۔ بہتر ہے کہ حضور اس ملک میں اقامت اختیار فرمائیں۔
یقین ہے کہ ملک امین حضور کو مسند حکومت پر متمکن کرے اور خود مثل غلامان اختصاص میں
خدمت میں کمر بستہ حاضر رہے۔ شاہزادے نے کہا سبحان اللہ تجھ ایسے عیار
کو ملک امین کا اسقدر پاس و لحاظ مد نظر ہے۔ پر مجھسے ملک اشرق کی رفاقت
کس طرح ترک ہو۔ خیر خدا حافظ۔ شمیم نے سواری کے لئے دو اہوار باد پا حاضر کئے
شاہزادے نے فرمایا۔ میں سوار نہیں ہونگا۔ سرحد پر پہونچکر سائیس تار دیگی
شمیم نے کہا حضور کوئی آدمی ہمراہ نہ لیں۔ ناچار شاہزادہ مہران ملک اور ارقم
نوجوان مرکبوں پر سوار ہوئے۔ لیکن جب دیوار شرقی و جنوبی کے گوشے کے قریب
پہونچے ان مرکبان طلسمی نے ایسی سرکشی کی کہ انکو عاجز کر دیا۔ ناچار مرکبوں کی
پشت سے اتر آئے۔ ہنوز زمین پر قدم نہ رکھا تھا کہ ان حیوانوں نے تیز خیزی
کی مانند اپنے لشکر کی راہ لی۔ شاہزادہ و ارقم متحیر و پریشان اپنے لشکر میں آئے
اور ملک اشرق سے سب حال بیان کیا

دوسرے دن جو علی الصباح شاہزادہ مہران کی خواب سے آنکھ کھلی تو
روز گذشتہ کی مثل آج کی ذبت تاریکی نظر آئی بعد ادائے نماز شاہزادہ و
ارقم ملک اشرق کے پاس آئے اور تاریکی کا حال پوچھا۔ ملک اشرق نے کہا
آج جشن شاہی کا دن ہے۔ آفتاب اعجاز حکیم شرق الافق کائنات سے طلوع
کریگا۔ اسی سبب سے ہوا تاریک ہو رہی ہے۔ بلکہ ابھی اور زیادہ تاریکی ہوگی

ہنگام طلوع صبح اصلی ملک اشرق مع تمام امرائے سلطنت و عمائد شہر سوار ہو کر قلعۂ طلسم کی طرف روانہ ہوا۔ شاہزادہ مہران اور راقم نوجوان بھی اُسکے ساتھ دروازہ قلعہ پر پہونچے۔ زیر قلعہ لب خندق ایک سائبان مروارید نگار استادہ تھا۔ جملہ اشخاص زیر سائبان مقیم ہوئے۔ مگر ہنوز دروازہ بند تھا شاہزادے نے جو برج اور کنگروں کو دیکھا۔ ہر کنگرہ کے قریب ایک درخت موزون پر از گلہائے رنگا رنگ نظر آیا اور ہر درخت پر اُسی شکل و وضع کے جانوران خوش رنگ و خوش الحان جو حوض گلاب پر دیکھے تھے جمع ہو رہے تھے اُنکے صدائے حزین و نغمہ دلکش قلب میں ایسی تاثیر کرتی تھی کہ سامعین کو وجد و سماع کی نوبت پہونچتی تھی۔ اور وہی ابر سپید رنگ برج پر محیط ہو رہا تھا۔ اور جو مکان فلک نشان قلعہ کی وسط میں تھا اُسپر بھی ایک قطعہ ابر مذکورہ سے کلانتر و غلیظ تر سایہ افگن تھا اور ابر کلان سے متواتر خندہ ہائے بلند کی آواز آتی تھی۔ ناگاہ تمام اشجار کے جانور بہیئت مجموعی پرواز کنان قلعہ میں داخل ہوئے۔ بعد داخل ہونے اُن طیور کے ایک ایسی روشنی مثل ضیائے آفتاب پیدا ہوئی کہ حاضرین کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ جب آنکھ کھولی شاہزادی نے دیکھا کہ آفتاب طلسم قلعہ کی دیوار شرقی سے طالع ہو کر ابر کلان پر بموافق تین نیزہ کے زمین سے بلند ہوا۔ مگر آثار روشنی و گرمی بمقابلہ آفتاب حقیقی کے اُسمیں بہت ہی کم تھی چنانچہ نظر اُسکی ضیا پر بخوبی قائم ہوتی تھی

اِس اثنا میں قلعہ کا دروازہ کھلا۔ شاہزادہ مہران نے قلعہ کے اندر نظر کی ایک دریاچہ کلان دیکھا جسکا طول و عرض ایک فرسخ مربع ہوگا اور دریاچہ کے

کنارے پر چار طرف ایک باغ ... فردوس آسا نزہت و کیفیت کا تہا جس
ہر درخت و ہر نخل دفور گلہاے رنگارنگ کی بجاے خود گلدستہ معلوم
ہوتا تہا اور ہزار در ہزار نازنینان صاحب جمال حور تمثال بہ لباس زرنگار
و زیور بوقلمون ایک ایک شاخ درخت ہاتہہ مین تہامے ہوے بہ ہزار ناز و
انداز دلربائی استادہ تہین۔ زیادہ تماشے کی یہ بات تہی کہ چار ون ابر کو چار
ابر بزرگ کے متصل ہو گئے تہے اور زیر ابر کلان چار تخت زرنگار ہوا پر
معلق قایم تہے اور ہر تخت پر ایک نازنین خورشید طلعت ماہ لقا [illegible]
و لباس سلطانی متمکن تہی اور وہ سراپا چشم ابر کلان کی طرف دیکہ رہی تہی۔
اُس وقت بوے گلاب چار آتشہ و مشک عنبر نے دل و دماغ کو معطر کر دیا تہا۔
شاہزادہ مہران اور راقم نوجوان کی نظر مین یہ محسوس ہوا کہ ابر بزرگ سے
مروارید خورد مجلی بلا انفصال دریاچہ مین برس رہے ہین اور ایک ایک
کشتی خوش قطع اُس دریاچہ مین زیر تخت ہاے معلق استادہ تہی اور ہر کشتی
مین ایک مرد بہ لباس شاطری اپنے اوپر کے تخت معلق کی طرف بنظر غور دیکہ رہا
تہا از انجملہ منظور شاطر تخت شرقی کشتی مین استادہ تہا

ناگاہ نازنین تخت نشین نے کچھہ حکم دیا حسب الحکم ہر ایک شاطر کشتی سے اُتر کر
اپنے اپنے دروازہ متعلق پر آیا اور بہ آواز بلند یہ کہا۔ اے بندگان خداے
آفاق دوست تماشائیان طلسم۔ حکیم اشرقی حکیم و الا شیم کا حکم صادر ہوا ہے
کہ ہر چہار سرحد دار یعنی ملک الشرق سبز پوش و ملک ... سبز پوش و ملک السیر
زرد پوش و ملک المغرب سپید پوش تعینات آئین اور انکو جو مطلب عرض کرنا

پیشگہ سلطان السلاطین ظل الرحمان عرض کرین اور جس سرحد دار کے پاس کوئی
جنس جلیل نذر ادا کرنیکو طلسم سے موجود ہو اپنے ساتھ لیلے مگر اُس وارد کو اشرف
مخلوقات و خدا پرست ہونا شرط ہے۔ وارد طلسم جس مقام آئندہ اُسکا دل چاہے اُتر پڑے
آرام لے اور جس مکان زمین کے ہاتھ سے منظور ہو یا وہ مسرت افزا ہو گویا یہ مقام
محترم واردان یزدان شناس کا مہمان خانہ ہے اور بادولت و اقبال مہمان
ناخواندہ کو ہدیہ خدا سمجھتے ہین

ملک اشرق شاہزادہ مہران وارقم نوجوان کو ساتھ لیکر دروازہ شرقی
مین داخل ہوا اور ملک ایمن مع شمیم دروازہ جنوبی سے قلعے کے اندر آیا۔ ملک
الیسر مرکب کے اشرف المخلوقات نہ ہونے کے سبب اور ملک اغرب کسی وارد نہ ہونے
کے باعث تنہا داخل ہوا۔ شاطران کشتی نشین چار روان کشتیان دریاچہ کے کنارے
پر لائے اور چارون حاکم ایک ایک کشتی مین سوار ہوئے اور اُنہون نے اپنے
اپنے منیب کی طرف کشتی روانہ کی۔ اُس وقت آفتاب طلسم بالائے عمارت مثل قبہ
قائم تہا اور روشنی آفتاب مین آسمان کا رنگ سفید و براق نظر آتا تہا نہ
کبودی

یکایک ابر چلنے کو چہٹے بالاتفاق یہ آواز آئی۔ اے سرحد داران طلسم عالی
منازل جو مطالب تم کو گذارش کرنے ہین عرض کرو۔ سلطان السلاطین منجا طلب
ہے۔ ملک اشرق نے دست بستہ عرض کی۔ اے بادشاہ کوچک میری سرحد
مین ایک جوان [illegible] وارد ہوا ہے۔ اُسکو [illegible] خدا پرستی
[illegible] بادشاہ [illegible] کی جناب مین [illegible] ہوگا۔ اُس واقعہ

کا ایک شاطر بچہ اور ایک مرکب اڑنے کا بھی تھا۔ قضا و قدر طلسمی سے مرکب
ملک الیسہ سرحد دار شمالی کی سرحد میں پہونچا اور شاطر بچہ ملک امین سرحد دار
جنوبی کی سرحد میں گیا۔ اب اس مہمان عزیز کی یہ استدعا ہے کہ جلو شاہ مظفر
زمانہ قفیر مرکب شاطر مسروقہ ان بزرگوں سے دلوا دے۔ تاکہ بقیہ عمر دعا گوئی
ازدیاد مراتب حشمت خسروانی میں گذاردیں۔ وہ نازنین تاجدار تخت نشین
اس بزرگ کی طرف متوجہ ہوئی اور اس نے یہ جملہ بزبان شائستہ الماس کیمہ
ان بزرگوں میں سے یہ آواز نرم و باریک آئی کہ ہم شاطر و مرکب کے وارد ہونے
کی حقیقت ملک الیسہ و ملک امین کی زبان سے سننا چاہتے ہیں۔ ملک الیسہ نے عرض
کیا۔ اے ظل اللہ غلام سے کچھ نہیں رہا تھا۔ ناگاہ یہ غلام میں یہ مرکب نازل شدہ
پیدا کیا۔ اب یہ خاص میری ذات سے تعلق رکھتا ہے۔ امیدوار ہوں کہ اسکی
سواری کی غلام کو اجازت ہو۔ ملک امین نے عرض کی۔ اے شہنشاہ ملک طلسم
شاطر بچہ از خود میری سرحد میں وارد ہوا۔ اول وہ طرف بنات پرستی رکھتا
تھا۔ یہاں پہونچکر برہنمائی عقل سلیم مسلمان ہوا۔ میں اسکو بجائے فرزند حقیقی
سمجھتا ہوں اور فرزند کی جدائی کسی طرح گوارا نہیں ہو سکتی۔ آواز آئی کہ حیوان
دار طلسم کا بے شرکت غیرے ملک الیسہ اور شاطر بچہ کا ملک امین مالک ہے۔ اور شہزادہ
دارو سپہ سالار شرقی کو بجائے انکے دس اسپ برق خرام اور اسی قدر سرہنگ
چست و چالاک ہماری سرکار سے دیئے جائیں۔ ہم خوب جانتے ہیں کہ وہ شہزادہ
ان دو مطلبوں کے علاوہ اور ایک مطلب مد نظر رکھتا ہے۔ ایسے اہل مقصد
کی طرف رجوع نہیں کرے گا

چار دن پھر جلد دار بعد بجا آوری آداب و مجرا دروازدن سے باہر نکل آئی
اور اپنے اپنے شامیانہ کے نیچے جا بیٹھے۔ وہان سے بھی تمام باغ و دریا پیش نظر تھا۔
اِس اثنا مین حکم پہونچا تینون آدمی دار الطلسم مجاز مطلق ہین متفق یا جدا جدا
جہان اُنکا دل چاہے بے خوف و وسواس سیر و تماشا دیکھین۔ اِس حکم سے شاہزادہ
مہر ان بہر طلعت کو کمال مسرت ہوئی اور باتفاق ارقم و شمیم کے سیر لیے مشغول
ہوا۔ اثنائے سیر مین دیکھا کہ وہ ابر بزرگ اُس مکان عالی شان و قصر بلند
پایہ پر ایسا محیط ہوا کہ کوئی چیز نظر نہ آتی تھی اور پھر اپنی جلسے قائم ہو گیا جس وقت
تاریکی ابر رفع ہوئی ایک غرفہ مذہب مینا کار اُس قصر عجیب البنیان مین نظر آیا
جسکی چار طرف پردہائے زنبوری افتادہ تھے اور وہ چارون ماہ پیکرین تخت نشین
مگس ران بال ہما ہاتھ مین لیے ہوئے در غرفہ پر سرو قد استادہ تھین۔ اُس
وقت اُنکے تخت دریا مین اُتر آئے جو ابتک آئینے ابر کے نیچے ہوا مین معلق
آویزان تھے۔ دریا مین پہلے سے ہزار در ہزار تختہائے گل دریا مین اور جملہ پریزادان
حاضر تھے اُن کے تخت دوان ہر طرف پھرتے تھے اور ابر بزرگ سے مروارید خورد و
کلان متصل برستے تھے۔ قطع نظر اسکے قعر دریا مین سنگریزہ یاقوت افتادہ تھے
صفائی آب کے سبب یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا تمام دریا یاقوت رمانی کی کان ہے
بلکہ ان سنگریزہ ہائے یاقوت کی شعاع نے ابر کو شفقی رنگ کر دیا تھا۔ اب پریزادان
مطرب و سازندہ کو تو اگر کسی کا حکم عطا ہوا ہے مجرا بحکم سلطانی ایک مرتبہ سازہائے
مختلف بجنے شروع ہوئے اور ہزارہا آوازہائے دلکش بلند ہوئین پریزادان
[illegible] دست تو [illegible] غل [illegible] کی کہ [illegible] فلک بھی دریچہ افلاک سے تھی

سر باہر نکالی ہوئی تہی - نازنینان متعینہ اشجار شاخہائے درخت ہاتہہ مین تہامے ہوئے اسی صورت سے استادہ تہین - اُنکے لباس و زیور کا جلوہ زبان قلم سے بیان نہین ہو سکتا - یہ تینون جوان ایک حالت سرور و انبساط مین دریائے گرد پہرتے تہے اور جس نازنین صاحب کشتی کو اشارہ سے بلاتے تہے وہ مع جام بلوری و مینائے شراب بے تکلف لب دریا چلی آتی تہی اور بدست خود بادہ نشاط افزا کا جام لبریز عجب انداز و غمزہ سے شاہزادہ مہران مہر طلعت کو دیتی تہی اور اُسکی کنیزین ارقم و شمیم کو شراب پلاتی تہین - چار دیوار کے حد باشندون کو باغ مین جانے کی اجازت نہ تہی - تاہم وہ دیوار آئینہ کے سبب تمام تماشا بے تکلف دیکہتے تہے بلکہ قصر وسطی باغ کے در و دیوار بہی آئینہ جلبی کے تہے - شاہزادہ مہران مع رفقا دو دو تین تین ساعت ہر ایک مقام مین میکشی کرتا تہا اور پہر دوسرے مقام کو روانہ ہو جاتا تہا اور گاہے اُس غرفہ عالی کی طرف دیکہتا تہا جسقدر پریزادان خوش اندام نازک میان بیرون غرفہ استادہ تہین اُنکے چہرے حجاب نقاب مین مخفی تہے مگر اعتدال قامت و تکلف لباس و زینت و زیور اور حرکات و سکنات دلفریب سے اُنکے حسن کا رتبہ صاف ظاہر و آشکار تہا - اور جو پریزادین غرفہ نشین تہین اُنکے حسن کا شعلہ اُس پردہ زنبوری سے اِس طرح شعاع افگن تہا کہ تمام میدان روشن ہو رہا تہا

شام کے وقت آفتاب طلسمی مغرب کیطرف ابر مین مخفی ہو گیا اور ایک ماہ کامل از سمت مشرق اسی ابر مین سے طالع ہتا ہر وقت طلوع ہونے ماہتاب کے تمام قلعہ اُسکی روشنی سے دریائے سیماب نظر آتا تہا - شاہزادہ مہران نے جو تاریخ و وقت کا حساب لگایا

تو معلوم ہوا کہ شب ماہ نہین ہے یہ آفتاب و ماہتاب بانیان طلسم کی صنعت غریبہ کا
ظہور ہے۔ اس اثنا مین کاسہ پردازان سلیقہ شعار نے ہزار در ہزار تختہ ہائے شمع و
چراغ دریاچہ مین رہا کیے۔ طرفہ تر یہ کہ چراغون کی روشنی بھی مثل روشنی ماہتاب سپید
و براق تھی۔ تمام سطح دریا مین روشنی شمع و چراغ سے بعینہ سپہر ہشتم کا جلوہ نظر آتا
تھا۔ ورائے ازین گاہے نور ماہ اسقدر غالب ہوتا تھا کہ روشنی چراغان بے نور محض
ہو جاتی تھی اور گاہے برعکس جا بجا بمقامات پرانہ روشنی شمع و چراغ معلوم ہوتے تھے
سیر چراغان مین بھی شاہزادہ جا بجا آرام لیتا تھا اور نازنینان کشتی نشین کشتی سے
اُتر کر خاطر و مدارات کرتی تھین۔ اور آب و طعام اور شراب و کباب ہمراہ لاتی تھین
نصف شب کے وقت ایک برج مین شاہزادہ نے استراحت فرمائی۔ تمام اسباب خواب
شاہانہ موجود تھا۔ قبل از صبح جو آنکھ کھلی دیکھا کہ بدستور سابق ابھی سب شاہزادے
مع رفقا بہ سیر مین مصروف ہوا تا اینکہ قریب صبح حقیقی ماہتاب طلسمی غروب ہو گیا
بعد از نماز صبح بیشتر حاضرین صحبت [illegible] دستر خوان اور اکثر اشخاص عبادت و
آمرزگار مین حسب طریقہ حضرت پیغمبر علیہ السلام مشغول ہے

تین روز و شب یہی ہنگامہ [illegible] اور [illegible] روز چہارم
جا بجا [illegible] اور چارون طرف دریاچہ کے کنارے پر صف بستہ [illegible]
[illegible] باغ کی وسط مین دریاچہ کے درمیان ایک [illegible] باغ اور باغ [illegible]
[illegible] حقیقی [illegible] قصر فلک نشان واقع تھا جیسے مکان سلطان السلاطین کا
[illegible] اور قصر کے چار طرف غرفے تھے۔ البتہ باغ اول نہایت وسیع اور [illegible] باغ
[illegible] ناگاہ [illegible] نازنینان [illegible] اپنے اپنے

بعینہ ہمارا یہ حال سمجھو

در پس آئینہ طوطی صفت داشتہ اند　آنچہ اوستاد ازل گفت ہمان میگویم

چپ قنات و سراپچے اُتار کر روانہ ہوئے - قلعہ بدستور اول نظر آیا - اُن زرختان گلدار و جانوران خوشنواں وغیرہ سامان کا کچھ نشان نہ تھا - چند روز کے بعد دیدہ ظلمت سے نکلکر شہر مشرقی آباد میں پہونچے معشوقہ پری ارقم نوجوان کی منکوحہ جسکا ایک نام خوش نواز پری بھی تھا اُسی طرح یہان خانہ نشین تھی - اور اپنے حال پُر ملال پر شل بیاردن زار زار روتی تھی - اِس دفعہ بھی جو شہزادہ اُسکے ملنے کو گیا اور اُسکا سازد نغمہ سُنا تو اُس مظلومہ نے حافظ کا وہی شعر بہزار سوز و گداز گایا

من ملک بودم و فردوس برین جایم بود　آدم آورد درین دیر خراب آبادم

شہزادہ بھی ملکہ کوکبہ روشن تن کی یاد مین زار زار رویا

شرقی آباد مین شہزادے کے پہر وہی اشغال تھے اور ہر مہینہ جشن صغرا کا تماشا دیکھتا تھا - ہر چند کہ ہر درجے کی پریزادین اداہائے معشوقانہ و نازو انداز محبوبانہ شہزادہ کے ساتھہ خرچ کرتی تہین - مگر شہزادہ ملکہ کوکبہ کے تصور مین ایسا مستغرق تھا کہ کسی طرف بنظر التفات نہ دیکھتا تھا - البتہ اُسی پریزاد کے ہاتھہ سے جو ملکہ کوکبہ سے فی الجملہ مشابہ تھی شراب ضرور پی لیتا تھا - اِسی طرح نو جشن صغرا کا زمانہ بسر کیا

احوال ملکہ کوکبہ روشن تن بنت احراق شاہ

جس وقت سے شہزادہ مہران طلسم اشراق مین داخل ہوا ہے اور پہر اُسکے نیک و بد حال

کی کچھ خبر نہ ملی۔ کوکبہ کو بجز نالہ وزاری دوسرا کام نہیں ہے۔ مگر باعث شرم
ولحاظ جو زنان صاحب عفت وعصمت کا تقاضا ہے کسی کے روبرو اپنے درد دل
وسوزش جگر کا حال اظہار نہیں کرتی۔ کبھی محلسرا کے اندر خلوت مین روتی ہے
اور گاہے بحیلہ صید وشکار صحرا مین جاکر نالہ وبکا کرتی ہے۔ ایکدن جو ہجری
خیال وملال مین شکار کو گئی ایک کوہ کے دامنہ مین شکار کھیلا اور بعد
شکار خدم وحشم کو زیر کوہ چھوڑ کر بہ معیت جمیلہ بانو دختر دایہ کے جو فی الجملہ رازدار
تھی کوہ پر گئی اور ایک درخت کے سایہ مین بیٹھکر بہ صدائے حزین وسوزناک
خوب روئی۔ ناگاہ ایک طرف سے کسی شخص کی صدائے گریہ ونالہ ملکہ کے کان مین
آئی۔ ملکہ جمیلہ کو ساتھ لیکر آواز کے اثر پر پہونچی۔ کیا دیکھتی ہے کہ ایک نوجوان
بہ لباس پارہ پارہ سرنگون ایک سنگ پر بیٹھا ہوا نالہ وفغان کر رہا ہے
ملکہ نے بہ زبان لطف ومہربانی پوچھا اے جوان تو کون ہے اور اس کوہ
ویران پر کس طرح پہونچا۔ اُس نے اول ملکہ کی صورت بہ نظر غور دیکھی بعد ازان
دست بستہ کہا۔ اے ملکۂ عالم۔ مجھے گمان ہوتا ہے کہ تم وہی ملکۂ عالیقدر بانوئے عالم
ہو جسکے طالب وہم مطلوب کے غم جدائی مین یہ غلام فریاد ونالہ کر رہا ہے۔ ملکہ
کوکبہ نے فرمایا۔ ہمارا طالب وہم مطلوب کون شخص ہے اور تجھے اُس سے کیا تعارف
ہے۔ اُس نے کہا۔ مین شہزادہ مہران مہر طلعت بن آفاق شاہ کا شاطر جستہ
ہون۔ نسیم تیز گام میرا نام ہے۔ ملکہ نے کہا۔ تو نے شاہزادہ کی رفاقت
کیون ترک کی اور اب اس گریہ کی کیا علت ہے۔ نسیم نے عرض کی جس وقت
شاہزادہ مہران درہ طلسم مین داخل ہوا مجھکو پیشاب کی حاجت ہوئی۔

فارغ ہوکر جو شاہزادے کے عقب مین گیا۔ ایک پیر مرد نے نہایت زور سے میرے
کلہ پر تپانچہ مارا اور کہا۔ دور ہو یہان سے۔ مین اُس تپانچے کی تاب نہ لا کر واپس
تو ہوا مگر اب آفتاب جلنے کو جی نہین چاہتا۔ ملکہ نے فرمایا۔ اے نسیم اگر تو درہ
طلسم سے واقف ہی۔ جلد تر دلیل راہ ہو

نسیم اور جمیلہ نے اول ملکہ کو اس قصد سے روکا۔ جس وقت دیکھا کہ ملکہ اپنے عزم
پر مستعد و آمادہ ہے ناچار نسیم پیادہ پا مقدم ہوا اور ملکہ و جمیلہ اُسکے عقب مین
سوار روانہ ہوئین۔ تمام دن اُنکو قطع راہ مین گذرا۔ شام کے وقت ایک مقام
خوش آب و ہوا مین مقیم ہوئے۔ دوسرے روز ایک درہ کوہ سے انکا گذر ہوا
جسکی ایک طرف ایسا ریگستان تھا کہ اگر اُس سے جانیکا قصد کرتے مرکب تا سینہ
ریگ مین غرق ہو جاتے اور دوسری طرف ایک کوہ سر بفلک کشیدہ مثل
دیوار تھا ناچار زیر کوہ جنوب کی طرف راہ قطع کی جب ملکہ اُکتا گئی نسیم سے فرمایا
اے برادر۔ آج ستر روز کا زمانہ گذرا کہ ہم اسی کوہ کے تصدق ہوتے ہین
اور کسی طرح منزل مقصود پر نہین پہونچتے۔ طلسم کی راہ تو ہماری سرحد سے
اتنی دور نہ تھی۔ نسیم نے کہا۔ اے ملکہ عالم شاید راہ غلط ہوئی۔ ملکہ یہ سنکر
اپنے حال پر زار زار روئی۔ لیکن اُسوقت بجز صبر اور کیا علاج تھا

دوسرے دن جانب غرب اُسی درہ کوہ کے سبب روانہ ہوئے۔ ساتوین
روز ایک ایسے درہ کوہ مین پہونچے جسکے دونون طرف دو درخت ناشناسا
واقع تھے نسیم نے کہا۔ ملکہ عالم ایسی صورت کے دو درخت اُس درہ کے دہانہ پر
واقع ہین جس درہ سے شاہزادہ طلسم مین داخل ہوا تھا۔ البتہ یہہ فرق ضرور ہے

کہ وہ درہ جانب مشرق تہا اور یہ درہ سمت مغرب ہے۔ ملکہ کوکب جہاندیدہ
درہ میں داخل ہوئی۔ جمیلہ ونسیم نے بھی پیروی کی۔ تمام سر زمین درہ وفور سبزہ
وگل وجوش نسرین ونسترن سے رشک فردوس بریں ہو رہی تھی اور درختان
باردار واشجار وگلہائے رنگا رنگ کی یہ کثرت تھی کہ انکا تخمینہ کرنا قیاس انسانی
سے خارج تہا۔ اسی طرح بیشتر چشمہ ہائے آب رواں شیریں ومصفا ہر طرف جاری
تھے اور ہزار در ہزار آہوان خوش خط وخال نادر الجمال سبزہ نو دمیدہ
چر رہے تہے۔ ملکہ کوکب کو باآں ہمہ اندوہ وملال وتکدر مزاج اُس درہ
جنت نشان کی کیفیت ونزہت سے کمال تفریح قلب حاصل ہوئی

دو دن اُس درہ میں قطع راہ کی تھی کہ تیسرے روز ایک اور درہ مقابل پڑا
ملکہ نے عنان مرکب اُسی طرف منعطف کی۔ ناگاہ یہ آواز خوفناک کان میں آئی
اے واردان طلسم غم کون ہو اور کیوں طلسم میں آئے۔ کیا جان عزیز نہ تھی
یا کوئی مطلب اہم در پیش ہے۔ بہر حال میرے پاس آؤ اور اپنا حال بیان کرو
ملکہ نے اُس طرف بنظر غور دیکھا۔ یہ دیکھتی ہے کہ ایک پیر زال قوی الجثہ
سپید پوش زیور مروارید نگار پہنے ہوئے بتکبر تمام ومہابت مالا کلام بالائے
کوہ ایک درخت کے سایہ میں بیٹھی ہے۔ ملکہ کے دل پر اُسکی ہیبت ایسی غالب
آئی کہ قریب جا کر باادب تمام سلام کیا۔ پیر زال نے کہا۔ اے دختر اپنا صحیح
حال بیان کر۔ ملکہ نے اپنی سرگذشت واقعی سنائی۔ پیر زال نے کہا اے کوکب تو
ایک مطلب بزرگ نصب بنظر رکھتی ہے۔ خیر جا۔ چند روز ہوئے کہ مشرق سے ایک
نوجوان جمیل القد بھی طلسم میں داخل ہوا ہے شاید وہی تیرا مطلوب ہو۔ مگر

آج کی شب میرے ہان مہمان رہو۔ ملکہ گوہر نے بہ رضائے دل پیر زال کا کہنا قبول کیا۔ پیر زال عصا لئے پیری ہاتہہ مین لے کر ایک طرف روانہ ہوئی۔ ملکہ اور جمیلہ بانو پیادہ پا پیر زال کے ہمراہ ہوئین اور دونو مرکب نسیم کے حوالے کئے۔ چند قدم کے بعد پیر زال نے ایک اسم جلیل چار طرف پہونکا۔ بعد ازان دستک دی۔ بہ مجرد دو دستک دینے کے اِس طرح کا گرد و غبار متصاعد ہوا کہ ایک دوسرے کو نظر نہ آتا تہا اور ہوا کی تندی سے پاؤن زمین پر قائم نہ ہو سکتے تھے۔ آخر مرکب بلہ ہو گئے اور تینون وارد طلسم ایک ایک درخت کی ٹہنی سے لپٹ گئے۔ جس وقت طوفان باد مین کمی ہوئی روبرو ایک گنبد بلوری رفیع الشان بہ مثل گنبد افلاک نظر آیا اور گنبد کے گرد ایک باغ نہایت باکیفیت تہا۔ وہ پیر زال اُنکو باغ مین لے گئی۔ باغ کی چار طرف متعدد مکانات دلکشا و قصور منقش و رنگین بنے ہوئے تہے اور تمام باغ زر نگار ثمردار و شجرہائے گل و ریاحین سے معمور ہو رہا تہا۔ ملکہ اُس گلشن خلد بہار کے دیکہنے سے اسقدر مسرور و خوشحال ہوئی کہ غبار ملال و تکلیف سرگردانی دل سے دہو گئی۔ پیر زال اُنکو ایک محل عالی مین لائی اور ایک حجرہ سے اطعمہ لطیف و تازہ نکالکر ملکہ کے آگے چنا اور جمیلہ و نسیم کو بہی کہانا دیا۔ ہر ایک شخص نے ہنگام لقمہ برداری یا سنات اکبر زبان سے کہا اور ایک ایک لقمہ کہایا۔ وہ لقمہ ہر ایک کے مونہہ مین حنظل و زہر ہلاہل سے زیادہ تر تلخ معلوم ہوا۔ نسیم شاطر نے ضعیفہ سے کہا۔ اے صاحب یہ کیسی دعوت و مہمانی ہے۔ حاشا ہم سے یہ زہر آلود طعام ہرگز نہین کہایا جاتا۔ پیر زال نے کہا۔ او عیار نابرخوردار۔ مجہے آمیزش زہر سے کیا فائدہ۔ ملکہ گوہر روشن تن نے پوچہا۔ پہر تلخی طعام کی کیا علت ہے۔ پیر زال نے کہا بجز اسکے

اور کوئی علت خیال مین نہین آتی کہ تم عقیدہ باطل کہتے ہو - ملکہ نے کہا اے
مادر مہربان - اگر ہمارا عقیدہ باطل ہے تم راہ راست بتاؤ - پیرزال نے کہا اے
دختر - تو ایک زن پاشکستہ خانمان آوارہ ہے باین لحاظ تجکو ہدایت کرتی
ہون کہ بجائے منات اکبر بسم اللہ کہہ پھر دیکھ کہ طعام کیسا لذیذ معلوم ہوتا
ہے - مگر بہ صفائے نیت بسم اللہ کہنا یعنی دل سے بھی خدائے زمین آسمان
کی ذات کو لاشریک جان اور بتون پر لعنت بھیج - ملکہ نے اور بہ تبعیت اسکے
نسیم و جمیلہ نے منات پرستی پر لعنت کی اور بسم اللہ کہہ کر کھانا کھایا - اب
اُس کھانے مین اس قدر لذت و حلاوت پائی کہ آجتک کوئی کھانا اس لذت
کا نہ کھایا تھا - پیرزال نے خوان طعام اُسی حجرہ مین پہونچا دیا اور سامان
میکشی اُنکے روبرو رکھا - ملکہ نے کہا - اے ہادی طریق برحق - شغل شرابخواری
مین مجھ مصیبت زدہ کو کیا لطف آئیگا - پیرزال نے کہا - بانیان طلسم نے اس
شراب کو دفع غم کے لئے بنایا ہے - اسکا پینا وارد طلسم کو بہرصورت واجب ہے
ملکہ نے پیرزال کے اصرار سے دو چار جام اُس بادہ گلفام سے پیے جب
دماغ گرم ہوا طلسم کا احوال پوچھا - پیرزال نے کہا اے فرزند - اہل طلسم
مجاز نہین ہین کہ کسی کو مذہب حق و غیر حق کی تعلیم کرین - مگر مجھے تیرے
حال پر رحم آیا اور تجکو زبان سے دختر کہا - اس سبب سے تجکو راہ حق کی بھی
ہدایت کی اور اب اسی لحاظ سے تیرے سامنے حقیقت طلسم بھی بیان کرتی
ہون - آگاہ ہو کہ اس مقام فیض انجام مین حکیم اشراق بانی طلسم کی زوجہ
مطہرہ کا مقبرہ ہے اور میرا نام ضابطہ جنیہ ہے - مجاور مقبرہ اور [illegible]

درہ غربیہ میر سپرد ہے۔ درہ مشرقی مین حکیم اشراق کا مقبرہ ہے اور اُس
درہ کی حفاظت پر ایک جن معزز خدارسیدہ حافوظ جنی نام مقرر ہے جس وقت
حکیم اشراق نے من کل الوجوہ درجات طلسم تمام کیے۔ یہ مرضی مقدس ہوئی
کہ کوئی بادشاہ جلیل القدر قلعہ طلسم مین معین کیا جائے۔ قوم پریزاد مین ایک
دختر مشرقہ بانو نامی بنت سلطان شرفنوس جنی جو قلعہ چہارم قاف مین ایک
لاکھہ دیو پریزاد کی جمعیت سے سلطنت کرتا تہا بہمہ صفات موصوف نظر اشرف
سے گذری۔ حکیم ممدوح نے مشرقہ بانو سے عقد کیا اور اُسکو طلسم کا بادشاہ کیا اور اُسکی چار صفات کو چار سمت قلعہ کی
حکومت بخشی۔ بعد تقرر امر سلطنت حکیم ممدوح نے ملکہ کی دن گوشوارہ وغیرہ اعضای جسم کے واسطے اُس صنعت آرایش کا
زیور طلسمی بنایا کہ جس وقت ملکہ مشرقہ زیور طلسم سے بدن آراستہ کرتی تہی ہر ایک زیور طلسمی مثل آفتاب کے لامع چمکتا تہا جو کہ
اہل نظارہ اُسکی چمک اور تاثیر طلسم سے بیہوش ہوجاتے تھے۔ بعد ازان یہ طلسم بندی
کہ جو عورت قوم آتشی مین مشرقہ بانو کی وفات کے بعد اُنہین صفات سے موصوف
ہو وہی تخت سلطنت طلسم پر مستقل کی جائے ورنہ ہمیشہ تخت خالی شیشہ پوش رہے
حکیم صاحب کی وفات کے بعد مشرقہ بانو نے ہفتاد و دو سال کامل ممالک طلسم
کی حکمرانی کی۔ بعد رحلت ملکہ مشرقہ کے کوئی عورت قوم پریزاد مین اُس صفات
و خوبی کی پیدا نہ ہوئی۔ سالہا دراز تخت فرمانروائی طلسم ایک صورت
سے خالی و شیشہ پوش رہا تا اینکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ مین
اُسی سلطان شرفنوس جنی کی اولاد سے ایک دختر خورشید پیکر جامع صفات
موصوفہ پیدا ہوئی یعنی حسن و جمال و عقل و فراست مین ملکہ مشرقہ سے ہم پلہ
تھی۔ ارکان طلسم نے بالاتفاق اُس برگزیدہ نسوان ... قاف کو جسکا

صفیہ سلطان نام تہا سریر شاہی طلسم پر متمکن کردیا۔ اُسنے یکصد و بست سال
بعدل و داد حکمرانی کی۔ ملکہ صفیہ سلطان کی وفات کے بعد پہر تخت سلطنت
خالی رہا۔ اب سات برس کے زمانہ سے ملکہ رضیہ سلطان خورشید لقا حکمران ہی
یہہ دختر بلند اختر بلقیس ثانی بہی اُسی شہر قندس جنی کی اولاد سے ہے اور
اِسکے باپ کا نام بہی شہر قندس سبز پوش ہے۔ ملکہ رضیہ کا جمال و ہم کمال ملکہ
مشرقہ و ملکہ صفیہ سے بہتر ہے اور اُس نے بسن دہ رسائی اپنے قدوم میمنت لزوم
سے تخت بینا طلسم کو رونق بخشی۔ اُسکی چار خواصین خورشید لقا و ماہ لقا و زہرہ لقا
و سہیلہ بانو جو امرائے جلیل القدر کی دختریں ہیں چاہر حصہ طلسم میں حکومت
کرتی ہین

اسقدر کیفیت بیان کرنے کے بعد ضابطہ جنیہ نے کہا۔ اے فرزند یہ
جو تو نے سُنی ظاہر طلسم کی تاریخ ہے۔ باطن طلسم کا حال بجز ذات ذوالصفات
طلسم کشا اور کوئی شخص آگاہ نہ ہوگا۔ ملکہ کوکب نے پوچہا۔ اے مادر بزرگوار
وہ شخص جلیل القدر جو در مشرقی سے داخل ہوا ہے اُسکا نام کیا ہے اور یہ
طلسم کے چند دروازے ہیں اور چند اشخاص آجتک داخل ہوئے ہیں۔ ضابطہ
نے کہا۔ اِس طلسم کے دو ہی دروازے ہیں۔ مشرقی و غربی۔ اور آجتک زمانہ
مختلف میں بارہ آدمی وارد ہوئے ہیں۔ بعض بسبب طریق یزدان پرستی
معزز و محترم ہوئے اور بعض نے بعلت کفر و ضلالت ذلت پائی۔ چنانچہ
در مشرقی سے جو شخص داخل ہوا ہے اُس نے بہی اول بوجہ بت پرستی ذلت
پائی اور آخر موحد ہوکر معزز بارگاہ سلطانی ہوا۔ اسقدر [illegible]

وہ شاہزادہ ہے اِس سے زیادہ حال معلوم نہین
ملکہ کوکب نے وہ شب حقیقت طلسم کے استماع مین گذاری۔ صبح کو ضابطہ سے کہا۔ اب یہ فرماؤ کہ مین کیا کرون اور کہان جاؤن۔ ضابطہ نے کہا۔ ہر سرحد مین ایک حاکم ہے۔ مگر دارو غگی طلسم دو انسانون کے سپرد ہے جو حکیم اشراق کے شاگردان رشید کی اولاد سے ہین۔ درویش ذاکر سرحد مشرقی مین اور درویش مذکر سرحد مغربی مین مقیم ہے۔ تمکو چاہیئے کہ درویش مذکر کی خدمت باسعادت مین پہونچو۔ اے فرزند۔ اِس کوہ سے دست راست کی طرف اُتر کر زیر کوہ روانہ ہونا۔ بعد طے کرنے دو فرسنخ کے ایسے ایک درخت عظیم الشان کے قریب پہونچے گی جسکے برگ سپر کی صورت عریض ہین۔ چار برگ اُس درخت کے لیکر باہم وصل کرنا اور سمت مغرب چلے جانا۔ شام کے وقت ایک دریائے موج زن کے کنارے پر پہونچے گی۔ وہان آرام لینا اور تمام شب تم تینون آدمی ہزار ہزار بار یہ اسم جلیل بسم اللہ العلی العظیم پڑھکر اُن برگہائے درخت پہ دم کرنا۔ وقت صباح اُن برگہائے چارگانہ موصل کو دریائین الدنیا اور آسمان کیطرف دست برداشتہ کہنا۔ اے آب دریا بحق کشتی نوح علیہ السلام ہمین درویش شب زندہ دار کی خدمت مین پہونچا دے۔ وہ برگہائے درخت کشتی مختصر کی صورت ہو جائین گے۔ اپنے مرکبان سواری دریا کے اسی کنارے پر درخت سے باندھ دینا اور تم تینون مرد و زن اُس کشتی مین سوار ہونا کشتی تمکو دوسرے کنارے پر پہونچا دے گی۔ چند قدم کے بعد ایک تکیہ مین پہونچو گے۔ جمیلہ اور نسیم کو کسی گوشہ مین ٹھہرانا اور خود تکیہ مین فقیر صاحب

کی خدمت میں جانا اور بعد سلام و قدمبوسی کہنا۔ میں ایک زن خداپرست
بےخانمان ہوں بحق خدائے جل شانہ مجھے اس طلسم میں عزت و توقیر بخشو اور میرے
پردۂ عفت و ناموس کے محافظ و نگہبان رہو۔ میں بقصد خود طلسم میں نہیں
آئی بلکہ شورش محبت و وحشت مزاج دلیل راہ ہوئی۔ امید ہے کہ فقیر صاحب
میرے اعزاز و احترام میں کوئی درجہ باقی نہ رکھیں گے۔ ملکہ نے کہا۔ ہمارے مرکب
از طوفان گرد و باد میں کیطرف چلے گئے وہ کسطرح دستیاب ہوں۔ ضابطہ نے
کہا۔ وہ غبار گرد و طوفان باعث مقبرہ مقدس کے ظاہر ہونے کی علامت
تھی اور چونکہ تو علت کفر و ضلالت میں مبتلا تھی اسلیئے ان جنوں نے جو مقبرہ
مطہر کے نگہبان ہیں تمہارے مرکبوں کو بلا کر دیا۔ اب جو تم مرد و زن مسلمان
ہوئے انہوں نے تمہارے مرکب دروازہ باغ پر پہنچا دیئے

ملکہ کوکب و جمیلہ و نسیم شاطر نے ضابطہ جنیہ کی درساخت سے اول مشرف
سلطان کے روضہ کی زیارت کی بعد ازاں در باغ پر آکر مرکبوں پر سوار
ہوئے اور جسطرح ضابطہ نے بتایا تھا درویش نیک کے تکیہ میں پہنچے۔ ملکہ
کوکب نے جمیلہ اور نسیم کو باغ میں ٹھہرایا اور خود مکان میں گئی۔ درویش نیک
نے بعد انفراغ وظائف و مراقبہ ملکہ کوکب کی صورت بنظر تعمق دیکھی اور
بہ زبان نرم پوچھا۔ اے دختر تو کون ہے اور یہاں کس کے وسیلے سے پہنچی
ملکہ نے اپنا حال بیان کرکے کہا۔ قبلہ عالم۔ فقط بخت مساعد کی رہنمائی سے
تمہاری خدمت میں حاضر ہوئی ہوں۔ درویش نے فرمایا۔ رہنمائی بخت
مسلم۔ لیکن ہمیں یہ کام ضابطہ جنیہ کا معلوم ہوتا ہے۔ ملکہ نے کہا الحمدللہ

مجھسے یہ امر بے ضابطہ وقوع مین نہین آیا۔ درویش ہنسا اور ایک مکان پاکیزہ اُسی تکیہ مین لب حوض ملکہ کو قیام کے لیئے دیا۔ ملکہ نے نسیم و جمیلہ کو بھی فقیر صاحب کی ملازمت سے سرفراز کرایا۔ فقیر صاحب نے ہر ایک کے حال پر نوازش فرمائی اور کہا۔ فلان حجرہ مین تمام سامان ضروری ہے لیئے ہان سے نکالو اور فلان جائے کہانا پکاؤ۔ یہہ کہکر پہر عبادت الٰہی مین مشغول ہوگئے۔ نسیم نے جو حجرہ کہولا فی الواقع برنج و روغن و نبات گلاب و شراب وغیرہ تمام سامان خورد و نوش موجود پایا۔ طرفہ یہ نقل ہے کہ مرغ و آہو و بز و گوسپند بے تلاش ایک جا بصورت گلہ جمع ہو جاتے تہے

تین روز و شب ملکہ نے اُس مقام فیض انجام مین بسر کیئے۔ روز چہارم درویش فکر عبادت خانے سے باہر نکلے اور دو سنگریزون پر دو نقش لکہہ کر ایک سنگریزہ آسمان کی طرف اور دوسرا دست راست پہینکدیا اور پہر خلوت مین چلے گئے۔ ملکہ اس حرکت سے حیران ہوئی۔ روند دوئم گروہ گروہ پریزاد ان گلپوش بشکل انسانی باغیچہ مین آئین اور اُنکے بعد ایک تخت مثل تخت سلیمانی اوج ہوا سے باغ مین اُترا۔ اُسپر ایک نازنین پریزاد آفتاب جمال با تاج شاہی لباس ملوکانہ بہزار تمکنت و وقار سوار تہی پہر وہ صنم زیبا تخت سے اُتر کر باادب تمام درویش کو سلام و مجرا بجا لائی۔ بعد ازان پوچہا حضرت نے کس کام کے واسطے کنیز کو یاد کیا ہے۔ فقیر صاحب نے فرمایا۔ اے ملکہ زہرہ لقا ادائے جم اس ملکہ جہان عزیز اپنی خواہر عزیز القدر واجب الخدمت سے ملو۔ ملکہ زہرہ لقا بہ تمام فروتنی و انکسار ملکہ کوکب روشن تن سے ملی

بعد ازان دونو نازنینین ایک مسند پر پہلو بہ پہلو بیٹھیں - درویش ندکر نے
ملکہ زہرہ لقا سے کہا - اے فرزند یہ ملکہ بھی خدا تمہاری مہمان ہے واجب الاحترام
ہے اسکے واسطے مقام عیش ہونا چاہئے اسکو داور اس فلک زدہ خانماں
آوارہ کی حکایت سنو ہم نے ملک اغرب بیدار کو بھی طلب کیا ہے
جس وقت وہ یہاں آجائیگا ہم دونوں کے روبرو باعث طلب بیان کرینگے
بعد اسکے فقیر صاحب پھر عبادت خانے میں چلے گئے

دوسرے روز ملک اغرب آیا - درویش کا قدمبوس ہوکر ملکہ زہرہ
لقا کو سلام کیا - درویش ندکر نے فرمایا - اے ملک اغرب تیرے لئے ملکہ زہرہ لقا
ملکہ کوکب درخشان تین باوجوہ واجب الحرمت ہے خصوص بلحاظ خدا پرستی
اور ہمنے اسکو فرزند عزیز القدر کہا ہے اسلئے ہماری تجویز یہ ہے کہ اگر وہ
شہر غربی آباد کی حکومت پسند کرے تو ملک اغرب عہدہ وزارت کا کام
انجام دے اور اگر ملکہ زہرہ لقا کے ہمراہ رہنا چاہے تو وہ اس خانماں
آوارہ کو بجائے خواہر حقیقی سمجھے - ملکہ کوکب نے کہا - میں خواہر گرامی قدر ملکہ
زہرہ لقا کی خدمت میں رہونگی - فقیر صاحب نے فرمایا - آفرین تیرے شعور رسا
و عقل سلیم پر - ہماری بھی یہی مرضی تھی - ملکہ زہرہ لقا کوکب جمیلہ کو ہمراہ
لیکر روانہ ہوئی اور نسیم شاطر ملک اغرب کے ساتھ گیا - اسکے واسطے درویش
ندکر نے غربی آباد کے منصب کوتوالی تجویز کیا

چار گوشہ حدود طلسم میں چار قصر زرنگار رفیع الشان واقع ہیں
ان قصور میں اب چاروں پریزادین خورشید لقا و زہرا لقا و ماہ لقا و بہنا

مقیم ہین۔ ملکہ زہرہ لقا ملکہ کوکب کو اپنے قصر دلپذیر مین لائی یہ قصر رفیع البنا ایک کوہ بلند سبزہ خرم پر واقع تہا۔ کوکب روشن تن نے قصر دلکشا و محل نشاط افزا دیکھا۔ یعنے نمونہ باغ ارم معلوم ہوتا تہا۔ ملکہ زہرہ لقا نے کوکب کے حق مین کوئی درجہ خاطر و مدارات اور تعظیم و تکریم کا فروگذاشت نہ کیا۔ چند روز کے بعد جشن خوردن کا دن آیا۔ وقت صباح خود بخود بادلہائے ابر ملکہ زہرہ لقا کے باغ پر سایہ افگن ہوئے۔ ملکہ زہرہ لقا ایک تخت پر سوار ہوئی۔ ملکہ کوکب کو اپنے ساتہہ سوار کیا۔ دوسرے تختون پر ملکہ زہرہ لقا کی جلیسین اور جمیلہ سوار ہوئین۔ یکایک ایسی ہوائے تند و تیز چلی کہ ان پریزادون کے تخت ہوا کے زور سے بالائے ابر جا پہونچے اور وہان قائم ہو گئے۔ بعد ازان ابر نے حرکت کی اور ایک حوض مربع صد در صد پر پہونچکر ساکت ہو گیا۔ ملکہ کوکب نے جو ہاتہہ سے اُس ابر کو دیکھا مانند پنبہ نرم محسوس ہوا مگر اسقدر صاف و شفاف تہا کہ بالائیان بخوبی مردمان پائین کو دیکھتے تہے خلاف خلائق زیرین کہ اُنکو بالائی نظر نہ آتے تہے۔ جس وقت وہ ابر مجلی حوض پر محیط ہوا کوکب نے دیکھا کہ حوض کے چار طرف ایک ایسا باغ بہشت آئین ہے جسکی نہایت نظر نہ آتی تھی اور گرد و پیش باغ کے بے شمار خیمہ و خرگاہ استادہ تہے اور یہی حال اژدحام خلائق کا تہا گویا دریائے انسانی موجزن تہا اور کوئی شخص ایسا نہ تہا جسکے جسم مین لباس پر تکلف نہ ہو۔ ازانجملہ نسیم شاطر مرکب بی نژاد پر سوار تمغہ کوتوالی بر سر تین سو سرہنگ چالاک کی جمعیت سے ایک طرف استادہ تہا۔ ناگاہ جانوران اشجار پر نغمہ زنان ابر زدان

تصدق ہوئے۔ بعد ازان بالاتفاق حوض مین غوطہ مارا۔ اِس اثنا مین ایک
مرد شاطر لباس حوض سے باہر نکلا۔ اُسکے حکم سے فراشون نے حوض کے گرد تنابین
دسراپچے کہنیچ دیئے اور کرسیان طلائی و نقرئی و چوبی مثل و قرینہ سے بچھاوین
جب مجلس آراستہ ہوگئی گروہ گروہ نازنینان پریزاد حوض سے باہر نکلین
اور ملکہ زہرہ لقا کی دعا و ثنا بجالائین۔ اُس وقت ملکہ زہرہ لقا نے اپنے
دونون ہاتھہ ابر پر مارے۔ اُس جائے سے ابر شق ہوگیا۔ جس وقت پریزادون
نے اپنے سلطان کا چہرہ زیبا دیکھا بہ ادب تمام سلام و مجرا کیا۔ بعد ایک لمحے
کے ابر پہر برابر ہوگیا۔ فی الجملہ ایک روز و شب اسی طرح یہ جشن صغرا قائم
رہا جس طرح شرقی آباد کے جشن خورد کا ذکر ہوچکا ہے نسیم شاطر کو ماہ کوکب
کی خاطر سے اُسکے چہرے میں آنے کی اجازت ہوئی اور ایک پریزاد جو اُنکو
پسند کی اُسکو مانگی

ہنگام طلوع آفتاب تمام خلائق غربی آباد شہر کو روانہ ہوئی۔ وہ ابر بھی
ملکہ زہرہ لقا کو قصر مین پہونچا کر غائب ہوگیا۔ ملکہ کوکب روشن تن نے ملکہ زہرہ
لقا سے پوچھا۔ اے خواہر والا قدر یہ ابر روان کیا شئے ہے اور وہ
جانوران خوشرنگ ناطق کس جنس کے تہے جنہون نے بہئیت مجموعی حوض مین
غوطہ مارا اور بہ صورت نازنینان حور تمثال حوض سے باہر نکلے اور وہ
پیر مرد شاطر لباس حوض مین کہان رہتا ہے۔ ملکہ زہرہ لقا نے کہا۔ اے خواہر
عزیز القدر یہہ راز و اسرار طلسم ہین۔ جس وقت طلسم کشا بدولت و اقبال
کائنات طلسم مین تشریف لائے گا جملہ اسرار ظاہر و منکشف ہوجائین گے۔

فی الجملہ اسی طریق و روِیہ سے چند ماہ گذرے جب جشن بزرگی کے ایام ہمایون
آئے ملکہ زہرہ لقانے علٰے قدر شان زمراتب لباس فاخرہ اور زیور مرصع کار بہ
مروارید نگار کوکبہ روشن تن وجمیلہ بانو کو پہنایا اور تخت روان پر سوار ہوکر
حمالان پریزاد نے انکو قلعہ اشراقیہ مین پہونچایا - جو ابر ملکہ زہرہ لقا کی ذات
سے متعلق تہا استقبال کے واسطے آیا - ملکہ خورشید لقا و ملکہ ماہ لقا و سہیلہ بانو
اسی طرح پس و پیش ہو چکین - چارون نے باتفاق باغ آئینہ و قلعہ اشراقیہ کو
آراستہ کرایا - ملکہ کوکبہ اور جمیلہ بانو سیر باغ مین مصروف ہوئین - انکی غیر حاضری
مین ملکہ زہرہ لقانے ملکہ کوکبہ اور خورشید لقانے شہزادہ مہران کا قصہ ملال
انگیز ایک دوسرے کو سنایا - ملکہ زہرہ لقانے ملکہ خورشید لقا سے کہا - اے خواہر بالا قدر
مصلحت یہ ہے کہ بادشاہ کی خدمت مین عرض کرکے ان محب و محبوب کو وصل کرادو
خورشید لقانے کہا - رائے تمہاری احسن ہے - اگر تمکو یہ منظور ہے کہ ملکہ کوکبہ روشن تن کو
اپنے ہمراہ لیکر سرحد شرقی آباد مین میرے شہر مین تشریف لاؤ - شاہزادہ
مہران مہر طلعت بجلوس حشم شرقی آباد سے سوار ہوگا اور بعد صیغہ عقد میرے
شہر سے ملکہ کوکبہ کو شہر مین لیجائے گا - زہرہ لقانے کہا - اے خواہر ایسا لفظ
نا انصافی تمکو کہنا شایان نہین - جبکہ عقد ہی تمہارے شہر مین واقع ہوا اور بعد
عقد داماد و عروس رہین بہی تمہاری سرحد مین تو میرا کیا دخل رہا - اسلئے یہی بہتر ہے
کہ کوکبہ میرے قصر مین رہے اور تم مہران کو بتزک وجلوس شاہانہ غریب خانہ
مین لاؤ اور بعد اختتام رسم عقد عروس و داماد کو اپنے ساتھ لیجاؤ - داماد کا سامان
کدخدائی تمہارے ذمہ ہے اور عروس کے سامان عروسی کی مین کفیل ہون

چند لمحے کے بعد بہ صورت نازنیان شمع رخسار بہ لباس زنگار رنگ مع سامان و اسباب عشرت دریا سے نکلین۔ اُنمین سے بعض نازنینین دریا ہی مین ساز و نوا کرنے لگین اور بعض زینہ کی راہ بالائے بروج و فصائل قلعہ مین پہونچین اور سامان رقص و نغمہ مین مشغول ہوئین۔ علاوہ اُنکے بیشتر نازنینان ہوش و پریزادان دلکش از سرتا پا لباس فاخرہ و زیور الماس و مروارید نگار پہنے شاخہائے درخت ہاتھہ مین تھامے ہوئے عجب نازو انداز سے استادہ تہین اور جو پریزادین کم مرتبہ تہین وہ لنگ بستہ مثل ماہی دریا مین شناکر رہی تہین

اُس وقت قلعہ طلسم کے چارون دروازے کشادہ تھے سال گذشتہ کے مطابق اِس دفعہ بھی اپنے اپنے شہر کے حاکم کی معرفت شاہزادہ مہران طلعت اور راقم نوجوان و شمیم شاطر کو باغ مین داخل ہونے کی اجازت ملی۔ شاہزادہ نے ایک سال کے بعد شمیم شاطر کو دیکھا۔ سینہ سے لگاکر خیر و عافیت پوچھی شمیم نے بعد دعائے دراز کہا

غیر از جدائی تو کہ بر من قیامت ست ✤ خیریت ست و عافیت ست و سلامت ست

شاہزادہ نے فرمایا۔ یہ بیان تیرا سراسر غلط ہی۔ اگر تجھکو میری جدائی ناگوار ہوتی بے تامل میرے پاس چلا آتا۔ شمیم نے کہا۔ یہ ارشاد حضور کا بجا ہے۔ لیکن قسم ہے خدائے عز و جل کی۔ بارہا قصد کیا کہ پھر ملازمت حاضر ہون اور اِس ارادہ سے اپنے شہر سے نکلا اور تمام دن ہر طرف پھرا مگر شام کے وقت پھر اپنے مسکن مین پہونچگیا باقی رہا یہ کہ تمہارے ہمراہ چلون اور آیندہ تمہارے پاس رہون۔ یہ امر بوجہ وسعت اخلاق ملک امین سبز پوش کے دل گوارا نہین کرتا۔ شاہزادہ نے کہا۔

تم درست کہتے ہو۔ عالم طلسم مین کوئی شخص با اختیار نہین ہے۔ اِس دفعہ بھی ہزاران
خواننده مع سامان شراب و گزک کشتیون سے اُترکر اُنکے پاس آئین اور صحبت
عیش و سرور گرم کی۔ ناگاہ شمیم نے دیکھا کہ نسیم ایکطرف سے چلا آتا ہے۔ شمیم نے
آواز دی۔ اے برادر نسیم سلام علیک۔ خوش آمدی و سکے آمدی۔ نسیم ادہر
متوجہ ہوا اور قدم بر داشتہ آکر شاہزادہ کے قدمبوس اور شمیم سے بغلگیر ہوا
شاہزادہ نے نسیم سے احوال پوچھا۔ اُس نے تمام حقیقت بیان کی۔ شاہزادہ
نے جو یہ سنا کہ ملکہ کوکبہ روشن تن بھی طلسم مین آئی ہے۔ فرط سرور و انبساط
سے چہرہ کا رنگ روشن ہوگیا اور نسیم سے پوچھا۔ اِس وقت ملکہ کہان ہے نسیم نے
کہا مجہے کچھ آگاہی نہین۔ لیکن قیاس کہتا ہون کہ ملکہ کوکبہ ملکہ زہرہ تن کے
ہمراہ قلعہ مین تشریف لائی ہوگی۔ جس وقت یہ جملہ شاہزادہ نے سنا ایک حالت
وحشت مین دیوار قلعہ کی طرف دیکھا۔ قضا و قدر طلسمی سے قلعہ کے اندر ملکہ کوکبہ
روشن تن و جمیلہ بانو اُس درخت کے قریب پہنچین جو شاہزادہ مہران کی درخت
کے مقابل تہا۔ ہرگاہ قلعہ کے تمام در و دیوار آئینہ صفت کے تہے محب و محبوب نے
بے تکلف ایک دوسرے کو دیکھا۔ بمجرد دیکہنے کے دونون نے ایک نعرہ مارا اور
اقلیم ہوش سے خارج ہوگئے۔ جس وقت شاہزادہ ہوش مین آیا دیوانہ وار پکارا
اے ماہ آسمان خوبی و لطافت ہے اے کوکبہ سپہر محبوبی و عصمت الحمد للہ میری
قوت طالع و کشش نے اب تجھے بھی عالم طلسم مین پہونچایا ہے۔ خدا اِس باغ کی راہ
بتا تا کہ تیری خدمت مین پہونچون۔ اُس درخت کے [illegible] تن عذار پری
نے جہان شاہزادہ مقیم تہا کہا۔ اے شاہزادہ [illegible] یہ گمان [illegible] کرنا کہ جس طرح

تم اُس نازنین دراصل قلعہ کی صورت دیکھتی ہو اُسی طرح وہ نازک آواز بھی
پہونچے گی۔ وہ نازنین باغ خاص میں ہے اور تم باغ بیرونی میں رہا رستے
سو یہ قلعہ فردوس منزل مثل آئینہ روشن ہے۔ بالیقین تم نے بھی چار طرف
باغ کے گشت لگایا ہوگا اگر کہیں دروازہ ہوتا ضرور نظر مبارک سے گذرتا
شاہزادہ نے فرمایا فی الواقع دیوار باغ میں کسی جائے دروازہ یا رخنہ میں نے
نہیں دیکھا مگر یہ امر بھی خلاف عقل ہے کہ باغ باین وسعت وکیفیت بےدر ہو
اور بالفرض بےدر ہے پھر ملکہ گوکبہ کس راہ سے باغ میں آئی۔ یمن عذار نے کہا
تمہاری معشوقہ ملکہ زہرہ لقا کے ساتھ باغ میں گئی ہوگی

اس گفتگو میں ابر بزرگ باغ پر ایسا محیط ہوا کہ زمین وآسمان تاریک ہو گیا
یہ علامت اُس قصر رفیع البنیان میں بادشاہ کی رونق افروزی کی تھی جسکا قصر
فلک رفعت نام تھا۔ چند لمحہ میں تاریکی دفع ہوئی۔ شاہزادہ مہران نے دیکھا
کہ موافق سال گذشتہ بادشاہ طلسم اُس قصر کے ایک غرفہ عالی میں پس پردہ
نوری جلوہ فرما ہے اور پشت پر چاروں بہزادین سحر جدا رنگس ران
بال ہاتھ میں لیے ہوئے استادہ ہیں۔ چاروں حضور ابھی کنارہ دریا پہ
دست بستہ روبرو موجود تھے۔ شاہزادہ مہران مہر طلعت ملکہ اشرق کے
پاس گیا اور ملکہ گوکبہ روشن تن کے طلسم میں آنے کی حقیقت بیان کرکے کہا
کہ ہم دونوں کے حال پر رحم کرنا اور ہمارا عقد کر دینا مناسب ہے۔ ملکہ اشرق نے
کہا۔ ملکہ گوکبہ دودہ مغربی سے آنا باعث تشویش ہے۔ تاہم میں سعی موفور
کرونگا

ملک اشرق جس درخت کے سایہ مین مقیم تہا اُسنے ایک برگ سبز پہ ایک
نقش لکھا اور وہ برگ دریا مین بہا دیا۔ برگ منقوش مثل تیر خدنگ پانی مین
روانہ ہوا اور ایک جاے پہنچکر غرق ہوگیا۔ دو گہڑی کے بعد ایک کشتی مختصر تہ دریا
سے باہر نکلی۔ شاطر بہ صد شرقی آباد اُسپر سوار تہا۔ کشتی برابر راست کنارہ پہ
آئی اور وہ پیک کشتی سے اُترا۔ ملک اشرق نے بعجلت تمام شاہزادون کے
اضطراب اُنکا حال بشرح و بسط لکھا شاطر کو دیا۔ شاطر نے کہا اے شاہزادہ
میرا ناصر ساحر حبشی ہے۔ مین ہی روز اول [illegible] تہا اور تمہارے
تعاقب مین طلسم مین داخل ہوے۔ مین تمہارے ساتھ [illegible] کوشش [illegible]
اور امید ہے کہ سلطان زہرہ لقا سلطان السلاطین طلسم کے حضور مین [illegible]
ملے گی۔ مگر ملکہ کوکبہ کا دروغ لی سمت داخل ہونا ایک ایسا امر ہے جو ہماری
امیدون کا خاتمہ کر دیتا ہے۔ اس طلسم مین تعصب بہ حد [illegible]
ہوتا ہے۔ یہ کہکر شاطر اُس کشتی مین سوار ہوگیا۔ کشتی اُسی مقام مین پہنچکر
پھر خود وہ غرق ہوگئی

یہان شام قریب آئی اور آفتاب طلسم غروب ہوا۔ بدستور کنارہ دریا کے
تمام باغ مین روشنی چراغان ہوئی۔ [illegible] تختہ [illegible] روشنی سطح
دریا مین بہلائے گئے اور درختون کی ہر شاخ مین [illegible]
جواہر نگار آویزان کی گئین۔ اسی طرح تمام بروج و فصیل قلعہ [illegible]
قنادیل سے رشک دہ کوہ طور ہوگئے تھے

اُدہر جب ابر بزرگ باغ و قلعہ طلسم پر محیط ہے اور بادشاہ طلسم ملکہ خفیہ

سلطان نے قصر فلک رفعت کے ایک غرفہ مین جلوس فرمایا ملکہ زہرہ لقا کی کنیزین
کوکبہ روشن تن کو زیر قصر لائین اور کہا تم یہان سے آرایش قصر و باغ کا تماشا دیکھو
اُس محبت کو مجال انکار نہ تھی مگر شاہزادہ مہران کے تصور مین دل پریشان تھا
اِس اثنا مین شاطر جنی نے ملک اشرق کی عرضی ملکہ خورشید لقا پری کو دی
اور اُس نے موقع پاکر بعد نصف شب ملکہ رضیہ سلطان کی خدمت مین وہ عرضی
پیش کی۔ مزید بران زبانی دونون محب و محبوب کا حال مفصل عرض کر کے استدعا
کی کہ ملکہ کوکبہ بھی مجھے عنایت ہو جائے۔ مین اپنے قصر مین اِن مہجورون کی مجلس
عروسی بہ آرایش تمام منعقد کرونگی۔ ملکہ رضیہ سلطان بادشاہ طلسم نے زہرہ لقا سے
فرمایا۔ تمنے سنا۔ خورشید لقا نے کیا کہا۔ ہمارے نزدیک بھی اِن طالب مطلوب
کے منعقد کرنے مین توقف کرنا ظلم مین داخل ہے۔ زہرہ لقا نے کہا اے سلطان
فلک جاہ۔ میری عین تمنا ہے کہ دونو کو وصل حقیقی کا موقع ملے۔ لیکن یہہ نہین ہوسکتا
کہ پیش از عقد کوکبہ شرقی آباد مین جائے۔ خواہر خورشید لقا داماد کو میرے
قصر مین لائین اور رسوم عقد ادا کر کے داماد و عروس کو اپنی قلمرو مین لیجائین
یہ تحکم اُنکا کہ عروس پیش از عقد داماد کے گھر مین جائے نہ عام رسم کے موافق ہے
اور نہ قواعد طلسم کے مطابق۔ ملکہ رضیہ سلطان نے بہ لب تبسم زیر فرمایا۔ ہان صاحب
اِس مقدمہ مین تیرے حق بجانب ہے۔ بعد ازان خورشید لقا نے بہ نرمی زبانی
سمجھایا۔ مگر اُسنے نہ مانا

جب ملکہ رضیہ سلطان نے دیکھا کہ دونو پریزاد بہن اپنی اپنی بات پر مصر ہین
حکم دیا کہ دو ملازمان معتمد جائین اور دونو رنجش ذاکرو درخواست ہند کر سے بعد

سلام یہ کہیں کہ تم صاحبوں کو ملکہ نے اِسی وقت بلایا ہے۔ خورشید لقا نے کہا اگر حکم ہو میں خود درویش مذکر کی خدمت میں جاؤں۔ اِسی طرح زہرہ لقا نے زریں پوش ذاکر کی خدمت میں جانے کی استجازت کی۔ ملکہ رضیہ سلطان نے دونوں کو رخصت دی اُنکے چلے جانے کے بعد ملکہ رضیہ سلطان نے بالقا سہیلہ بانو سے فرمایا۔ شاہزادہ مہران کو بھی باغ اندرونی میں طلب کر دو تاوقتیکہ بادولت اِس قصر میں رونق افروز رہیں یہ عاشق و معشوق بھی ایک دوسرے کے نظارۂ جمال سے مسرور و خوشحال ہوں۔ سہیلہ بانو ملکہ کو لے کے کشتی تک پاس آئی اور اُس کو ڈھونڈ لائی جو سہیلہ بانو کے متعلق تھا اور اُسکی خاطر داری بخیر میں صرف ہوئی۔ اثنائے گفتگو میں اُسکو خورشید لقا اور زہرہ لقا کے تنازع سے بھی آگاہ کیا اور سمجھایا کہ تمکو زہرہ لقا کی تائید کرنی چاہیے۔ ماہ لقا جو شاہزادہ مہران کے لینے کو گئی تھی براہ راست لب حوض آئی اور ایک کشتی مختصر میں جو اُسکے لیے ہر وقت حوض کے کنارے پر موجود رہتی تھی سوار ہوئی کشتی مقام معین میں پہنچکر غرق ہوگئی اور جو مقام نکلنے کا مقرر تھا وہاں سے نکلی۔ بانیان طلسم نے وہی راہ باغ خارجیہ اور داخلیہ کے درمیان مقرر کی تھی اور حسب تاثیر طلسم اہل کشتی کا لباس مطلق تر نہ ہوتا تھا

جب ملکہ ماہ لقا کی کشتی باغ خارجیہ میں دریاچہ کے اندر نمودار ہوئی اُسکی ملازم و خدمتگار ہر طرف سے جمع ہوگئے اور نہایت تزک و احتشام سے سواری کا انتظام کیا۔ سانڈنی سوار سب کے آگے پیش پیش چلا آتا تھا جب ملکہ ماہ لقا کی سواری قریب آئی۔ ناصر اشرفی استقبال کے لئے گیا۔ ملکہ ماہ لقا نے ناصر اشرفی سے کہا۔ وہ شاہزادہ خجستہ بخت فرخندہ

طالع کہان ہے۔ ہم اُسے حسب الحکم سلطانی باغ خاص مین لے جائین گے۔ ملکہ اشرق
نے شاہزادہ مہران کو پیش کیا۔ ماہ لقا نے سلام مین سبقت کی اور بہ عزت و احترام
کشتی مین لاکر سوار کیا۔ جب کشتی مقام معین مین پہونچی بدستور پانی مین غرق ہوگئی
شاہزادے نے انا للہ و انا الیہ راجعون کہا اور آنکھین بند کرلین۔ ایک لمحہ
شاہزادے کو بیہوشی طاری رہی۔ جب ہوش مین آیا کشتی کو لب دریا باغ
خاص مین دیکھا۔ ماہ لقا کشتی سے اُتری اور شاہزادے کو اپنے محل خاص مین
لے گئی اور سب حقیقت سُنا کر خورشید لقا کی طرفداری کی تاکید کی

اِس اثنا مین ملکہ آفاق رضیہ سلطان کا ماہ لقا و سہیلہ بانو کو حکم پہونچا کہ
مہران و کوکبہ کو فلان مقام مین زیر غرفہ ہمارے روبرو حاضر کرو۔ ماہ لقا
مہران کو اور سہیلہ کوکبہ کو ہمراہ لیکر جانب غرفہ روانہ ہوئین۔ جب دونو زیر
غرفہ پہونچے اور نظرین چار ہوئین عالم ہوش کے خارج ہوگئے۔ حکم سلطانی سے
پریزادون نے انکے چہرون پر گلاب چھڑکا۔ بارے بمشکل ہوش مین آئے۔
بروقت درستی حواس شاہزادہ مہران نے دلیرانہ اُس غرفہ عالی کی طرف دیکھا
ملکہ رضیہ سلطان ہمہ کہ شعلۂ حسن و زیور طلسمی کی درخشانی کے سبب بے اختیار آنکھین
بند ہوگئین۔ ماہ لقا و سہیلہ بانو نے عرض کی۔ اے ملکہ پریزادان واقف اسرار
پادشاہ طلسم حکیم اشراق روشن ضمیر یہی دونو زن و مرد پیش بینی نجوم آدم
سے طلسم مین داخل ہوئے ہین اور اپنے قوم مین نہایت ممتاز و جلیل القدر
نیز باہم طالب و مطلوب ہین۔ حکم والا صادر ہوا۔ انکو پاس ہی [illegible]
بخلعت بیش بہا و انعام اور انکی دعوت شاہانہ کرو۔ ہرگاہ دونو در [illegible]

جو امر صلاح وقت ہوگا اُنکی نسبت عمل مین آئیگا

ماہ لقا و سہیلہ بانو شاہزادہ مہران و ملکہ کوکبہ کو ایک مکان ثانی قصر ارم مین لائین اور ایک ہی تخت پر پہلو بہ پہلو بٹہایا۔ خواصان پریزاد شیشہ ہای بادہ احمر و جام ہائے مرصع کا مع سامان گزک کے روبرو رکھدیا۔ جب شاہزادہ مہران مہر طلعت و ملکہ کوکبۂ روشن تن نے دو چار جام مے نشاط افزا کے پیئے۔ عالم بیخودی مین ایک نے بزبان حسرت و افسوس دوست کے روبرو اپنی حقیقت گذشتہ بیان کی

چہ خوش ست از دو یکدل سر حرف باز کردن سخن گذشتہ گفتن گلہ دراز کردن

یہ دونو طالب مطلوب تو باغ خاص قلعہ اشراقیہ کے ایک محل ذہ دو منزل مین عیش و عشرت اور شکر و شکایت مین مصروف تھے۔ ادہر خورشید لقا پری کو ہ قاف پر درویش ذاکر کی خدمت مین پہونچی اور اپنا مانی الضمیر ظاہر کیا۔ درویش ذاکر نے بعد تامل دراز فرمایا۔ اس معاملہ مین زہرہ تعالے کے حق بجانب ہے۔ خورشید لقا نے کہا قبلۂ عالم مینے اپنی مادر بزرگوار کی زبانی سنا ہے کہ جس مکان مین محسن و دامادکی تقریب عقد واقع ہوگی اُسکا مکین تا قیامت معزز سمجہا جائیگا۔ مزید برآن مینے ایک حالت غیظ و غضب مین شدید قسم کہائی ہے کہ اگر یہ معاملہ میری مرضی کے برخلاف فیصلہ ہوگا تو اپنی جان شیرین ضائع کردونگی۔ درویش نے فرمایا اس ترکیب و سامان سے ثابت ہوتا ہے کہ قیامت طلسم قریب آئی ہے۔ بقسمت دیا لنصیب یہ آب دم شدہ لیجاؤ اور شاہزادہ مہران کو پلاؤ۔ اس پانی کی یہ تاثیر ہے کہ شہزادہ باوجود جوش عشق و محبت تمہاری مرضی پر کاربند ہوگا یہی

ایک دو ساعت مین آتا ہون

زہرہ لقا نے درویش مذکر کو تمام حقیقت سنائی - اُنہنے اُسکی تشفی کی اور اُسکے حق بجانب ہونے کی تصدیق فرمائی تاہم احتیاطاً ایک کوزہ آب دم شدہ ملکہ کوکبہ کے پلانے کے لیئے دیا تاکہ وہ زہرہ لقا کی خوشنودی مدنظر رکھے

دونو پریزادون نے قلعہ اشراقیہ مین آکر مہران اور کوکبہ کو وہ پانی پلایا اور اُنہنے اپنے اپنا حسب منشا اقرار لیا - ماہ لقا بزعم خورشید لقا شاہزادہ مہران کو اور سہیلہ بانو حسب لخواہ زہرہ لقا کوکبہ کو تلقین و ہدایت کرتی تہین - نوبت بجائے رسید کہ شاہزادہ مہران مہر طلعت نے کوکبہ سے شرقی آباد چلنے کی اور ملکہ کوکبہ پری روشن تن نے مہران سے غربی آباد چلنے کی درخواست کی اور اُنمین ہی اس بارہ مین تعصب اور ضد پیدا ہوئی

جشن کا دوسرا روز اس کارروائی مین گذرا - بوقت شام حسب دستور روشنی چراغان ہوئی ملکہ طلسم رضیہ سلطان قصر فلک رفعت کے غرفہ مذہب مین رونق افروز ہوئی اور خورشید لقا و ماہ لقا و زہرہ لقا و سہیلہ بانو بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوئین - ایک ساعت شب گذری تہی کہ دونو درویش تخت ہئے روان پر سوار قلعہ مین تشریف لائے - ملکہ رضیہ سلطان نے بیرون غرفہ مسند مکلف اُنکے واسطے بچہوادی اور شاہزادہ مہران و کوکبہ کا قصہ بیان کرکے خورشید لقا و زہرہ لقا کی ضد و تعصب کی شکایت کی - درویش ذاکر نے کہا - اے ملکہ طلسم اگرچہ زہرہ لقا کے حق بجانب ہے کیا معنی کہ ملکہ کوکبہ اُسی کی سرحد مین داخل ہوئی ہے مگر چونکہ خورشید لقا وزیر اعظم کی دختر اور زہرہ لقا سے سن مین

بڑی ہے اِس لیئے اگر زہرہ لقا اُسکی رضاجوئی کرے تو مناسب ہے۔ بحالت دیگر خورشید لقا کی آتش مزاجی سے تم واقف ہو وہ بالیقین اپنی جان ضایع کریگی۔ درویش مغربی یعنی عذر کرنے درویش مشرقی سے کہا۔ اے جناب تقدس مآب۔ زہرہ لقا کا برسرِ حق ہونا تسلیم کرو اور پھر اپنی متوسلہ کے جانبداری نہ چھوڑو یہ حقیقت کی شان سے بعید ہے۔ اگر خورشید لقب دزیر اعظم کی دختر ہے تو زہرہ لقا امیر الامرا کی لخت جگر ہے۔ دور سن و سال کا کیا دخل ہے جبکہ بانیان طلسم ہر ایک سرحد دار کا درجہ یکسان مقرر کر گئے ہین منتقم حقیقی سے ڈرو اور جادۂ انصاف سے قدم باہر نہ رکھو درویش مشرقی نے آسمان کیطرف دیکھا اور کہا۔ اِن علامات سے ثابت ہوتا ہے کہ عمر طلسم آخر ہو گئی بلکہ اِن طالب مطلوب کا دردکش مشرقی و مغربی سے آنا خاص شکست طلسم کی علامت ہے۔ درویش مغربی نے کہا۔ اِس علامت سے قوی تر یہ علامت ہے کہ ایک شخص مرتاض اہل اللہ کی طبیعت ایک عورت ناقص العقل کی خاطر سے باطل کی طرف مائل ہو اور روز بازپرس کا خیال نہ رہے۔ اِس دفعہ درویش مشرقی نہایت برہم ہوا اور کہا اگر تمہارے دِل مین میری طرف سے بھی غبار آیا ہے۔ خیر مرضی الٰہی۔ جو تمسے میرے حق مین ہو سکے زنہار قصور نہ کرو۔ ناچار اب مین بھی صاف صاف کہتا ہون کہ بہران اور کوکبہ کا نکاح خورشید لقا ہی کے قصر مین ہوگا۔ درویش مغربی نے کہا۔ استغفر اللہ۔ کیا مجال کوکبہ کی کہ خورشید لقا کا تصور بھی دِل مین باندھے۔ اگر مشیت ایزدی و تقدیر طلسمی مین اِن عاشق و معشوق کی مواصلت جاری ہو چکی ہے بے شبہہ بزم نکاح زہرہ لقا کے محل مین برپا ہوگی

ملکہ رضیہ سلطان تانصف شب درویشون کی گفتگوے رنجش آمیز سنتی رہی خود
کسی طرف دخل نہ دیا۔ جس وقت زیادہ تر سخت کلامی کی نوبت پہونچی ملکہ رضیہ
سلطان کو اپنا خواب دیکہنا یاد آیا جو اُس شب دیکہا تہا۔ جس دن تخت فرمانروائی
طلسم پر مستقل ہوئی تہی۔ راوی کہتا ہے کہ جس دن ملکہ رضیہ سلطان نے اورنگ
جہانبانی طلسم کو اپنے جلوس میمنت مانوس سے زیب و زینت بخشی۔ اُس شب ایک بزرگ
قدسی صفات عالم رویا مین تشریف لایا اُسنے فرمانروائی طلسم کی مبارکباد دیکر فرمایا اے رضیہ سلطان۔ ہم
جانتے ہین کہ تو خاتم الملوک طلسم ہے۔ تیری عہد سلطنت مین شکست طلسم ظہور مین آئیگی آگاہ ہو کہ مشیت
اللہ مین تیری دامن بندی فاتح طلسم سے ہو چکی ہے۔ اِسے اپنا اعزاز و افتخار کا موجب سمجہنا کیونکہ وہ جوان فلک قدر خورشید
مرتبت صاحبقران روزگار و شاہنشاہ باحشم و اقتدار ہوگا۔ علامت اُسکے
قدوم کی یہ ہے کہ درویشان سرحد دار مین جو فی الحقیقت حدود طلسمات کی اقطاب
ہین ایک امر سہل پر آزردگی واقع ہوگی۔ جب تجکو انفصال کار کی کوئی صورت
نظر نہ آئے اُس وقت بے تامل حکیم اشراق کے مقبرہ مین جانا اور بعد حصول
زیارت و طواف جو عبارت لوح مزار پر کندہ ہو اُسے خوب یاد کرنا۔ بعد ازان
اُسی اسم بزرگ کا ورد کرنا یہانتک کہ عین اوراد مین آنکہ لگ جائے۔ ہنگام
غفلت جو کچہ معاملے سے بخوبی تجہکو منکشف ہو جائیگا۔ اِس تقریب سے زیارت مزار مقدس
تیرے نصیب مین جاری ہوئی ہے یا اُس جوان عالیشان طلسم کشا کو روضہ منور
نظر آئے گا جو روز ازل سے تیرا شوہر مقرر ہے ورنہ ہر ایک جن و انسان حتّٰی کہ
دونون درویشون کی نظر سے بہی روضہ مخفی ہے۔ ایک جن معزز و ممتاز حافوظ
جنی نام روضہ متبرک کا مجاور و ہم متولی ہے۔ بعد ملاقات حافوظ جنی سے کہنا

کہ دروازہ مقبرہ کا کھولدے۔ اگر حافظ جنی تجھسے کوئی نشان طلب کرے اُسکے
روبرو درویشان سرحد دار کے باہم تعصب سرحد داری کا حال بیان کرنا
والسلام

یہ روایت صالح چندین سنا ایکبارگی اس طرح ملکہ رضیہ سلطان کو یاد آیا کہ گویا
وہ خواب اُسی شب دیکھا ہے۔ دلمین نہایت خوش ہوئی۔ اُسی وقت درویشان
کو رخصت کیا اور خود تخت استراحت پر آرام فرمایا۔ جب صبح ہوئی خورشید لقا
و زہرہ لقا و ماہ لقا و سہیلہ بانو سے فرمایا مین حسب بشارت حکیم اشراق کے
روضۂ متبرک کی زیارت کو جاتی ہون تا معاودت میرے زنہار کسی نوع کا فساد
واقع نہ ہو۔ دویم بجان و دل شاہزادہ بہران مہر طلعت و ملکہ کوکب درخشان تن کی
دلجوئی و مدارات مین سرگرم رہنا

بعد تفہیم و افہام ملکہ رضیہ سلطان چند خواصان مخصوص مثل خورشید جبین و مہ جبین
و عالم افروز و گیتی افروز کی جمعیت سے تخت روان پر سوار ہوکر سمت مشرق روانہ
ہوئی۔ تین پہر کامل مسافت راہ مین گذرے عصر کے وقت ایسے کوہ بلند پہنچی
کہ کہکشان سے ہمسری کا دعوے کرتا تھا۔ دو ساعت ملکہ کی سواری اُس کوہستان مین
گئی تھی کہ حکیم اشراق کے روضہ کا قبہ یاقوتی نظر آیا۔ ملکہ نے حاملان تخت کو حکم دیا
کہ اُس سمت چلو۔ چند لمحہ مین ایک باغ ثانی روضۂ رضوان کے قریب پہنچے۔ ملکہ
رضیہ تخت پر سے اُتری اور چاہتی تھی کہ باغ مین داخل ہو۔ ناگاہ ایک جن معمر
ریش سپید ایک گوشہ سے پیدا ہوا اور ملکہ سے کہا۔ اے بادشاہ طلسم ثابت ہوتا ہے
کہ درونہ کوئی امر سخت پیش آیا ہے کہ تم روضۂ متبرک کی زیارت کے واسطے

تشریف لائی ہو اور یہ گنبد فلک رفعت تمہاری نظر مین مرئی ہوا۔ ورنہ باوجود خدمت جاروب کشی مین ہفتہ مین ایک بار زیارت سے مشرف ہوتا ہون بیشبہ تمہارا آنا اور گنبد کا نظر خلائق مین ظاہر ہونا دلیل واضح ہے اس معنی کی کہ عمر طلسم آخر ہوئی ملکہ رضیہ سلطان نے شاہزادہ مہران و ملکہ کوکب کے معاملہ مین درویش ذاکر مذکر کے تعصب و نزاع کا حال بیان کرکے یہ آیۂ شریفہ یَفْعَلُ مَا یَشَاءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ وکُلُّ شَیْءٍ هَالِکٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُکْمُ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ حافوظ کے روبرو پڑھی اور بے تکلف باغ مین قدم رکھا۔ حافوظ جنی خاموش ہمراہ ہولیا

ملکہ رضیہ سلطان ہر چمن و روش کی صفائی دیکھتی ہوئی ایک گنبد عالی شان کے دروازہ پر پہونچی اور حافوظ سے فرمایا۔ اے بزرگ قوم آتشی جس اسم الہی کے زور سے گنبد کا دروازہ کھلتا ہے وہ اسم پڑھو۔ حافوظ نے وہ اسم باعداد معین پڑھا۔ فوراً گنبد کا دروازہ کھل گیا۔ ملکہ رضیہ سلطان صلوات خوانان گنبد مین داخل ہوئی۔ حافوظ نے بجز ملکہ کے کسی کنیز و خواص کو اندر جانے نہ دیا۔ ملکہ نے بعد طواف و زیارت وہ اسم اعظم دیکھا جو لوح مزار پر کندہ تھا۔ حسب ہدایت خواب نفل پڑھکر اُس اسم کا استقدر ورد کیا کہ آنکھ بند ہوگئی

خواب مین ایک بزرگ عالی منزلت ملائک صفات کو اس شان و جلوس سے دیکھا کہ تخت عظمت و جلال پر متمکن ہے اور اکثر مردان خوش لباس خوش جمال راست و چپ تخت کے دست بستہ استادہ ہین اور بیشتر انسان بوضع حکما کرسیات پر بیٹھے ہوئے ہین۔ ملکہ رضیہ سلطان ثنا خوان تخت کے روبرو گئی۔ اُس بزرگ نے بزبان لطف و مرحمت فرمایا۔ اے فرزند ارجمند رضیہ سلطان اشراق تجھہ

موقوف ہو جائے گی

ملکہ رضیہ سلطان حکیم بزرگ سے کچھ اور پوچھا چاہتی تھی کہ یکایک آنکھ کھل گئی
صلوات خوانان گنبد سے باہر نکل آئی۔ بروقت برآمد ہونے ملکہ کے بار دگر در گنبد
بند ہوگیا اور یہ آواز غیب آئی۔ اے حافظ جنی آئندہ معمولاً بھی در گنبد کے
کھولنے کا قصد نہ کرنا۔ اب بجز مقدم فیض شیم طلسم کشا کے روضہ کا دروازہ کھلنا
محال ہے

اس وقت صبح ہوگئی تھی۔ ملکہ رضیہ سلطان نے مقبرہ کی پشت پر جا کر حسب نشان
دادہ سے گلدستہ لیا اور تخت روان پر سوار ہوئی اور قریب ظہر قصر فلک
رفعت مین پہونچ گئی۔ تمام پریزادین حاضر ہوئین۔ ملکہ نے جشن ہفت روزہ کا
حکم دیا۔ شاہزادہ مہران و ملکہ کوکبہ بدستور عیش و آرام مین مشغول تھے اور
باہم صحبت ناز و نیاز گرم کرتے تھے۔ روز ہشتم ملکہ رضیہ سلطان نے موافق معمول
غرفہ خاص پردہ زنبوری اٹھوا دیا اور خلائق کو اپنا جمال دکھایا۔ زیور طلسمی
کی تاثیر سے ناظرین کو بجز ضیائے حسن کوئی چیز محسوس نہ ہوئی۔ اور تمام حاضرین
بیہوش ہوگئے

جب شاہزادہ مہران ہوش مین آیا اپنے کو ملک اشرق کے لشکر مین پایا۔
زار زار رویا اور بے اختیار بستر خواب سے زمین پر گرا۔ ملک اشرق دوان غیزان
شاہزادہ کے خیمہ مین آیا اور ہر طرح سے تسلی کی اور کہا کہ شرقی آباد مین چلو
مین درویش مشرقی کی خدمت مین جاؤنگا اور چارہ کار چاہونگا۔ شاہزادہ
چار ناچار ملک اشرق کے ساتھ شرقی آباد کو روانہ ہوا

جس وقت ملکہ کوکبہ ہوش مین آئی۔ اپنے کو ایک خیمہ عالی مین تخت خواب پر درانہ دیکھا اور اکثر عورتین آدمزاد تخت کے گرد و پیش استادہ تہین۔ ملکہ نے جو شاہزادے کو پہلو مین نہ پایا بہت بیقرار ہوئی اور بہ آواز بلند روئی۔ ایک زن معمر صاحب رتبہ نے کہا۔ اے فرزند جس سبب سے کہ تو نالہ و فریاد کرتی ہے وہ سبب ہمین خوب معلوم ہے۔ صد ہزار شکر کہ خدا تعالی نے ہمارا حق بجانب کیا ہے۔ کسی حال مین ملول نہو۔ آخرکار حق حقدار کو پہونچیگا۔ کوکبہ روشن تن نے کہا۔ اے معدن لطف و احسان۔ میرے اس سوال کا جواب دو کہ یہہ کیا مقام ہے اور تم کون ہو۔ ضعیفہ نے کہا۔ یہ محل ملک اغرب سپید پوش کا ہے اور مین ملک اغرب کی خاتون خانہ ہون۔ عزیزہ خاتون مجکو کہتے ہین۔ ملک اغرب بہی پس پردہ ایسے ہی کلمات تشفی آمیز کہہ رہا تہا

عزیزہ خاتون دوسرے روز کوکبہ روشن تن کو ساتھ لیکر کوہ غربی پر درویش ذاکر کے تکیہ مین آئی۔ وہ تکیہ وسط دریا مین واقع تہا۔ ملک اغرب بہی ہمراہ تہا۔ درویش مغربی نے ملکہ سے چند در چند کلمات تشفی آمیز کہے اور ملک اغرب سے کہا۔ اے حاکم غربی آباد۔ بالفعل یہ مناسب ہے کہ تو سرحد غربی آباد کا تاج سلطنت ملکہ کوکبہ کے سر پر رکھہ دے اور خود عہدہ وزارت و سپہ سالاری پر مامور ہو۔ [illegible] گردش افلاک سے ثابت ہوتا ہے کہ سرحد در پیار گانہ کے ملک مین میدان آرائی و صف آرائی کی نوبت آئے۔ ملک اغرب ملکہ کوکبہ کو تو بہت عزت و اکرام سے وہان سے غربی آباد مین لایا اور ملکہ کو تخت نشین کر دیا

اسی طرح شاہزادہ مہران اور ملک اشرق درویش ذاکر کی خدمت مین پہونچے

درویش اُس وقت میل صورت کے پاس تہا۔ ملک اشرق نے درویش سے بعد قدمبوس عرض کیا۔ اے مرشد کامل۔ ملکہ خورشید لقا بادشاہ طلسم کے ہمراہ رکاب چلی گئی اور ظاہرا ملکہ رضیہ سلطان کو حکیم اشراق کی مرقد منور سے کچھہ بشارت ہوئی ہے کہ اپنا قدم درمیان سے نکال لیا۔ خورشید لقا نے وقت روانگی مجھسے فرمایا تہا کہ تم درویش مشرقی کی خدمت مین جانا۔ وہ جو حکم دین بے عذر قبول کرنا۔ درویش نوا کرنے کہا۔ اے ملک اشرق۔ اِس میل صورت کو بہ نظر غور دیکہو۔ بقدر سر مو تفاوت باقی رہا ہے۔ یقین ہے کہ قریب تر پیکر کا رخ مشرق کی جانب ہو جائے۔ یہ علامت قوی شکست طلسم اور فاتح طلسم کی تشریف آوری کی ہے۔ اگرچہ مین خوب جانتا ہون کہ زہرہ لقا حق پر ہے۔ لیکن اگر وہ خورشید لقا کو خواہر کلان سمجہکر ضد سے قطع نظر کرتی تو کوئی بات نہ تھی۔ خیر۔ اب مصلحت یہی ہے کہ تم شاہزادہ مہران کو سریر حکومت پر مستقل کردو اور ملک اغرب سپید پوش کو لکھو کہ ملکہ کوکب کو آزاد کردو۔ ملکہ بالغہ و عاقلہ ہے جس مقام مین اُسکی خوشی ہوگی مجلس عقد منعقد کیجائے گی۔ اگر ملک اغرب موافق مضمون نامہ عمل کرے فہو المراد۔ ورنہ اُسپر فوجکشی کرنا۔ قطع نظر جنگ و پیکار کے مین اِس معاملہ مین اور کچھہ فکر بھی کرونگا

ملک اشرق بہ ترک شان شاہزادہ مہران کو شرقی آباد مین لیگیا اور تخت سلطنت پر متمکن کردیا اور خود عہدہ سپہ سالاری و وزارت اختیار کیا اور یہ مضمون متذکرہ صدر شاہزادہ کیجانب سے ملک اغرب کو خط لکہا اور ایک سردار جانفوظ دراز دست کو نامہ بر مقرر کیا۔ مخفی نہ رہے کہ ساکنین طلسم درمیان سفر چارگانہ

کہ ایک راہ مخصوص سے آمد و رفت کر سکتے تھے۔ محافوظ و راز دست نے غربی آباد مین جاکر نامہ خاص ملک اغرب کے ہاتھہ دیا۔ ملکہ کوکبہ بھی نقاب افگندہ تخت شاہی پر جلوس فرما تھی۔ ملک اغرب نے نامہ پڑھا اور ملکہ کو دکھا کر درویش مغربی کی خدمت مین بھیجدیا۔ درویش مذکر نے بدست خود نامہ کا یہ جواب لکھا۔ اے ملک اشرق۔ ملکہ کوکبہ درہ غربی سے داخل ہوئی ہے۔ اسواسطے اُس کا عقد غربی آباد حسب قواعد مقررہ طلسم ہوگا۔ بعد از عقد عروس و داماد ہردو شرقی آباد مین رہ سکتے ہین

بروقت پہنچنے اِس جواب کے حسب ہدایت درویش ذاکر کے ملک اشرق نے فوج فراہم کی اور پچیس ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت سے غربی آباد کی طرف روانہ ہوا۔ ملک مین ملک اشرق کا جانبدار تھا وہ بھی مع پچیس ہزار سپاہ کے ملک اشرق کے ہمراہ گیا۔ جس وقت ملک اغرب نے یہ خبر سنی وہ بھی بہ جمعیت مذکورہ شہر سے نکلا اور ملک الیسر اُسی قدر فوج کے ساتھہ اُسکی کمک کو آیا۔ شمیم لشکر شرقی مین اور نسیم لشکر مغربی مین تھا۔ ایک مقام مین جو ہر جہت بارہ منزل تھا تلاقی عساکر واقع ہوئی۔ بعد پیام و سلام دونو جانب سے طبل ہائے جنگ بجے بروقت آراستگی صفوف شاہزادہ مہران اور کوکبہ دشمن تن کی نظر مین چار ہوئین۔ دونو نے ایک حالت از خود رفتگی مین بے تحاشا داد و بیداد کی اور بہ آواز بلند خوب روئے۔ مگر اُس وقت اُنکی کون سنتا تھا۔ ایک پہلوان بلا بگردون کش لشکر مشرقی کا حربگاہ مین آیا۔ ادہر اُس فولاد بازو فوج مغربی سے بہنگ مقابلہ کے واسطے گیا۔ دونو پہلوان جنگ شمشیر و نیزہ مین ہاتھہ بہے

جب کشتی کی نوبت پہونچی ایک قطعہ ابر تیرہ و تار گوشہ میدان سے پیدا ہوا اور اُن دونوں پہلوانوں کے گرد محیط ہوگیا۔ ایک لمحہ کے بعد وہ ابر سیاہ اوج آسمان پر پہونچا۔ اہل معرکہ نے دیکھا کہ دونوں پہلوان میدان جنگ سے مفقود ہین ناگاہ ابر سیاہ سے بہ صدائے مہیب و خوفناک آئی۔ اے اہل ظاہر طلسم۔ اب یہانتک تمکو جراءت ہوئی کہ باوجود خلقت انسانی و طریق مسلمانی باہم معرکہ جنگ و جدال آراستہ کرتے ہو اور بباعث تعصب سرحد ایک دوسرے کا تشنہ خون ہے بگوش ہوش سنو اور اپنی اپنی جلئے تنبہ ہو کہ اگر بار دگر میدانداری کے مرتکب ہوگے صاحب لشکر کو مع لشکر ایسی سزائے سخت دیجائے گی کہ تمام عمر پشیمان ہوگے حکیم اشرق روشن ضمیر و خداپرست تہا اُسکے طلسم مین ایسا امر مکروہ واقع نہین ہوسکتا

اس آواز جگر شگاف سے ملک اشرق و ملک مغرب کے ہوش و حواس جاتے رہے اور اسقدر خائف ہوئے کہ پہر صف آرائی کی ہرگز جراءت نہ ہوئی۔ اُسی وقت نقارہ فرمان اپنے اپنے ملک کی طرف روانہ ہوگئے۔ ملک اشرق شہر شرقی آباد مین پہونچکر مع شاہزادہ کے درویش ذاکر کی خدمت مین پہونچا اور تمام حقیقت جنگگاہ کی عرض کی۔ اُسنے کہا۔ یہ کام اہالی باطن طلسم کا ہے اور میرا اُنپر زور نہین چلتا۔ خیر شمیم شاہزادہ کے پاس رہے اور شاہزادہ کا ایک نامہ شوق ملکہ کو کبہ کے پاس لے جائے اور کوکبہ کے پیراہن کا ایک پارچہ لے آئے اگر شاہزادہ ہنگام اضطراب اُس پارچہ کو سونگہیگا بالیقین اُسکے دل کو تسکین ہوگی۔ اسیطرح شاہزادہ کے لباس کا پارچہ ملکہ کوکبہ کو پہونچانا چاہیئے

شاہزادہ نے شرقی آباد مین واپس آکر ایک نامہ طویل محبت آمیز لکھا۔ شمیم وہ نامہ لیکر درویش ذاکر کیخدمت مین پہونچا۔ شام کے وقت ایک ابر سیاہ آسمان پر پیدا ہوا۔ درویش نے زیر ابر جاکر ایک اسم جلیل پڑھا۔ دو خطوط شفقی رنگ ایک دوسرے کو قطع کرتے ہوئے ابر مین ظاہر ہوئے۔ درویش نے وہی اسم شمیم کو بتایا اور فرمایا اس اسم کی برکت سے یہ خطوط تیرے پیش نظر رہین گے۔ لازم ہے کہ جو خط مشرق سے مغرب کی سمت واقع ہے اسکو سمت الراس مدنظر رکھے ہوئے قطع راہ کرنا۔ اسقدر عرصہ مین خاص شہر غربی آباد کے اندر جا پہونچیگا۔ اسی طرح وقت مراجعت عمل مین لانا۔ بگرہنگام طلوع آفتاب جہان پہونچے اسی جائے مقام کر دینا۔ ہر منزل مین چشمہ ہائے آب شیرین و درختان میوہ دار کثرت سے ملین گے۔ انہین درختون کا میوہ کھانا اور چشمون سے آب خوشگوار پینا۔ جس وقت آفتاب قریب غروب پہونچے اسم الٰہی باعداد معین پڑھنا اور چار بار آسمان کیطرف پھونکنا۔ یہی ابر غلیظ مع خطوط شفقی رنگ پیدا ہوگا۔ اگر دن کو حرکت کی یا شب کو راہ روی مین خطوط سے منحرف ہوا تو راہ غلط ہو جائے گی اور تو کسی بلائے طلسمی مین گرفتار ہو جائیگا

شمیم بطریق متذکرہ صدر غربی آباد مین پہونچا اور نسیم کا مہمان ہوا۔ نسیم نے عندالفرصت شمیم کے آنے کی حقیقت ملکہ کی خدمت مین عرض کی۔ ملکہ نے خلوتگاہ مین شمیم کو بلایا اور نامہ لیکر لفظ بہ لفظ دیکھا۔ دل نے چاہا کہ بلا تامل جواب لکھے مگر تاثیر طلسم سے یہ جرات نہ ہوئی کہ بے اطلاع درویش مذکور کے یہ حرکت کرے۔ ناچار دوسرے روز ملک اغرب کی خاتون خانہ کے ہمراہ درویش

کی خدمت مین حاضر ہوئی۔ اُس نے باشند رضا اجازت دی۔ ملکہ نے شہر مین آکر جواب نامہ لکھا اور پارچہ پیراہن دیا۔ شمیم اُسی طریق سے شرقی آباد مین آیا۔ مہران نے وہ تحریر بہ نظر غور دیکھی اور پیراہن جانان تا دیر سونگتا رہا۔ فی الواقع اِس عمل سے طپش و بے قراری مین فی الجملہ کمی ہوئی۔ دوسرے دن درویش ذاکر کی خدمت مین گیا۔ اُس نے کہا ایک دوسرا نامہ لکھو اور شمیم کے ہاتھ میرے پاس بھیجدو۔ مین تمھارے لیئے وصال جانان کی کوئی تدبیر سوچونگا۔ شاہزادہ نے رقعہ شوقیہ لکھا اور شمیم وہ رقعہ درویش ذاکر کی خدمت مین لایا۔ درویش ذاکر نے بہ محنت تمام ایک نقش مربع نامہ کی پیشانی پر لکھا اور شمیم سے کہا جس وقت یہ نقش ملکہ کوکبہ کی نظر سے گذریگا اُس آب دم شدہ کی تاثیر جو درویش مذکور نے پلایا تھا ملکہ کے دل سے بالکل زائل ہوجائے گی اور وہ بہ مقتضائے ولولہ عشق و سوزش محبت تمہارے ساتھ شرقی آباد کی راہ لے گی۔ شمیم بدستور دن کو مقام اور رات کو راہ روی کرتا ہوا جانب غربی آباد روانہ ہوا۔ منزل دوازدہم مین اُسکو دور سے ایک سیاہی نظر آئی۔ وہ سیاہی بھی اُسی قسم کے ایک خطے کے نشان پر اِس طرف چلی آتی تھی۔ جب نزدیک پہونچی شمیم نے دیکھا کہ نسیم ہے۔ شمیم نے پوچھا تو کہان جاتا ہے۔ نسیم نے کہا۔ ملکہ نے شاہزادے کو ایک نامہ شوق لکھا ہے۔ شمیم نے کہا۔ مین شاہزادہ کا نامہ لیکر غربی آباد کو جاتا ہون۔ راوی کہتا ہے کہ جس نقش کی تاثیر سے درویش ذاکر ملکہ کو شرقی آباد مین بلایا چاہتا تھا اُسی طرح درویش مذکر نے غربی آباد مین شاہزادے کے بلانے کی تدبیر کی تھی اور دونو عیار تاثیر نقش کے اظہار سے منع ہوتے۔ اِس سبب سے اُنہون نے

گفتگو نہ کی اور اپنی اپنی منزل مراد کی طرف روانہ ہوئے

شمیم نے مغربی آباد مین پہونچکر شاہزادہ کا نامہ خلوت مین ملکہ کو دیا۔ ملکہ نے نامہ کو پڑھا۔ ہرگاہ اُس نقش جلیل پر نظر گئی الحق کہ اُس پانی کا اثر جو درویش مغربی نے پلایا تھا بالکل زائل ہو گیا اور روانگی کو آمادہ ہو گئی شمیم نے کہا۔ تم روز فردا غلط گمانی خلایق کے واسطے مجھے سر دربار بلاکر رخصت کرو۔ مین فلان درخت کی سایہ مین جو شہر سے نیم فرسنگ واقع ہے حاضر رہونگا۔ تم عند الفرصت کسی شب وہان پہونچو۔ ملکہ نے شمیم شاطر کو دوسرے دن سر عام رخصت کیا اور شام کو نقب کی راہ سے جو محل شاہی مین تھی اور دہانہ اُسکا بیرون شہر کھلتا تھا وعدہ گاہ پر پہنچی شمیم نے اُسی وقت اسم بزرگ آسمان کی طرف پہونکا۔ موافق قاعدہ وہی ابر سیاہ جسکی وسط مین خطوط شفقی رنگ ظاہر ہوتے تھے آسمان پر چھا گیا۔ ملکہ کو لیکر شمیم شاطر پس پردہ زیر خط مشرقی روانہ ہوئے

ملک اغرب ایک ہفتہ تو اِس خیال مین رہا کہ ملکہ صید و شکار مین مشغول ہو گی جب روز ہشتم ہوا اور ملکہ محل مین نہ آئی۔ درویش مذکور کی خدمت مین گیا۔ درویش نے بعد دیکھنے طالع وقت کے اپنے تحریر نقش کا حال بیان کیا اور کہا معلوم ہوتا ہے کہ درویش مغربی نے بھی وہی عمل کیا۔ دیکھین طالب مطلوب کا مآل کار کیا ہوتا ہے بہرحال اب وہ وقت آیا ہے کہ ارکان طلسم متزلزل ہو جائین۔ خیر مرضی خدا

اُدہر نسیم شاطر شاہزادہ کی خدمت مین پہونچا۔ شاہزادہ مہران اُس دن صید و شکار کو نکلا تھا۔ نسیم نے جو شاہزادہ کو تنہا دیکھا باطمینان قلب نامہ دیا۔ شاہزادہ نے نامہ پڑھا۔ بدستور نقش کے ملاحظہ سے مہران کے شوق نے بھی ترقی

اور شام کے وقت نسیم کے ہمراہ غربی آباد کو روانہ ہوا۔ ملک اشرق نے ایک دو
دن شاہزادہ کی راہ دیکھی۔ بعد ازان گریان و نالان درویش ذاکر کی خدمت مین
حاضر ہوا۔ درویش سمجھہ گیا کہ درویش مذکر نے جواب ترکی بہ ترکی دیا ہے ناچار
نقش کے حال سے ملک اشرق کو آگاہ کیا اور کہا۔ ان واقعات سے ظاہر ہوتا ہے
کہ عمر طلسم آخر ہوئی۔ اب بجز مدد و توجہ طلسم کشا شاہزادہ کا کوکب سے ملنا غیر ممکن
ہے اور وہ وقت بھی قریب تر آگیا ہے۔ درویش ذاکر اُسی وقت ہیل صورت کے
پاس آیا اور ملک اشرق کو دکھایا کہ نیم ہستے کمتر تفاوت رہا ہی

داستان مُلاقات شاہزادہ مہران و ملکہ کوکبہ اور گرفتار ہونا اُنکا باطن طلسم مین

راوی کہتا ہے کہ غربی آباد سے شمیم و کوکبہ اور شرقی آباد سے نسیم و مہران نے
خطوط شفقی کے نشان پر گیارہ شب راہ قطع کی اور منزل دوازدہم مین
تلاقی فریقین واقع ہوئی۔ اُدہر سے شاہزادہ اور ادہر سے ملکہ مرکب سے اُتری
اور فرط شوق سے بغلگیر ہوئے۔ دونو تا دیر علیحدہ ہوگئے۔ جب عاشق و معشوق
کے ہوش و حواس درست ہوئے۔ زین پوش بچھا کر پہلو بہ پہلو بیٹھے اور ایک
دوسرے کی حقیقت سُنی۔ اُنکی گفتگو ختم نہ ہوئی تہی کہ صبح طلوع ہوئی اور ابر
مع خطوط غائب ہوگیا۔ اُس وقت نسیم و شمیم کو اندیشہ پیدا ہوا کہ منزل معینہ پر
پہونچنے سے قبل صبح ہوگئی۔ اب دیکھیئے مآل کار کیا ہوتا ہے۔ مگر اُس وقت

افسوس کرنے سے کیا بنتا تہا

جب خورشید طالع ہوا شاہزادہ اور ملکہ نے ایک درخت کثیر الفروع کے سایہ مین آرام لیا اور شمیم کو میوہ لانے اور نسیم کو شکار کرنے کا حکم دیا۔ اُنہوں نے میوہ درخت اور ایک آہوئے مذبوح حاضر کیا۔ شاہزادہ و ملکہ نے میوہ کہایا اور دو نو عیار کباب پزی مین مشغول ہوئے۔ ناگاہ ابر تیرہ و تار گوشہ آسمان سے پیدا ہوا اور ہوائے معتدل و مفرح چلنی شروع ہوئی۔ چند لمحہ کے بعد وہ ابر غلیظ زمین کیطرف متوجہ ہوا اور ایک درخت سر بلند کے گرد جو شاہزادہ کے درخت سے چالیس قدم دور تہا محیط ہو گیا اور ایک لحظہ کے بعد پہر بدستور اوج ہوا پر پہونچا۔ شاہزادہ و ملکہ وغیرہ نے دیکہا کہ جس درخت کے گرد ابر محیط ہوا تہا اُسکے سایہ مین ایک پیر مرد سپید ریش اور ایک طفل سادہ رو بیٹھے ہوئے ہین اور وہ پیر مرد اُس طفل کے ہاتہ سے پے درپے شراب ارغوانی پیتا ہے۔ شاہزادہ نے نسیم سے کہا۔ اِس پیر مرد سے قدرے شراب لا۔ نسیم لرزان و ترسان پیر مرد درخت نشین کے پاس گیا اور بہ ادب تمام سلام کیا۔ پیر مرد نے سلام کا جواب دیا اور پوچہا تو کون ہے۔ نسیم نے کہا۔ ہم وارد این طلسم ہین۔ پیر مرد نے کہا۔ یہہ بہی کہہ کہ ہمسے ایک خطائے فاش سرزد ہوئی ہے۔ خیر۔ تو والی دکار رتو۔ اِس وقت ہمارے پاس آنے سے تیرا اصل مطلب کیا ہے۔ نسیم نے کہا اول تم یہ بیان کرو کہ وہ ابر کیا تہا جو درخت کے گرد محیط ہوا اور تم یکایک کہان سے پہونچے اور تمہارا اسم گرامی کیا ہے۔ پیر مرد نے کہا طرفہ نقل ہے کہ ایک شخص غیر صاحب خانہ کا نام پوچہتا ہے۔ اے مرد بیوقوف تجہے ہمارے حال و نام

سکے پوچھنے سے کیا حاصل ہوگا تو اپنا مقصد ظاہر کر۔ نسیم نے کہا۔ اے بزرگ وہ
جوان عالیقدر جو فلان درخت کے سایہ مین تشریف رکھتا ہے ہمارا شاہزادہ
ولی نعمت ہے۔ پیر مرد ہنسا اور کہا۔ ہمنے کس وقت تجھسے شاہزادہ کا حال پوچھا
کسے باشد۔ ہمین اُسکے شاہزادہ وگدا زادہ ہونے سے کیا سروکار۔ نسیم نے
کہا۔ اُسی شاہزادہ نامدار نے تم سے قدری شراب مانگی ہے اگر زحمت فرماوینا
خود مع سامان میکشی اُسکے پاس تشریف لیچلو بعید از مہمان نوازی نہ ہوگا۔ پیر مرد نے
ایک جام بادہ نسیم کو پلوایا اور کہا۔ اپنے شاہزادہ سے کہدے کہ یہہ شراب مخصوص
اِسی درخت کے سایہ مین پی جاتی ہے۔ جسکو مے نوشی کا شوق ہو خود یہان
آئے۔ شاہزادہ یہ باتین اپنی جا سے مین سُن رہا تھا۔ شمیم کو بدین پیام بھیجا
کہ مین ایک باعث سے نہین آسکتا۔ پیر مرد نے شمیم کو بھی ایک جام مے پلوایا اور کہا
شاہزادے سے کہو بے تردد مع باعث چلا آئے
شاہزادہ یہہ کلمات سُن کر نہایت رنجیدہ ہوا اگر اُس وقت شراب کی خواہش
ایسی غالب تھی کہ ملکہ کو کب سے اجازت لیکر پیر مرد کے پاس آیا اور خود سلام
مین سبقت کی۔ پیر مرد اور طفل سادہ رو نے شاہزادہ کی بسر و قد تعظیم دی اور
صدر مین بٹھایا اور اُس شراب عجیب الکیفیت کا ایک جام تواضع کیا۔ شاہزادہ
نے فرمایا۔ میرے ساتھہ ایک رفیق ہے اُسکے واسطے شراب کا بھیجنا مقدم جانتا
ہون۔ پیر مرد نے کہا۔ اول تم نوش فرماؤ۔ اُس رفیق کا حصہ بھی پہونچ جائیگا
شاہزادہ مہران نے بے وسواس جام شراب پی لیا۔ اُس طفل نے تین جام شراب
پے درپے شاہزادے کو دیئے اور نسیم اور شمیم کو بھی دو دو جام اور دیگر تین

پیالے پئیے۔ جب اِنکا دماغ گرم ہوا۔ ہر ایک نے اُس طفل امرد سے جام شراب مانگا
اور اِسکے ساتھہ ہی یہہ فرمایش بھی تھی کہ کسی اور کو نہ دینا۔ پیر مرد نے کہا۔
سبحان اللہ۔ مین بھی نہ پیؤن۔ شاہزادے نے کہا۔ باش اے پیر فرتوت تجکو
باین پیرانہ سالی شراب سے کیا نسبت۔ نسیم نے ایک مشت پیر مرد پر رسید کی
شمیم نے ایک تپانچہ سخت اُس بڈہے کے کلے پر مارا۔ اُس طفل نے کہا۔ آخر اِس
زد و کوب کی علت غائی کیا۔ اگر مقصود شراب ہے۔ مین اُس شخص کو جام بہار رحم
دونگا جو مثل میری اِس زنجیر طلائی کو پکڑ کر اوج ابر پر جائے اور اُتر آئے۔ شاہزادہ
بہرام اور دونو عیارون نے جو نظر بلند کی۔ کیا دیکھتے ہین کہ ایک قطعہ ابر سیاہ
معلق قایم ہے اور ابر کے وسط مین ایک زنجیر طلائی دس گز زمین سے بلند
لٹک رہی ہے۔ طفل نے عیارانہ جست و چالاک کی مانند جست کی اور وہ زنجیر
طلائی پکڑ کر بالائے ابر چلا گیا اور دو لمحے کے بعد پھر نیچے اُتر آیا۔ نسیم نے کہا کیا
ہم دس گز بلند جست نہین کر سکتے۔ طفل سادہ رو نے کہا۔ بہر حالت منتظر کیا
ہے۔ نسیم جست زدہ و زنجیر گرفتہ بالائے ابر پہونچا اور پھر نہ آیا۔ اِسی طرح
شمیم غائب ہوا۔ شاہزادہ بہرام نے پیر مرد سے پوچھا۔ میرے عیار کہان
چلے گئے۔ پیر مرد نے کہا۔ تم کیا پوچھتے ہو۔ اگر ایسے ہی جوانمرد ہو۔ بالائے
ابر جاؤ اور عیارون کو لے آؤ۔ شاہزادے نے فرمایا۔ اوقہ ساق مین سمجھا
کہ تو مجھے اِس زنجیر ابر سے خائف کرتا ہے۔ چشم کور سے دیکھ کہ کسطرح اِن عیارون
سے بہتر جاتا ہون۔ پیر مرد نے کہا بسم اللہ۔ شاہزادہ نے جست زدہ و زنجیر
طلائی دونو ہاتھون سے تہامی۔ وہ زنجیر خود بخود ہاتھون کو لپٹ گئی اور یہہ

معلوم ہوا کہ کوئی مرد غیب زنجیر اوپر کھینچتا ہے۔ اُس وقت شاہزادہ کے حواس مین
ایسا خلل آیا کہ اپنے حال کا کچھہ ہوش نہ رہا

فی الجملہ یہ تینون مرد غائب ہوگئے اور اُنکے بعد وہ پیر مرد اور طفل سادہ رو بھی
مع سامان بالائے ابر چلے گئے۔ اُس وقت شاہزادہ اور کوکبہ کے مرکبان سواری
بھی خود بخود دیلہ ہوگئے۔ یہ تماشا دیکھہ کر ملکہ کوکبہ نے اسقدر فریاد و زاری کی کہ قریب
ہلاکت پہونچی۔ ناگاہ اُس ابر نے حرکت کی اور ملکہ کے گرد محیط ہوگیا اور ملکہ بھی
غائب ہوگئی

جس وقت شاہزادہ مہران ہوش مین آیا اپنے کو اُسی زنجیر طلائی سے دست بستہ
ایک باغ دلکشا کے اندر ایک حجرہ وسیع مین مقید دیکھا۔ اِس بے لبسی و ناچاری اور اس
ملکہ کوکبہ کی جدائی سے زار زار رویا۔ اِس اثنا مین چند اشخاص بوضع سرہنگ
و بہ لباس عیاری حجرہ مین آئے اور اُنہون نے کہا اے قیدی زندان طلسم
ہمارے ساتھہ چل تجکو داروغہ مجلس نے بلایا ہے۔ شاہزادہ اُنسے کچھہ پوچھا چاہتا
تھا۔ اُنہون نے سوال و جواب کی فرصت نہ دی اور زنجیر گرفتہ شاہزادے کو
ایک محکمہ مین لائے۔ وہان وہی پیر مرد کُرسی زر نگار پر بیٹھا تھا اُسکے دست چپ
دوسری کُرسی پر وہ امرد طفل متمکن تھا اور دست راست ایک شخص معزز سپید
ریش بہ لباس پُر تکلف کُرسی پر بیٹھا ہوا بہ غور تمام کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا۔ گرد و پیش
صدہا سرہنگان زرین کمر بہ کسوت عیاری دست بستہ استادہ تھے شاہزادہ
مہران نے جو اُس پیر مرد کی صورت دیکھی منفعل ہوا اور دل مین کہا استغفر اللہ
کیا حرکت مذموم [illegible] کی منزلت کی شراب کی طلب

مین آبروریزی کی - اب دیکھئے - یہہ اُس حرکت کا کیا انتقام لیتا ہے - ایک طرف
شمیم و نسیم بہی زنجیر ہائے آہنی سے مسلسل دست و گلو بستہ خجلت زدہ سرنگون
استادہ تہے - وہ پیر مرد شاہزادہ کی طرف مخاطب ہوا اور کہا اے شاہزادہ
مہران والے شریک مقیدان زندان طلسم السلام علیکم - بیان کرو کہ تمہارا طریق
و آئین کیا ہے - شاہزادہ نے فرمایا - الحمد للہ مین خداشناس و خداپرست ہون -
پیر مرد نے کہا - آفرین صد ہزار آفرین - راہ راست پر ہو - بعد ازان شمیم و نسیم سے بہی
پوچہا کہ تم کیا ملت رکہتے ہو - اُنہون نے بہی خداپرستی کا اظہار کیا - پیر مرد نے
کہا - اے شاہزادہ مہران والے عیاران ہمکو اول ہی تمہارا طریق معلوم ہو گیا
تہا - لیکن اِس وقت اِس واسطے تم سے پوچہا کہ تمہاری مسلمانی و خداپرستی جملہ
اہل باطن طلسم پر ظاہر ہو جائے - اگر تم اُس خط مستقیم سے منحرف نہ ہوتے جو زیر خطوط
شفقی رنگ واقع تہا ظاہر طلسم سے باطن طلسم مین نہ لائے جاتے - زان بعد اُس
پیر مرد نے مرد کتابدار سے پوچہا - حسب انتظام طلسم اِن اسیرون کے حق مین تم
کیا تجویز کرتے ہو - اُس نے کہا - اے بزرگ - نظر بر خداپرستی اُنکے حق مین یہ حکم دیا جاتا
ہے کہ گرسنہ و تشنہ نہ رکہو اور بجاے زنجیر و سلاسل ایک حلقہ طلائی شاہزادہ
کے پانو مین اور حلقہ ہائے آہنی عیارون کے پاؤن مین پہنادو اور اگر کوئی
صنعت و ہنر اُنکو یاد ہو تو عوض اُسکے اُنکو طعام لطیف دینا چاہئے اور ہر طرح سے
خوش و خورم رکہنا مناسب ہے - یہہ بہی اجازت ہے کہ ملکہ و شاہزادہ ایک جائے مین ہفتہ
اور روز ہفتم باغ کا سیر و تماشا دیکہین یا ہماری مجلس مین آئین اور اُس روز
پریزادون کے نغمہ دلکش شُننے کے بہی مجاز ہین - پیر مرد نے وارد نغمہ سرنگان سے

کہا۔ اے ابرق ان جوانان اسیر کو لیجا اور موافق فتوے الکتوب کتابدار کے عمل مین لا

ابرق شاہزادہ مہران اور شمیم و نسیم کو ایک قصر عالی دلکشا مین لایا۔ ملکہ کوکبہ پہلے سے وہان موجود تہی۔ اُسکو بوجہ زن پردہ نشین ہونے کے داروغہ نے مجلس مین طلب نہ کیا تہا۔ ابرق نے شاہزادہ کے پانو مین طوق طلائی پہنایا اور مع ملکہ کے ایک مکان مکلف مین مقیم کیا اور عیارون کو طوق ہائے آہنی پہنا کر اُسی قصر کے ایک مکان مین رکہا جو متوسط درجے کا تہا۔ بوقت زوال شمس ایک ایک نان گندم اور قدرے کباب اور ایک ایک کوزہ آب سرد شاہزادہ مہران اور ملکہ کوکبہ کو ملی اور عیارون کو فقط نانہائے خشک دیئے۔ چہہ دن اسی طرح گذرے روز ہفتم مہتر سرہنگان یعنی ابرق شاہزادہ کے پاس آیا اور کہا۔ آج روز تعطیل ہے۔ اِس مکان سے باہر نکلو۔ اگر تنہا سیر و تماشا پسند ہو داروغہ کی مجلس مین جاؤ۔ ورنہ ملکہ کے ہمراہ اِس قصر کے باغ فردوس آئین مین گلگشت کرو۔ شاہزادہ نے تنہا مجلس مین جانا پسند نہ کیا اور ملکہ کے ہمراہ ایک درخت کے سایہ مین بیٹہا۔ دونو عیار بہی اُنکے پاس آ گئے۔ راوی کہتا ہے کہ ہر چند زنجیران اسیرون کے پانو مین نہ تہے مگر تاثیر طلسم سے چہہ دن اُنکے پانو مین بالکل حس و حرکت نہ تہی اور جب ابرق نے رخصت سپردی خود بخود اعضا مین طاقت اصلی پیدا ہو گئی

بوقت چاشت ابرق آیا۔ اُسکے ہمراہیان نے فرش مکلف کیا اور اطعمہ لذیذ دستار خوان پر چُنے اور پیالۂ شراب ریحانی مع جام حاضر کیا۔ ایک طائفہ

زنان رقاصہ و مطربہ کا بہی آیا۔ ان زن و مرد نے پیٹ بہر کے کہانا کہایا اور شراب پی اور نغمہ سنا۔ ابرق نے کہا۔ اگر تم کوئی فن و ہنر جانتے ہو تو ظاہر کرو تا کہ شب و روز سامان عیش و عشرت مہیا ہے۔ ہمکو طلسم کشا اور اسکے بانوئے طلسم کے واسطے بہت کچھ سامان کرنا ہے۔ شاہزادہ مہران کو تاج مرصع کا رہنے کا شوق تہا اور اپنے فہم و شعور سے اسمین اکثر صنعتین اختراع کی تہین اور ملکہ لباس زنانہ و زردوزی مین دستگاہ کامل رکہتی تہی۔ نسیم کسب زرگری جانتا تہا اور شمیم شمشیر ساز بے بدل تہا۔ انہون نے اپنے اپنے ہنر و فن کا اظہار کیا۔ فوراً ہر ایک شخص کے واسطے جدا جدا کارخانہ درست کیا گیا اور اجنبہ ہوشیار اور زنان پریزاد انکے زیر دست معین ہوئین۔ چند روز مین انہون نے ایسی رونق و آبرو پیدا کی کہ دنیا کی نعمت و دولت انکو میسر آتی تہی۔

خاتمہ بوستان خیال جلد نہم

ایہا الناظرین۔ یہ رویہ جو ہمنے اختیار کر رکہا ہے کہ بوستان خیال کی ایک جلد ختم کی اور ایک شخص کا نام مشتہر کر دیا اس کا تمنے بہی کچھ مطلب سمجہا یا نہین۔ شاید یہ سمجہے ہوگے کہ خلعت و انعام حاصل کرنے کے لئے ایسا کیا جاتا ہے۔ پانچ جلدین جو والیان ریاست کے نام نامی پر شایع کی گئین۔ تصدر یہی غرض قرار دیگئی ہوگی۔ لیکن آج تو ہمنے ایک وکالت پیشہ کو اختیار کیا ہے جو خود امیر و غریب کی جیبین خالی کراتے ہین۔ تین جلدین اپنے تین معزز محسنون کے نام پر شایع

لین۔ اُسکی بنیاد کم سے کم یہ سمجھی گئی ہوگی کہ خوشامد کی منازل طے کرین۔ مگر آج
ایسے شخص کو ہمنے لیا ہے جو ہمارا ہم سبق و ہم جماعت ہے اور اُس سے کسی قسم کا تکلف
نہین ہے۔ تو یہان اِس فصل سے مقصود کیا ہے۔ فقط اِسقدر کہ اِس ذریعہ سے موقع
بموقع کچھ اپنا حال ظاہر کر دین اور کچھہ اپنے مہربانون کا

مولوی تاج الدین احمد صاحب اُس وقت سے ہمارے دوست ہین جبکہ وہ اور
ہم نے اپنے محلہ کے دیسی مکاتب سے نکلکر نارمل سکول مین داخل ہوئے اور سکول
مذکور اور آخر کلاس مین ہم سبق رہے یہ کلاس یا جماعت گویا موجودہ ٹریننگ کالج
کی بنیاد تھی۔ ہم دو ہی شخص اُن جماعتون مین نہ تھے بلکہ کئی اور اشخاص بھی تھے
اب جو دیکھتے ہین تو اُنمین سے بعض مر گئے اور بعض خدا کی مہربانی سے زندہ ہین
مگر آب و دانہ کی کشش سے کہین سے کہین جا نکلے ہین۔ بہ نسبت دیگر ہم جماعتون کے
طالب علمی مین ہم دیا مولوی صاحب سے زیادہ تر اتفاق تھا اور یہ حسن اتفاق ہے کہ
ہم نے بھی مستعفی ہوکر ایک آزاد پیشہ اختیار کیا اور مولوی صاحب نے بھی۔ مولوی
صاحب سے ایام طالب علمی مین بھی اور اب بھی ہمکو بہت خوشدلی ہے اور یہ ایسا امر ہے
جسکو ہم اپنی خوش نصیبی اور خوش اقبالی کا سبب سمجھتے ہین

مولوی صاحب کا نام لیکر ہم اِس بات پر غور کرنے سے باز نہین رہ سکتے
کہ وہ کیا زمانہ تھا جبکہ پہلو بہ پہلو بیٹھکر پڑھا کرتے تھے اور دوش بدوش
ہر کہین نکلتے تھے اور اب کیا زمانہ ہے کہ چند ساعت بے تکلف بیٹھکر
گفتگو کرنے کی آرزو مین مرے جاتے ہین۔ صاف ظاہر ہے کہ کم تعلقی ہی انسان
کی ہستی کی آسائش کا باعث ہے زیادہ تر اثر نہ ڈالے لیکن مانند بد پرہیز بیمار کے

انسان اِس سے بہاگتا ہے اور تعلقات کے پیچ در پیچ دام مین اُڑ اُڑ کر پہنستا ہے۔ ہم دونو ایسے طالبعلمون کی فہرست مین داخل ہونے کے لایق نہ تھے جنکو علم کا کیڑا کہا جائے اور اِسکے واسطے آج جسقدر افسوس کرین بے فائدہ تو ہوگا مگر بیجا نہ ہوگا۔ تاہم کامیاب طالبعلم تھے۔ باوجود اِسکے جو بے فکر تھے اور خوشی منایا کرتے تہے تو یہ محض کم تعلقی کا اثر تہا

ایک امر خوشی کا ہے کہ بمقابلہ طفلی وجوانی کے آج اِن سطور کے کاتب و مکتوب الیہ کے خیالات زیادہ تر خدا پرستی کی طرف مائل ہین لیکن اِن تعلقات کا ستیاناس ہو۔ یہ تو خالق کی جانب بہی متوجہ نہین ہونے دیتے۔ اگر زمانہ طالب علمی مین بیداری کے اٹھارہ گھنٹون مین سے دو چار گھنٹے [illegible] مین ضایع ہوتے تہے جو شہر کی اقامت کے سبب سے اُس سن کا اقتضا بہی تہا تو آج باوجود اِس عمر کے کہ ہم بہت سی [illegible] سے [illegible] مین [illegible] ہوس اور خواہشات و جرایم سے دور پڑے ہین لیکن بیداری کا نصف حصہ وقت زوائد مین برباد کر دیتے ہین۔ نماز پڑہتے ہین مگر [illegible] مانگتے ہین مگر دل نہین۔ چاہتے ہین کہ صاف ہو جائین پر جیسا چاہیے نہین۔ خدا سے ہے کہ پاک ہو جائین پر [illegible] حق تعالی [illegible] پر بہروسہ کرین اور وہ ہماری مغفرت کرے اور عاقبت بخیر کرے

نادر علی سیفی

موضع سیف آباد ضلع لاہور

۲۰ صفر المظفر ۱۳۱۲ھ

اشتہارات

بُستان خیال

(جلد اول و دویم و سویم و چہارم و پنجم و ششم و ہفتم و ہشتم و نہم)

یہہ نو جلدین چہپکر براے فروخت موجود ہین بمقابلہ دلچسپی مضامین و محنت مولف قیمت بہت کم تجویز کی گئی ہے

نام جلد	قسم کاغذ	تعداد صفحے	قیمت	محصول	رسید ڈاکخانہ	کل
جلد اول	ڈمی	۲۱۰	۱۳ار	ار	۰ر	۱۴ا۰ر
؍؍	سریرام پوری	؍؍	۱۰ار	ار	۰ر	۱۱ا۰ر
جلد دویم	ڈمی	۲۵۸	عصـ	ار	ـــر	عصـ ۱۰ر
؍؍	سریرام پوری	؍؍	۱۲ار	ار	۰ر	۱۳ا۰ر
جلد سویم	ڈمی	؍؍	عصـ	ار	۰ر	عصـ ۱۰ر
؍؍	سریرام پوری	؍؍	۱۲ار	ار	۰ر	۱۳ا۰ر
جلد چہارم	ڈمی	۳۷۰	عصـ ۸ر	ا۰ر	۰ر	عصـ ۱۰ار
؍؍	سریرام پوری	؍؍	عصـ ۲ر	۹ر	۰ر	عصـ ۴ر
جلد پنجم	ڈمی	۱۸۸	۱۲ر	ار	۰ر	۱۳ا۰ر
؍؍	سریرام پوری	؍؍	۹ر	ار	۰ر	۰ا۰ر
جلد ششم	ڈمی	۲۸۴	عصـ ۲ر	ار	۰ر	عصـ ۰۳ر

جلد ششم	سریرام پوری	۴۸۴	۱۴؍	ا؍	۰؍	۱۵؍۰
جلد ہفتم	ڈمی	۴۲۸	۱۵؍	ا؍	۰؍	عمہ
؍؍	سریرام پوری	؍؍	۱۱؍	ا؍	۰؍	۱۲؍۰
جلد ہشتم	ڈمی	۱۹۸	۱۲؍۰	ا؍	۰؍	۱۴؍
؍؍	سریرام پوری	؍؍	۹؍۰	ا؍	۰؍	۱۱؍
جلد نہم	ڈمی	۲۵۲	عمعہ	ا؍	۰؍	عمعہ ا؍
؍؍	سریرام پوری	؍؍	۱۲؍	ا؍	۰؍	۱۳؍۰

کوئی صاحب زیادہ احتیاط کریں تو ۲؍ بابت حق رجسٹری روانہ فرمائیں ورنہ بلا رجسٹری کرائے کتاب روانہ کیجائے گی لیکن اس صورت میں نہ پہونچے تو مطبع ذمہ وار نہ ہوگا اور دوبارہ نہ بھیجے گا

سوداگروں اور یکجا خریدنے والوں کو ۵ فی صدی کمیشن دیا جائیگا جبکہ پانچ ۵ یا اس سے زیادہ قیمت کی کتابیں منگوائیں۔ یہ کتابیں رجسٹری کرائی گئی ہیں کوئی صاحب اسکے چھاپنے کا قصد نہ فرمائیں۔ بوستان خیال جلد دہم زیر طبع ہے

المشتہر سید نادر علی سیفی مالک مہتمم مطبع سیفی لاہور

بوستان خیال جلد دہم

یہ جلد چھپ رہی ہے ... ہم ان خریداروں کو جو قیمت پیشگی عنایت کرتے ہیں ... اور اق ... [illegible] ... جناب کی ... [illegible] ... پھر تو ... [illegible] ... [illegible]

بوستان خیال پر احباب کی آراء

زبانی اور تحریری جو اظہار پسندیدگی بوستان خیال کے بارہ مین احباب نے فرمایا ہے اُن سب کا چھاپنا ہم طول عمل [illegible] سمجھتے ہیں اور اس لئے چند خطوط کا انتخاب شائع کیا جاتا ہے جسے صحیح تقریظ کا درجہ دیا جائے تو بیجا نہ ہوگا

انتخاب خط جناب خان بہادر مرزا محمد حیات خانصاحب پلزڈی ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر

مہربان من جناب سیفی صاحب سلمہٗ۔ تسلیم آپکے پرچہ اخبار کے ساتھہ بوستان خیال کے پرچہ نمبر اسوقت تک پہنچے۔ مین اسکی عمدگی کی وجہ بڑی مسرت سے اسکا خواہشمند ہون

تحریر ۲۴ ستمبر ۱۹۰۸ء نیازمند محمد حیات خان از سیالکوٹ

انتخاب خط جناب منشی [illegible] صاحب [illegible]

جناب سیفی صاحب زاد عنایتہٗ تسلیم۔ واقعی کتاب بوستان خیال نہایت غم غلط کرنیوالی کتاب ہے۔ یہ کتاب آپکے مطبع کی یادگار ہے ۱۱ ستمبر ۱۹۰۸ء [illegible]

انتخاب خط منشی قادر بخش صاحب سوداگر انار کلی لاہور

کرم فرمائی بندہ جناب سیفی صاحب زاد عنایتہٗ تسلیم۔ واقعی کتاب بوستان خیال نہایت غم غلط کرنیوالی ہے۔ یہ کتاب آپکے مطبع کی بہار یادگار رہیگی ۲۴ ستمبر ۱۹۰۸ء زیادہ آداب

انتخاب خط مرزا جہانگیر عبدالغنی نویس شاہ پور

حضرت استاد حسنا دام عنایتہٗ۔ السلام علیکم۔ مینے چند صفحات بوستان خیال کا ملاحظہ کیا اسکا [illegible] ۱۹۰۸ء مرزا جہانگیر عبدالغنی نویس شاہ پور

انتخاب خط جناب منشی رگ نندن لال صاحب سپروائزر صیغہ تعمیرات لودیانہ

مہربان من جناب سید علی صاحب دام عنایتہ تسلیم یہ کتاب جو اب آپکے مطبع کا فوٹو ہے جس سے پژمردہ دلوں کو شگفتگی ہوتی ہے

راقم رگ نندن لال سپروائزر لدہیانہ یکم جنوری ۱۸۹۲ء

انتخاب خط جناب مولوی شہسوار الدین احمد صاحب مدرس اول فارسی مدرسہ ضلع ہوشیارپور

پہلا حصہ بوستان خیال کا پہونچا اسکی شکر گذار ہوں الفاظ شکریہ مل نہیں سکتے اسکا صحیح شکریہ سے معذور رہوں۔ جو اوراق بوستان خیال آپ ضمیمہ کے ساتھ بھیجتے ہیں وہ تا انقضائے تعطیلات اپنے پاس جمع رکھیں بعد ۲۳ اکتوبر ۱۸۹۲ء کے بھیجیں مجھے خوف ہے کہ یہاں پر ضمیمہ ضائع نہو جائے جو قدر اسکا مجکو ہے وہ کسی کو کاہیکو ہوگا

الملتمس شہسوار الدین احمد ۳۔ اگست ۱۸۹۲ء

انتخاب خط لالہ منوہر لال صاحب خلف الصدق ٹئے بہادر منشی اشرف صاحب مدار المہام ریاست دیور

عنایت فرمائے بندہ نواز محبتہ تسلیم مزاج مبارک حضرت بندہ آپکی کلام اعجاز التیام کا دلدادہ ہے بیتکلف عرض کرتا ہوں کہ خدا جانے آپکی تحریر میں کیا اثر ہے جو پڑہتا ہے دل ہاتھ سے دیدیتا ہے۔ زبان نہیں جو آپکی تعریف کروں

خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تست

بندہ منوہر لال۔ المرقوم ۲۳ جون ۱۸۹۲ء

انتخاب خط جناب منشی سیف الله صاحب پیشکار آنریری مجسٹریٹ ٹانڈہ ضلع ہوشیارپور

مشفق و مکرم بندہ جناب شاہ صاحب بندہ نواز علیکم الله و عنایتکم

تسلیم و نیاز کے بعد التماس ہیکہ اوراق بوستان خیال جلد دوئم و سوئم ہمراہ اخبار ہذا

پہونچتے رہتے ہین دراصل یہ کتاب غم غلط تصور ہوتی ہے۔ اسکی عمدگی کی تعریف جہانتک
ہو بیجا ہے۔ جلد اول بستان خیال بھی بذریعہ قیمت طلب پارسل ڈاکخانہ بھیجدیوین۔ یہ ہر جہاں
حصہ بستان خیال آپکے مطبع کے یادگار رہے جاوینگے

(۲۰ ستمبر ۱۸۹۲ء - آپکا نیازمند بندہ یوسف خان از ٹانڈہ)

انتخاب خط جناب حاجی محمد شاہ نواز خانصاحب رئیس موضع شاہ نواز خان ضلع منٹگمری

ایک عمدہ ناول جو آپکے پرچہ کے ساتھ ہوتا ہے میرے پاس نامکمل ہے باقی اوراق
بھیجدیوین راقم حاجی محمد شاہ نواز خان

انتخاب خط جناب منشی رام چند صاحب سارجنٹ باڈر پولیس پشاور

مہربان من جناب سیفی صاحب دام اقبالہ۔ تسلیم مین بہت شکریہ ادا کرتا ہون کہ آپ
بستان خیال کے اوراق مجھے ہر پرچہ کے ساتھ بھیجتے ہین۔ واقعی یہ بے مثل قصہ
ہے جس سے میرے پژمردہ دل کو خوشی ہوتی ہے

راقم رام چند سارجنٹ از پشاور

انتخاب خط جناب مفتی محمد داؤد صاحب وکیل عدالت پشاور

جناب من تسلیمات - جلد اول و دوم بستان خیال کی نیازمند نے مطالعہ کین واقعی اس قسم کی
کتابین دل کو خوش کرنے کے لئے نیازمند کی نظر سے پہلے نہین گذرین نہایت عمدہ طرز
سے آپنے اسکا اختصار عبارت فرماکر بہت خوش اسلوبی سے تالیف کیا ہے۔ امید کہ ایک جلد
بوستان خیال جلد سوم بذریعہ ویلیو پی ایبل جو عمدہ کاغذ پر ہو ارسال فرماوینگے
ادنے قسم کا کاغذ مطلوب نہین ہے

۲ دسمبر ۱۸۹۲ء راقم بکمترین مفتی محمد داؤد وکیل عدالت پشاور

انتخاب خط جناب منشی عبد العزیز صاحب نائب تحصیلدار پنڈ دادنخان

بعنایت فرماے بندہ منشی نادر علی صاحب صفی السلام علیکم آپ براہ مہربانی بستان خیال
...کا تمام پرچہ بذریعہ ویلیو پے ایبل بک پوسٹ ڈاک ارسال فرماویں مجھے انکے
...کا کمال شوق ہے ۔ ۲۴ دسمبر ۱۸۸۹ء عبد العزیز نائب تحصیلدار

انتخاب خط جناب خان بہادر منشی محمد امتیاز علی صاحب وزیر اعظم ریاست بہاولپور

تعلیم دیوان رودڑا پرشاد صاحب

...زاد عنایتہ تسلیم بوستان خیال جو نمبر ہند کے ساتھ نکلتا ہے واقعی ایک نہایت ہی
...غم غلط مضمون ہے اور آپکے اخبار کی یادگار ہے

راقم رودڑا پرشاد دیوان حضور وزیر اعظم

انتخاب خط سید محمد اسحاق صاحب نائب تحصیلدار دبوالی

...ان خیال کے اوراق بہت گم ہو گئے ہیں شائد میرے مقامات کی تبدیلی کیوجہ سے نہیں
...میں نہایت احتیاط رکھتا ہوں اور ان اوراق کو بہت عزیز رکھتا ہوں

آپکا نیاز مند محمد اسحاق نائب تحصیلدار دبوالی

انتخاب خط جناب شیخ نصیر الدین صاحب منصف ہوشیارپور

جلد بوستان خیال کی پہونچ گئی ہیں مشکور ہوا۔ قصہ عمدہ و دلچسپ اور غم غلط کرنیوالا ہے

انتخاب خط جناب خان عبد الرحیم خان صاحب ریلوے لاہور

صفی صاحب حقیقت میں آپنے بوستان خیال کا خلاصہ کرنے میں کمال کیا ہے
...عرض کرتا ہوں کہ اسکے بعد آپ طلسم ہوشربا کا اختصار بھی شروع کریں۔
...عبارت اس سے زیادہ لغو ہے اور اس سے فی زمانا عوام و خاص کو بہت

دلچسپی ہے ایسی امر ہے کہ وہ اس سے بھی زیادہ ہر دلعزیز ثابت ہوگی

راقم نیازمند عبدالرحیم خان

اشتہار مطبع سیفی لاہور

رہبر ہند: جو ہفتہ میں دو بار شائع ہوتا ہے اور جس میں ہر قسم کی مفید مضامین اور عمدہ
خبریں بکثرت درج ہوتی ہیں اسکی پیشگی سالانہ قیمت حسب ذیل ہے

گورنمنٹ و سلاطین و والیان ریاست [illegible] جاگیرداران و دیگر اہل ثروت [illegible] چھ ہزار سالانہ
آمدنی والے [illegible] تین ہزار سال سے کم آمدنی والے [illegible] ایک ہزار سال سے کم آمدنی
والے [illegible] تین سو سال سے کم آمدنی والے اور طالب علم [illegible]

فہرست عہدہ داران پنجاب - جو سہ ماہی وار مطابق سول لسٹ انگریزی کے چھپتی ہے
اسکی سالانہ قیمت بمحصول حسب ذیل ہے

سرکار و والیان ریاست ([illegible]) جاگیرداران و دیگر اہل ثروت ([illegible]) چھ ہزار سے
کم آمدنی والے ([illegible]) تین ہزار سال سے کم آمدنی والے ([illegible]) ایک ہزار سے
کم آمدنی والے ([illegible]) تین سو سال سے کم آمدنی والے اور طالب علم ([illegible])

اشتہاروں کی اجرت: — اخبار رہبر ہند و رسالہ سیف گورنمنٹ میں فی سطر
فی کالم عبارتی صفحہ [illegible] ہر مرتبہ کے واسطے لئے جاتے ہیں۔ لیکن جبکہ
اشتہار ایک ماہ سے زیادہ عرصہ کے لئے چھاپا جاتا ہے تو ایک چہارم
اور ایک سال سے زیادہ کے واسطے شائع ہوتا ہے تو نصف اجرت کی
تخفیف دیجاتی ہے